خلیفۃ الرسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مسلمانانِ یمن کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلیفۃ الرسولؐ کی طرف سے یمن کے ان تمام مومنوں اور مسلمانوں کے نام جن کے سامنے یہ خط پڑھا جائے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

''میں تمہارے سامنے اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبُود نہیں ہے۔ امابعد! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد کو فرض فرمایا اور انہیں ہر حال میں نکلنے کا حکم دیا، چاہے ہلکے ہوں یا بھاری۔ اپنے راستے میں مال و جان لے کر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ جہاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ایک زبردست فریضہ ہے، جس کا ثواب اللہ کے ہاں بہت زیادہ ہے۔ ہم نے مسلمانوں سے کہا ہے کہ وہ ملک شام میں جاکر رومیوں سے جہاد کریں۔ وہ اس کے لیے فوراً تیار ہوگئے اور اس میں ان کی نیت بہت اچھی ہے (کہ وہ اللہ کو راضی کرنے کے لیے جارہے ہیں) لٰہذا تم بھی (اس سفر جہاد کی) تیاری جلدی سے کرلو، لیکن اس سفر میں آپ لوگوں کی نیت ٹھیک ہونی چاہیے۔ تمہیں دو خوبیوں میں سے ایک خوبی تو ضرور ملے گی۔ شہادت یا فتح اور مال غنیمت...... کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ وہ صرف باتیں کریں اور عمل نہ کریں۔ اللہ کے دشمنوں سے جہاد کیا جاتا رہے گا۔ وہ اپنے دین کی حفاظت فرمائے گا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تمہارے دلوں کو ہدایت عطا فرمائے اور تمہارے اعمال کو پاکیزہ فرمائے اور تمہیں جم کر مقابلہ کرنے والے مہاجرین کا ثواب عطا فرمائے''۔

(حیاۃ الصحابہؓ جلد اول، صفحہ ۴۷۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۸، شمارہ نمبر ۱

ربیع الاول ۱۴۳۶ھ　جنوری 2015ء

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ نے اس شخص کا ذمہ اٹھا لیا ہے کہ جو اس کے راستے میں جہاد کے لیے نکلے کہ میں یا تو اسے جہاد کا ثواب دے کر اور غنیمت کا مال دے کر گھر والوں کی طرف زندہ لوٹا دوں گا (اور اگر وہ شہید ہو گیا تو) اسے جنت میں داخل کر دوں گا - مگر شرط یہ ہے کہ وہ مجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرتے ہوئے گھر سے نکلا ہو'' (بخاری)

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

Nawaeafghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصر حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع 'نظام کفر اور اس کے پیروؤں کے زیر تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سد باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

فتح یاب آخر اجالا ہی ہوگا!

سال ۲۰۰۱ء کا اختتام، جاڑے کا موسم......افغان سرزمین پر مجاہدین کی مٹھی بھر تعداد کو چٹکیوں میں فنا کے گھاٹ اتار دینے کے دعوے لے کر ''سپر پاور'' اپنے ۴ درجن نیٹو اتحادیوں اور درجن بھر 'نان نیٹو اتحادیوں' کے جلو میں خوف ناک ٹیکنالوجی اور ہیبت ناک حربی قوت لے کر حملہ آور ہوئی......سردیوں کی طویل اور خاموش راتوں میں سے ہی ایک رات تھی جب وہ خاک نشین اپنی پیوندزدہ چادر کی بُکل مار کر قندھار کے کوچہ و بازار سے نکلا اور پہاڑوں، غاروں میں جا بسیرا کیا......اُس وقت اللہ کے اس متوکل و جری بندے نے وقت کے فِـئَـةٍ قَلِيلَةٍ کی قیادت کا حق ادا کرتے ہوئے چند لفظوں میں حال اور مستقبل کے سارے مناظر سمیٹ کر رکھ دیے تھے......خیر القرون کی مبارک ہستیوں کے ایمان و ایقان کی بھرپور عکاسی اُس کے اُن الفاظ میں جھلک رہی تھی: ''میرے سامنے دو وعدے ہیں، ایک اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو فرماتا ہے کہ میری زمین بڑی وسیع ہے، جو میرے راستے میں ہجرت کرے گا اسے پناہ ملے گی......دوسرا دعویٰ بش کا ہے جس کا کہنا ہے کہ تم زمین پر کہیں بھی چھپ جاؤ میں تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا......ہم دیکھیں گے کہ کس کا وعدہ اور دعویٰ سچّا ہے!''......اس سے چند سال قبل محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے حرمِ کعبہ میں کھڑے ہو کر اپنے رب کے بھروسے پر یہ تاریخی الفاظ کہے تھے ''امریکہ افغانستان پر حملہ آور ہونے کے بعد وہاں دلدل میں پھنس جائے گا اور تب ہم ایسے عملیات کریں گے جن کی اس دنیا میں کوئی مثال نہیں ملے گی''! پھر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ اور محسن امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے اپنے مالک پر کامل ایمان و توکل کا سبق از بر کرتے ہوئے اُسی کے کرم، فضل، نصرت، رحمت اور احسان کی بنیاد پر چند بے سروسامان اور وسائل سے تہی دامن مومنین کو دنیائے کفر کی مہیب طاقتوں سے بِھڑا دیا۔ یہ بے وسیلہ اور بے مایہ مجاہدین ظاہری طور پر بلاشبہ کمزور و ناتواں دِکھتے تھے لیکن بے سہارا و بے آسرا ہرگز نہیں تھے! اُن کا سہارا وہ ذات تھی جس کا نام 'القیوم' ہے، اُن کی نگرانی و نگہبانی اُس نے اپنے ذمہ لی تھی کہ جو 'المھیمن' ہے......جب اللہ کے اُن بندوں نے 'احزاب' کو حملہ آور ہوتے دیکھا تو اُن کے دلوں نے گواہی دی کہ ''هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَ رَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ'' پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اُنہیں 'نقد انعام' سے نوازا کہ ''وَمَا زَادَهُمْ إِلَّـا إِيـمَـانًا وَتَسْلِيمًا'' اُن کا ایمان اور تسلیم و رضا کا جذبہ بلّیوں اچھلنے لگا......ایمان والوں نے اس جہادی علَم کو افغانستان کے کوہ و بیاباں میں زیر نہیں ہونے دیا بلکہ فتح و کامرانی کی منازل طے کرتے ہوئے دنیا کے مختلف خطوں اور ممالک میں امت کی بے داری کا سبب بنے......۱۳ سال گزر گئے، اب سال ۲۰۱۴ء بیت چکا ہے اور ۲۰۱۵ء کا جاڑا اپنے عروج پر ہے! آج کا منظر نامہ اللہ پاک کی قدرت و قوت کی بدولت واضح ہے کہ فتح و آبرومندی کی منزل پر کون پہنچا ہے اور شکست و ذلت خواری کے سبب خزاں رسیدہ جھاڑ جھنکار کی طرح کون بے آبرو اور ذلیل و خوار ہو رہا ہے!

عقل کا تقاضا تو یہ تھا کہ پاکستانی جرنیل اور حکمران اپنے ہمسائے میں اس قدر کھلے براہین اور مجاہدین کے ساتھ 'رب العرش العظیم کی معیت و نصرت کے مظاہر کا مشاہدہ کرنے کے بعد اور فراعین وقت کی فضیحت اور ذلت و رسوائی کو دیکھتے ہوئے' رب کی اطاعت کی جانب لوٹنے کی تیاری کرتے......لیکن شیطانِ ملعون نے عقلوں پر مار ماری ہے اور آقاؤں کی طرح غلاموں کو بھی دنیا کی ذلت اور آخرت کے دوامی و مدامی عذاب میں ڈالنے کا تہیہ کر رکھا ہے......اسی لیے جس جنگ کو صلیبی کفار اپنی تمام تر طاقت، خوف ناک اور بھیانک سامانِ حرب، بے پناہ وسائل، کھربوں ڈالر کے سرمائے، طواغیتِ عالم کی حمایت اور ہمہ وقت اشاروں پر ناچتی کٹھ پتلیوں کے باوجود جیت نہ سکے اور اب بندگانِ خدا کے سامنے عاجزی و بے بسی کا اعتراف کرتے ہوئے ناکام و نامراد واپس پلٹ چکے ہیں' اُس جنگ کو یہ بے حمیت اور بے وقوف جرنیل اور حکمران اپنے سر لے رہے ہیں! کیا ان کے پاس امریکہ اور صلیبی آقاؤں سے بڑھ کر طاقت ہے؟ کیا یہ کفار سے بڑھ کو کوئی ہلاکت خیز ٹیکنالوجی رکھتے ہیں؟ کیا ''کولیشن سپورٹ فنڈ'' کی بھیک پر پلنے والے' مجاہدین کو زیر کرنے کے لیے کھربوں ڈالر اُجاڑنے والوں سے زیادہ سرمائے کے حامل ہیں؟ 'مَسّ شیطان' سے مخبوط الحواس ہو جانے والے' آج پاکستان میں وہی لہجہ، زبان اور انداز اختیار کیے ہوئے ہیں جو گزرے کل 'بش لعین نے افغانستان پر حملہ آور ہوتے ہوئے اپنایا تھا......اُس نے بھی تکبر، نخوت اور رعونت میں بھرے لہجے میں کہا تھا: Either you are with us, or you are with the terrorists......آج پاکستان میں نواز بھی یہی کہہ رہا ہے: ''اس جنگ میں کوئی غیر جانب دار نہ رہے''......امریکہ نے بھی ''دہشت گردوں'' کے خلاف فیصلہ کن جنگ کا بگل بجایا تھا......راحیل و نواز کی قیادت میں اے پی سی بھی ''دہشت گردوں'' کے خلاف فیصلہ کن جنگ لڑنے کا اعلامیہ جاری کر رہی ہے......تیرہ سال تک خفت اور رسوائی و خواری کا مزہ چکھنے والے ''امریکہ بہادر'' کی حالتِ زار دیکھ لینے کے بعد بھی ایک بار پھر ''فیصلہ کن جنگ'' شروع ہوا چاہتی ہے......ویسے کوئی ان خرد دماغوں سے پوچھے کہ اس ''نئی فیصلہ کن جنگ'' میں تم مزید کیا تیر مار لو گے؟ اپنے صلیبی آقاؤں کے ساتھ مل کر گزشتہ تیرہ سالوں میں جو آتش و بارود تم نے آزمانا تھا آزما چکے، جتنے مکر و فریب کے جال بُننے تھے بُن چکے، جتنی خیانتیں اور بدعہدیاں کرنی تھیں کر چکے! اب تمہارے پاس اس جنگ کو جیتنے کے لیے کوئی نیا جادوئے سامری نہیں ہے!......یاد رکھو! تمہارے آقا جن اولیائے رحمٰن کی لگائی گئی ٹھوکروں کو نہ سہہ سکے، تم بھی اُن کے سامنے باذن اللہ مغلوب و مجبُور ہو کر رہو گے......اللہ کے اُن بندوں کے پاس کھونے کو کچھ بھی نہیں، کیونکہ وہ اپنے اہل و عیال، مال و اسباب، دنیا و لذاتِ دنیا، سب کچھ اپنے رب کی راہ میں قربان کر چکے ہیں......اب تم اُس وقت سے ڈرو کہ تمہارے پاس بچانے اور سنبھالنے کے لیے کچھ بھی باقی نہ رہے!......

نواز شریف! اپنے پیش رووں کے حال پر ایک نظر ڈال رکھو! سیاسی طور پر بھی اور ذاتی طور پر بھی!......مجاہدین سے ٹکرانے کے بعد وہ جہاد اور تحریک جہاد کا تو کچھ نہ بگاڑ سکے لیکن آج ق لیگ، پیپلز پارٹی اور اے این پی کی سیاسی حالت دیکھ لو! ملعون سلمان تاثیر اور اُس کے بیٹے، یوسف رضا کے بیٹے اور افتخار حسین کے بیٹے کی بنی گَت بھی نظر میں رکھو! 'خاکیوں' کے ساتھ ساتھ تمہارا ''مستقبل بھی تاریک'' ہو گیا تو مجاہدین (اپنے مالک کی نصرت و مدد سے) تمہیں اٹک کے کسی قلعہ کے نہیں بلکہ قبر کے اندھیروں کے سپرد کریں گے......

وَمَا ذَلِکَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ

درحریمِ دلِ ما مقامِ مصطفیٰؐ است!

حافظ محمد صاحب

حضور پرنور، سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ اس قدر اعلیٰ وارفع اور بلند و بالا ہے کہ عقل انسانی اس مقام و مرتبے کا ادراک نہیں کرسکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس فرش و عرش پر یکساں محبوب و مقبول اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی عالم انسانیت کے لیے سب سے بڑا نمونہ عمل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس محبتوں کا مرکز، چاہتوں کا مصداق، عقیدتوں کا مرجع اور ذوق و شوق کا محور ہے۔ جب خود خلاّقِ عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا حکم فرمایا ہو:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْماً (الاحزاب: ۵۶)

''مومنو! تم بھی پیغمبر پر درود اور سلام بھیجا کرو''۔

تو عقل انسانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اقدس کا کیا احاطہ کرسکے گی؟ صرف یہی نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و توقیر کا حکم قرآن مجید میں متعدد جگہ صادر فرمایا:

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِي (الحجرات: ۲)

''اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو''۔

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضاً (النور: ۶۳)

''(مومنو!) پیغمبر کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو''۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (الحجرات: ۱)

''اے ایمان والے لوگو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو''۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا (البقرۃ: ۱۰۴)

''اے اہل ایمان (گفتگو کے وقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے) راعنا نہ کہا کرو اُنْظُرْنا کہا کرو اور کان لگا کر سنو!''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی کہ:

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

وہ ذات گرامی جن کی نعت پر مشتمل ہزاروں اشعار کا قصیدہ کہہ کر بھی انسان اپنے عجز کا اظہار کرے اور زبانِ حال سے یوں کہے:

تھکی ہے فکر رسا اور مدح باقی ہے
قلب ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے

تو ان کی ذات گرامی کی رفعتوں کا کیا کہنا؟ اللہ تعالیٰ نے جن نفوس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کا شرف بخشا، اور عشاقِ سرمست کی اس جماعت صحابہؓ نے ان آیاتِ قرآنی کے عملی تقاضوں کو اپنی زندگی کا شعار بنالیا تھا۔ وہ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں یوں بیٹھتے جیسے لبوں پر مہر سکوت ثبت ہو، جسم میں سانسوں کی آمد و رفت ختم ہوچکی ہو۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ سے عروہ بن مسعود (جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واپس جا کر اپنی حاضری کا حال کچھ یوں بیان کیا:

''اے میری قوم! اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا اور قیصر و کسریٰ و نجاشی کے ہاں گیا ہوں، میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کے درباری اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم انہوں نے جب کھنکار پھینکا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی ایک ہاتھ پر گرا ہے جسے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا ہے۔ جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کے لیے دوڑتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے لیے باہم جھگڑے کی نوبت آجاتی ہے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر دیتے ہیں اور از روئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے۔''

شمائل ترمذی میں ہے کہ

''جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلام شروع کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشین اس طرح سر جھکا لیتے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ یہ والہانہ عقیدت و محبت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ تک محدود نہ تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

19 اکتوبر: صوبہ زابل.........صدر مقام قلات.........مجاہدین کا افغان فوجیوں کے پیدل دستوں پر حملہ.........5 فوجی ہلاک اور کئی زخمی

کے وصال پُر ملال کے بعد بھی اصحاب ایمان، مزار اقدس کے جوار میں مؤدب اور سراپا عجز وانکسار رہتے۔ ایک مرتبہ خلیفہ ابوجعفر منصور نے مسجد نبوی میں امام مالکؒ سے مناظرہ کیا اور اثنائے مناظرہ میں اپنی آواز بلند کی، حضرت امام مالکؒ نے فرمایا اپنی آوازیں بلند مت کرو اللہ تعالیٰ نے امت کو حکم فرمایا ہے: لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ...... اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی ویسا ہی ضروری ولازمی ہے جیسا کہ اس ظاہری دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پر تھا۔ یہ سن کر ابوجعفر منصور دھیما پڑ گیا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اگر مسجد نبوی کے گرد کسی مکان میں میخ ٹھونکنے کی آواز سنتیں تو کہلا بھیجتیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ دو''...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کے دونوں کواڑ مدینہ منورہ کے باہر ایک مقام پر تیار کروائے کے مبادا ان کی تیاری میں لکڑی کی آواز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہو۔ صحیح بخاری شریف میں ایک روایت حضرت ابن زیدؓ سے یوں روایت ہے:

''میں مسجد نبوی میں لیٹا ہوا تھا ایک شخص نے مجھے کنکر مارا، میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے فرمایا ان دوشخصوں کو بلاؤ، میں بلا لایا، آپ نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ اور کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں دُرّے لگواتا، کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو؟''

؎ آہستہ سانس لے کہ خلافِ ادب نہ ہو
نازک ہے یہ مقام حضوری حضور کی

حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی ساری زندگی مدینہ منورہ میں کبھی بول و براز نہیں کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ مدینہ کی مٹی خراب ہے، امام مالکؒ نے فتویٰ دیا کہ اسے تیس دُرّے مارے جائیں اور قید کیا جائے۔ پھر فرمایا کہ ایسا شخص تو اس لائق ہے کہ اس کی گردن ماردی جائے، وہ زمین جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہوں اس کی نسبت گمان کرتا ہے کہ اس کی مٹی خراب ہے؟

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ کا واقعہ مذکور ہے کہ انہوں نے حدیث بیان کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سبزیوں میں لوکی بہت پسند تھی۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ مجھے تو پسند نہیں، اس پر حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فوراً اپنی مسند کے ساتھ رکھی تلوار سونت لی اور کہا کہ ''اپنے ایمان کی تجدید کرو ورنہ ابھی تمہاری گردن اڑاتا ہوں''......

اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بڑھ کر کسی کو بھی محبت وشیفتگی، والہانہ لگاؤ اور عشق وعقیدت کا تعلّق عطا نہیں فرمایا۔ یہی سچّی محبت ہے جو دلوں کو ایمان ویقین کے نور سے منور کرتی، معبُود کے ساتھ عبدیت اور رسول اللہ کے ساتھ سچّے امتی ہونے کا تعلّق پیدا کرتی ہے...... یہی عشق وعقیدت ہے جو دین حق پر ڈٹ جانے اور طاغوت کے مدمقابل سینہ سپر ہوجانے کا حوصلہ دیتی ہے...... یہی والہانہ لگاؤ ہے جو ناموس پیمبر علیہ السلام کے لیے کٹ مرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے...... یہ محبت...... عقیدت...... عشق...... تعلّق خاطر...... سب اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں جس کے نصیب ہوجائیں اس کے بھاگ ہرے ہیں۔

آج پھر کچھ بدبختوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر نعوذ باللہ کیچڑ اچھالنے کی بھونڈی کوشش کی ہے، یہ متروک النسل، ولدالزنا، انسانیت کے دامن پر بدنما دھبوں کی مانند مغربی اقوام، جنہوں نے اخلاق وکردار کے تمام قرینوں کو پامال کردیا ہے وہ کسی عظیم ہستی کی عظمت ورفعت کو کیونکر جان سکتے ہیں؟ جانئے کہ آج ناموسِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ ہمارا ایمان معرض خطر میں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کے دعوے اپنا ثبوت چاہتے ہیں، وہ نبی علیہ السلام جو امتی امتی پکارتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے، آج ان کی ناموس زبانی دعوؤں اور بلند آہنگ نعروں سے کچھ سوا کا تقاضا کرتی ہے:

نہ کٹ مروں جب تک خواجۂ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

اور خیال رکھیے:

اے مے کشو! اگر مئے حُبِ رسول سے
لبریز دل کا جام نہیں ہے تو کچھ نہیں!

☆☆☆☆☆

19 اکتوبر: صوبہ زابل............ ضلع شنکئی............ بارودی سرنگ دھماکہ............ 2 فوجی گاڑیاں تباہ............ 6 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی

نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان حرب وضرب

مولانا ولی شاہ بخاری

نبی مہربان ، نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے ''اسلحہ مومن کا زیور ہے''۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی تلواریں ،گھوڑے، نیزے، زرہیں اور کمانیں تھیں ۔جن کے نام معمولی اختلاف کے ساتھ سیرت مبارکہ کی مستند کتب میں مذکور ہیں۔ ہمارے لیے یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ سلف کے دور میں سیرت سے مراد جہاد اورغزوات سے متعلقہ اسفار وامور ہی لیے جاتے تھے......اس لیے احادیث اور فقہ کی امہات الکتب میں 'کتاب السیر' کے عنوان سے جو احادیث واحکام بیان کیے گئے ہیں وہ جہاد ہی سے متعلّق ہیں جنہیں ہم آج بھی پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی میراث:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث میں سامانِ حرب کے علاوہ اپنی ضرورت سے زیادہ کوئی اضافی سامان نہیں تھا۔ آقا علیہ السلام کے پاس ساری زندگی کبھی اتنا مال نہیں رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحبِ نصاب ہوتے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زکوٰۃ فرض ہوتی۔ جو کچھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں خرچ فرمادیتے۔

نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی زرھیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی زرہیں تھیں ۔شمائل ترمذی میں یہ دو نام ملتے ہیں : ذات الفصول اور فضہ، احمد عبدالجواد الدومی نے یہ نام بھی لکھے ہیں : ذات الوشاح، ذات الحواشی، السعدیہ، البشراء، الخرنق۔

السعدیہ وہ زرہ ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام نے پہنی تھی جب آپؑ نے جالوت کو قتل کیا تھا۔ فضہ اور السعدیہ' دونوں زرہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قینقاع کے اسلحے کے ذخیرے سے ملی تھیں ۔ ذات الفضول، یہ ایک لمبی زرہ تھی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے لیے روانہ ہوئے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ علیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تھی۔ یہی وہ زرہ ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابی شحم یہودی کے پاس تیس صاع کے بدلے رہن رکھی تھی۔ حضرت اسما بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ جس روز سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی سے پردہ فرمایا، اس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ ذات الفضول تیس صاع جو کے بدے ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی۔ ذات الوشاح، ذات الحواسی، البشرا...... یہ چھوٹی زرہیں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زرہ کا نام الخرنق تھا۔ حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد میں دو زرہیں زیب تن فرمائی تھیں ۔غزوہ احد کے علاوہ غزوہ حنین میں بھی دو زرہیں ذات الفضول اور سعدیہ زیب تن فرمائیں۔ امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور دیگر محدثین سے بھی یہی مروی ہے کہ غزوہ احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں۔

آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے نیزے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانچ نیزے تھے۔ ۱) المثوی المثنی، یہ بنو قینقاع کے ہتھیاروں سے ملا تھا۔ ۲) النبعہ البیضاء، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید پڑھانے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ نیزہ بطور سُترہ گاڑا جاتا۔ ۳) العنزۃ، یہ چھوٹا نیزہ تھا جسے عید کے دن حضور صلی اللہ علیہ سلم کے سامنے چلنے والا اپنے ہاتھ میں پکڑتا۔ ۴) الھد، ۵) العمرۃ۔

آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے گھوڑے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات گھوڑے تھے، جن میں سے کچھ گھوڑے ایسے تھے جو مختلف رؤسائے قبائل اور ریاستوں کے امرا اور بادشاہوں نے بطور ہدیہ بارگاہ رسالت میں بھیجے تھے۔ بعض کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مالکوں سے خریدا تھا۔ وہ سات گھوڑے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت تھے، ان کے نام یہ ہیں :

۱) السکب، یہ گھوڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی فزارہ کے ایک آدمی سے مدینہ طیبہ کے بازار سے خریدا تھا۔ غزوہ احد میں اسی پر سوار ہوکر شرکت فرمائی تھی۔ یہ بڑا تیز رفتار تھا، اس لیے اس کو 'سکب' سے موسوم کیا گیا تھا، جس کے معنی تیزی اور طغیانی کے ہیں۔ ۲) سجد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھوڑے پر سوار ہوکر گھوڑوں کی دوڑ میں شرکت فرماتے تھے اور یہ گھوڑا سب سے بازی لے جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھوڑے کو بنی جہینہ کے ایک اعرابی سے خریدا تھا اور بطور قیمت دس اونٹ اس کے مالک کو دیے تھے۔ ۳) لزاز، یہ گھوڑا مقوقس شاہ مصر نے بارگاہ رسالت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر غزوات میں اسی پر سوار ہوتے تھے۔ ۴) الطرب، یہ تمام گھوڑوں سے اعلیٰ ترین اور نفیس ترین تھا۔ فردہ بن عمرو الجذامی نے بطور تحفہ پیش کیا تھا۔ ۵) الورد، یہ گھوڑا حضرت تمیم داریؓ نے بارگاہ رسالت میں پیش کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو عطا فرمادیا تھا، انہوں نے اللہ کے لیے ایک مجاہد کو پیش کردیا تاکہ وہ جہاد میں حصّہ لے سکے۔ لحیف اور مرتجز یہ نامی دو گھوڑے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت تھے۔ ان کے علاوہ ۳ اونٹ

19 اکتوبر: صوبہ زابل............ضلع قلات.................................مجاہدین کے سپلائی اور فوجی قافلے پر حملے.................2 گاڑیاں اور 2 ٹینک تباہ.................6 سیکورٹی اہلکار ہلاک اور زخمی

اور ۶ خچر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر سامان حرب:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۵ کمانیں تھیں۔ ۱) کتوم، ۲) روحہ، ۳) صفراء، ۴) وراء، ۵) سداد......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود نیزوں کی تعداد بھی ۵ تھی، ۱) مثو، ۲) مثنی، ۳) تبعہ، ۴) بیضاء، ۵) غزہ......ایک ترکش بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلحہ میں موجود تھا، جس کا نام ذوالجمع تھا......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برچھی کا نام صادر تھا......دو خود بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت تھے، ۱) موشح، ۲) ذوالسبوع...... جب کہ دو عدد ڈھالیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں موجود تھیں، جن کے نام ۱) زلوق، ۲) فتق تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی تلواریں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیورات (میراث) میں ۹ تلواریں تھیں، ان میں سے آٹھ تلواریں خلافت عثمانیہ کے مرکز ترکی کے شہر استنبول کے عجائب گھر ''توپ کاپی'' میں محفوظ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیورات کے متعلق مکمل آگاہی ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ ذیل میں ہر ایک تلوار کی مکمل تفصیلات بیان کی جارہی ہیں:

۱۔البتّار:

یہ تلوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یثرب کے یہودی قبیلہ بنو قینقاع سے مالِ غنیمت کے طور پر حاصل ہوئی۔ اس تلوار کو ''سیف الانبیاء'' یعنی نبیوں کی تلوار بھی کہا جاتا ہے۔ اس تلوار پر حضرت داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، یسع علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کندہ ہیں۔ یہ تلوار حضرت داؤد علیہ السلام کو اس وقت مالِ غنیمت کے طور پر حاصل ہوئی جب ان کی عمر بیس سال سے بھی کم تھی۔ اس تلوار کی لمبائی ۱۰۱ سنٹی میٹر ہے۔

۲۔الماثور:

یہ تلوار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والد ماجد کی وراثت کے طور پر نبوت کے اعلان سے قبل ملی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یثرب کی طرف ہجرت فرمائی تو یہی تلوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی۔ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلوار بمع چند دیگر آلاتِ حرب کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادی۔ اس تلوار کی لمبائی ۹۹ سنٹی میٹر ہے۔

۳۔الحتف:

یہ تلوار بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو قینقاع سے مالِ غنیمت کے طور پر حاصل ہوئی۔ یہ تلوار یہودیوں کے قبیلے 'لاوی' کے پاس اپنے آباؤ اجداد کی نشانیوں کے طور پر نسل در نسل محفوظ چلی آرہی تھی، حتیٰ کہ آخر میں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں مالِ غنیمت کے طور پر پہنچی۔ اس تلوار کی لمبائی ۱۱۲ سنٹی منٹر اور چوڑائی ۸ سنٹی میٹر ہے۔

۴۔الذوالفقار:

یہ تلوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ بدر میں مالِ غنیمت کے طور پر حاصل ہوئی۔ غزوہ احد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی تلوار سے میدان جنگ میں شجاعت کے جوہر دکھائے۔ یہ تلوار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاندان میں باقی رہی۔

۵۔الرسّوب:

یہ تلوار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیتی ۹ تلواروں میں سے ایک ہے۔ روایات کے مطابق یہ تلوار خاندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں محفوظ طور پر منتقل ہوتی رہی۔ اس تلوار کی لمبائی ۱۴۰ سنٹی میٹر ہے۔

۶۔المخدام:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تلوار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس رہی اور آپؓ کے بعد آپ کی اولاد میں وراثت کے طور پر نسل در نسل چلتی رہی۔ اس تلوار کی لمبائی ۹۷ سنٹی میٹر ہے۔

۷۔القضیب:

یہ نسبتاً کم چوڑائی والی تلوار ہے۔ یہ تلوار ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں موجود رہی۔ اس کی لمبائی ۱۰۰ سنٹی میٹر ہے۔

۸۔العضب:

یہ تلوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت سعد بن عبادہ الانصاری رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد کے موقع پر ہدیہ کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد والے دن یہی تلوار مشہور صحابی ابو دجانہ الانصاری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادی تاکہ وہ میدان جنگ میں اتر کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر اسلام کی قوت و عظمت کا مظاہرہ کریں۔ آج کل یہ تلوار مصر کے شہر قاہرہ کی مشہور جامعہ مسجد الحسین بن علیؓ میں محفوظ ہے۔

۹۔القلعی:

یہ تلوار ان تین تلواروں میں سے ایک ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو قینقاع سے جنگ میں مالِ غنیمت کے طور پر حاصل ہوئی تھیں۔ تلوار کے دستے پر یہ عبارت کندہ ہے **ھذہ السیف المشرفی لبیت محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم** ''یہ تلوار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کی عزت کی علامت ہے''۔ اس تلوار کی لمبائی ۱۰۰ سنٹی میٹر ہے۔

☆☆☆☆☆

19 اکتوبر: صوبہ لوگر.................ضلع چرخ.................مجاہدین کا ایک فوجی چوکی پر قبضہ.................لڑائی میں 8 افغان فوجی ہلاک

اصلاح باطن کی اہمیّت

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کارپاکاں راقیاس ازخودمگیر:

بعضے لوگ اس قسم کے واقعات کی وجہ سے کہہ دیتے ہیں کہ میاں ہم میں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں کیا فرق ہے؟ ارے صاحب 'صحابہؓ سے غلطی ہوئی، اگر ہم سے بھی ہوگئی تو کیا ہوا۔ اپنے کو قیاس کرتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر......نعوذ باللہ من ذالک [اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اس سے]......ارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معاملہ یہ ہے کہ اگر ان سے کوئی غلطی ہوبھی گئی تو پھر کیا تلافی کی؟ انہوں نے جان کی بازی لگادی، جان بھی قربان کردی......اوروں کا کیا معاملہ ہے؟ غلطیاں ہوتی رہتی ہیں کچھ پروا بھی نہیں کرتے، دونوں کی حالتوں میں کتنا فرق ہے؟ پھر اپنے آپ کو ان پر کیسے قیاس کرتے ہو، کیا حال ہے؟ مولانا رومؒ نے بڑے عجیب انداز سے اس مسئلہ کو حل کیا ہے، فرماتے ہیں

؎ کار پاکاں راقیاس ازخودمگیر

''بڑے اور پاکیزہ لوگوں کے معاملات کو اپنے اوپر قیاس مت کرو''۔

ان کا معاملہ بالکل علیحدہ ہے ان کی شان اعلیٰ وارفع ہے، آگے فرماتے ہیں:

گرچہ ماند درنوشتن شیر وشِیر

کہ اگرچہ لکھنے میں شیر وشِیر دونوں کا رسم الخط ایک ہے، دونوں کے الفاظ ایک ہیں، دونوں کے تین حروف ہیں لیکن اس ظاہری مشابہت کے باوجود نمایاں فرق ہے دونوں کی حقیقت میں......شیر جانوروں کا بادشاہ ہے، پھاڑ کھانے والا جانور ہے اور شِیر کہتے ہیں دودھ کو جو کہ انسان کی غذا ہے اور اس کو پیا جاتا ہے......تو جس طرح یہ دونوں لفظ صورت کے اعتبار سے ایک ہیں مگر حقیقت کے اعتبار سے مختلف ہیں ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کرسکتے......پھر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی ان کی شان اور مرتبہ کا کیا پوچھنا، ہم اپنے آپ کو ان پر کیسے قیاس کرسکتے ہیں؟ اسی لیے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے:

مِنْ اَصُوْلِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ سَلَامَتُہ' قُلُوْبُهُمْ وَاَلْسِنَتُهُمْ لِاَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا وَصَفَهُمُ اللّٰهُ تَعَالىٰ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالىٰ وَالَّذِينَ جَاؤُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ (الحشر: ۱۰)

''اہل سنت کے اصول عقائد میں داخل ہے کہ وہ اپنے دلوں کو اور زبانوں کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معاملہ میں محفوظ رکھتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے: جو ان کے بعد آئے وہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجیے، اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق ورحیم ہیں''۔

عمل کے لیے دوباتوں کی ضرورت ہے:

میرے عزیز دوستو! بات یہ عرض کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی محبت یہ بڑی چیز ہے......انسان میں اگر تقویٰ پیدا ہوجائے تو پھر گناہوں سے بچنا اس کے لیے آسان ہوجاتا ہے، برسوں سے جن گناہوں کی عادت ہوتی ہے وہ بھی آسانی سے چھوٹ جاتے ہیں......ایک ہے علم اور ایک ہے اس پر عمل، یہ دونوں باتیں الگ الگ ہیں بعض مرتبہ ایک چیز کا علم ہوتا ہے مگر اس کے موافق عمل نہیں ہوتا، کیا بات ہے؟ وہی اللہ تعالیٰ کی محبت کی کمی ہے! ایک شخص ہے اسے مرغوب ومحبوب چیز نظر آرہی ہے مگر اس کو لینے کے لیے وہاں جاتا نہیں، کیا بات ہے؟ اس میں طاقت نہیں جس کی وجہ سے نہیں جاسکتا...... عمل کے لیے جہاں روشنی کی ضرورت ہے وہیں بدنی طاقت کی بھی ضرورت ہے، مثلاً ایک شخص ہے اس کے پاس روشنی تو ہے لیکن بدن میں طاقت نہیں ہے تو بے چارہ مسجد نہیں جاپائے گا۔ اسی طرح طاقت تو ہے مگر روشنی نہیں ہے تو بھی نہیں جاپائے گا، اس لیے کہ راستہ تو اس کو نظر نہیں آئے گا......اس کی مثال ایک کار ہے کہ اس کے چلنے کے لیے جہاں روشنی کی ضرورت ہے وہاں پٹرول کی بھی ضرورت ہے، روشنی سے فائدہ تو یہ ہوگا کہ راستہ صاف نظر آئے گا اور پٹرول سے فائدہ یہ ہوگا کہ روشنی سے جو راستہ نظر آیا ہے اس پر گاڑی چلے گی لیکن تھوڑا پٹرول ہے تو گاڑی سٹارٹ ہوجائے گی مگر تھوڑی دور چل کر گاڑی رک جائے گی اور بعض دفعہ اسٹارٹ بھی نہیں ہوگی......کیونکہ جتنا پٹرول ہونا چاہیے اتنا نہیں ہے، پٹرول تھوڑا ہے جس کی وجہ سے انجن تک پہنچتا ہی نہیں تو کیسے اسٹارٹ ہوکر چلے؟ بعینہٖ اسی طرح دین پر عمل کرنے کے لیے علمِ دین کی ضرورت ہے تاکہ اس کی روشنی میں راستہ صاف ہوجائے پھر اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کا پٹرول بھی ضروری ہے تاکہ جو سیدھا راستہ علم دین کی روشنی میں نظر آیا ہے اس کے موافق معاملہ ہو اور عمل ہو بغیر

اس کے عمل کرنا دشوار ہوتا ہے......وہی کاروالی بات ہے بغیر پٹرول کے نہیں چلتی ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کا پٹرول جب تک نہیں ہوگا تو پھر عمل کی طرف قدم نہ اٹھے گا۔

دل کی اصلاح کیسے ہو؟

اب سوال یہ ہے کہ دل کی اصلاح کیسے ہو؟ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے پیدا ہو؟ تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ صادقین ہیں اِنہی کو کاملین صالحین کہتے ہیں، اِنہی کو متقین کہتے ہیں، ان کی صحبت میں رہو، ان سے ربط و تعلّق پیدا کرو......جس طرح جسمانی امراض کے علاج کے لیے ڈاکٹر ہوتے ہیں، ان سے علاج کرایا جاتا ہے کہ ان سے اپنا حال بتلاتے ہیں پھر وہ نسخہ یا دوا تجویز کرتے ہیں، اس کو استعمال کیا جاتا ہے، اسی کے ساتھ جو پرہیز بتلاتے ہیں اس سے احتیاط کی جاتی ہے تو اس کے موافق معاملہ کرنے سے رفتہ رفتہ پرانے سے پرانا مرض بھی دور ہو جاتا ہے اور انسان صحت مند ہو جاتا ہے......اسی طرح یہ حضرات بھی روحانی امراض کے معالج و ڈاکٹر ہیں، ان سے بھی اپنی بیماریوں کو بتلایا جائے پھر اس کے لیے جو تجویز کریں علاج اور جو پرہیز بتلائیں اس کے موافق معاملہ کرنے اور ان کی بتلائی ہوئی ہدایات پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ نفع ہوگا اور دل کی اصلاح ہوگی۔

تقویٰ کی دولت عارفین سے ملتی ہے:

دیکھیے ہر چیز کے ملنے کی ایک جگہ ہوتی ہے اور اس کا ایک محل ہوتا ہے کہ وہ چیز وہیں ملے گی دوسری جگہ نہیں ملے گی......مثلاً سونا، چاندی ہے، یہ کتنی قیمتی چیز ہے، سونا کہاں ملے گا؟ ظاہر ہے اس کی جو کان ہے وہاں ملے گا، اس کی جو دکان ہے وہاں ملے گا......اسی طرح اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت کہاں ملے گی؟ اس کا مرکز اور محل کہاں ہے؟ یہی اہل اللہ اور عارفین ہیں! چنانچہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لِكُلِّ شَيْءٍ مَعدَنٌ وَ مَعدَنُ التَقوٰى القُلُوبُ العَارِفِيْنَ (الجامع الصغیر ج ۲، ص ۱۲۶)

''ہر شے کی ایک کان ہوتی ہے اور تقویٰ کی کان عارفین کے قلوب ہیں''۔

اب ظاہر ہے کہ جب اہل اللہ اور عارفین کے قلوب تقویٰ کی کان ہیں تو حق تعالیٰ کی محبت اور معرفت حاصل کرنے کا موثر طریقہ اہل اللہ کی محبت اور ان کی صحبت ہے، اسی مضمون کو قرآن پاک میں بھی بیان کیا گیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (التوبة: ۱۱۹)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو''۔

تو صادقین کی صحبت میں رہو، اہل محبت سے تعلّق رکھو، اُن کے حالات اُن کی سیرتیں پڑھو اور وجہ اس کی یہ ہے کہ انسان کی یہ طبیعت ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے رہتا سہتا ہے تو اپنے کو انہیں جیسا بنانے کی فکر و کوشش کرتا ہے، انہیں جیسی نقل وحرکت کرتا ہے، ان کی عادات کو اختیار کرتا ہے......چنانچہ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَجَالِسَةُ الْحَرِيْصِ وَمُخَالِطَتُه' تُحَرِّكُ الْحِرْصَ وَمَجَالِسَةُ الزَّاهِدِ وَمُخَالِطَتُه' تَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا لِاَنَّ الطَّبَائِعَ مَجْبُولَةٌ عَلَى الشِّبَهِ وَالْاَقْتِدَاءِ بَلِ الطَّبْعُ يَسْرَقُ مِنَ الطَّبْعِ مِنْ حَيْثُ لاَ يَدْرِيْ (مرقات ج ۹، ص ۲۵۷)

''حریص کی مخالطت حرص کو ابھارتی ہے اور زاہد کی ہم نشینی دنیا کی بے رغبتی پیدا کرتی ہے کیوں کہ انسان کی طبیعت نقل و اقتدا کی فطری تقاضے پر پیدا کی گئی ہے بلکہ طبیعت دوسری طبیعت کی عادات و فضائل کو غیر شعوری اور غیر ارادی طور پر چوری کر لیتی ہے''۔

اس لیے جب اہل محبت کی صحبت میں رہے گا، ان کی بابرکت مجلس میں شرکت کرے گا اور ان کی باتوں کو سنے گا تو اس کی برکت اور فیض سے اس کے اندر بھی اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت پیدا ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ سے خاص تعلّق پیدا ہو جائے گا...... تھوڑے دن محنت اور مجاہدہ کر لے پھر تو مزے ہیں، کیسا لطف آتا ہے اور کیا حال ہو جاتا ہے! اسی کو حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں رہتا ہوں دن رات جنت میں گویا
مرے باغِ دل میں وہ گُل کاریاں ہیں!

محبت کیا چیز ہے؟

محبت کیا چیز ہے؟ بس وہی پٹرول والی بات ہے کہ بغیر اس کے کار نہیں چلتی اور جب اللہ تعالیٰ کی محبت کا پٹرول دل میں آ جات ہے تو پھر سارے کام آسان ہو جاتے ہیں، مولانا روم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

	ترجمہ
از محبت نارنورے می شود	محبت سے نار نور بن جاتا ہے
از محبت دیو حورے می شود	اور محبت سے مکروہ بھی محبوب ہو جاتا ہے
از محبت تلخہائے شیریں بود	محبت سے تمام تلخیاں شیریں ہو جاتی ہیں
از محبت مسہا زریں بود	اور محبت سے تانبہ سونا ہو جاتا ہے
عشق آں شعلہ ست کہ چوں برفروخت	عشقِ الٰہی کا شعلہ جس دل میں روشن ہو جاتا ہے
ہر چہ جز معشوق باشد جملہ سوخت	وہ عشق دل میں بجز خدا کے سب کو جلا کر خاک کر دیتا ہے

حق تعالیٰ کی محبت آ جانے کے بعد ہر مجاہدہ لذیذ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی مرضی اپنی مرضی سے زیادہ عزیز و مرغوب ہو جاتی ہے، منکرات سے بچنا آسان ہو جاتا ہے مامورات پر عمل کرنا سہل ہو جاتا ہے۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

20 اکتوبر: صوبہ ہلمند......ضلع گریشک......مجاہدین کا افغان فوجیوں پر گھات لگا کر حملہ......6 افغان فوجی اہل کار ہلاک

ربّانی پیمانے

شیخ ڈاکٹر عبداللہ عزام شہیدؒ

بے شک دنیا میں اللہ تعالیٰ کے میزان کا قیام ایک مشکل کام ہے اور یہ صرف مضبوط نفس کے مالک لوگ اور معاشرے کے بہترین لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ الٰہی پیمانوں کو استعمال کرنا، جس چیز کو اللہ نے مقدم ٹھہرایا ہے اس کو مقدم ٹھہرانا اور جس چیز کو اللہ نے مؤخر قرار دیا ہے اس کو مؤخر کرنا، جس سے اللہ دوستی کرے اس سے دوستی کرنا اور جس سے اللہ عداوت کرے اس سے عداوت کرنا، اللہ کے لیے عطا کرنا اور اللہ کے لیے اپنا ہاتھ روکنا، اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے نفرت کرنا، ہنسنا بھی اس وقت جب وہ اللہ کو راضی کرے؛ یہ کام صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو مضبوط نفوس کے مالک ہوں، جن کی تربیت میں پاکیزہ ترین ہاتھوں نے اپنے آپ کو تھکایا ہو، جو ایک طویل راستے پر اور دشوار امتحانات سے گزرے ہوں جو نفوس کا سنگھار کرتے ہیں۔ جب آپ اپنے نفس کو امتحان میں گھرنے اور آزمائش کی حرارت سے گزرنے کی تربیت دیتے ہیں تو وہ اس راستے پر چلنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور احکامات کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔

جتنا زیادہ آپ اللہ کے میزان کو استعمال کریں گے، اور یہ انہی لوگوں کے ہاتھوں استعمال ہو سکتا ہے جو آزمائش اور امتحان میں، تربیت اور رہنمائی کے سائے تلے ایک طویل مرحلہ طے کر چکے ہوں، جتنا زیادہ آپ اللہ کے پیمانوں کو استعمال کریں گے اسی قدر زمین پر عدل دیکھنے میں آئے گا اور اسی قدر آپ کے نفس کو راحت ملے گی۔ اگر یہ پیمانے بگڑ جائیں گے تو پورا معاشرہ بگڑ جائے گا، اور اگر یہ پیمانے الٹ جائیں گے تو معاشرہ الٹ پلٹ ہو جائے گا..... ''اس وقت تمہارا کیا ہو گا جب تم دیکھو گے کہ معروف منکر بن گیا ہے اور منکر معروف'' اور یہ چیزیں ان لوگوں کے لیے مبہم ہو جائیں گی جو ربانی پیمانوں کے استعمال سے دور رہتے ہیں، یہ پیمانہ کہ: ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو) یہ پیمانہ کہ: سنو اور اطاعت کرو خواہ تم پر ایک حبشی غلام کو ہی امیر مقرر کیا جائے جس کا سر گویا کشمش جیسا ہو..... یہ پیمانہ کہ:

وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُم بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِندَنَا زُلْفَى إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَأُوْلَئِكَ لَهُمْ جَزَاء الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ۔ (سبا :۳۷)

''اور تمہارا مال اور اولاد ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دیں ہاں (ہمارا مقرب وہ ہے) جو ایمان لایا اور عمل نیک کرتا رہا ایسے ہی لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب دگنا بدلا ملے گا اور وہ خاطر جمع سے بالا خانوں میں بیٹھے ہوں گے''۔

زندگی اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جب تک ربانی پیمانوں میں استقامت کا مظاہرہ کیا جائے۔ لیکن، ان پیمانوں میں تحریف کی جاتی ہے، یہ لوگوں کے ہاتھوں میں خراب ہوتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرے میں اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ میزان کو بگاڑا جاتا ہے جس کی وجہ سے معاشرہ بگڑ جاتا ہے، میزان کو الٹ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے پورا کا پورا معاشرہ الٹ جاتا ہے۔ آپ ایک ایسے شخص کو دیکھیں گے جس کے بارے میں لوگ کہتے ہوں گے کہ یہ کتنا اچھا ہے! یہ کتنا زبردست ہے! حالانکہ اس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان نہیں ہو گا! جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ اور یہ تب ہو گا جب موازین بگڑ جائیں گے اور اصولوں میں گڑبڑ ہو گی...... بے شک اللہ کے کچھ پیمانے ہیں جو اس نے زمین پر قیامِ عدل کے لیے نازل کیے ہیں، اور شریعت کے احکام اسی قیامِ عدل کے لیے اتارے گئے ہیں:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ (حديد: ۲۵)

''بے شک ہم نے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کیا تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔ اور ہم نے لوہا اتارا جس میں بڑا زور ہے۔''

عدل اس وقت تک زمین پر قائم نہیں ہو گا اور اس وقت تک اس میزان کو استعمال نہیں کیا جائے گا، جب تک کہ ہر اس ہاتھ کے خلاف جو خرابی پیدا کرنا چاہتا ہو اور ہر اس شخص کے لیے جو ہیر پھیر کرنا چاہتا ہو، مکمل روک تھام کرنے والی قوت موجود نہ ہو، چنانچہ اس میزان کو خرابی، تحریف اور الٹ پھیر سے بچانا ضروری ہے، اسی لیے:

وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ۔

''اور ہم نے لوہا اتارا جس میں بڑا زور ہے اور لوگوں کے لیے نفع ہیں۔''

لوہا میزان کی حفاظت کے لیے ہے، اور اس وقت تک زمین پر ربانی میزان استعمال یا نافذ نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی حفاظت کے لیے لوہا موجود نہ ہو۔

چنانچہ لوہا جہاد کے لیے ہے اور اللہ عزوجل نے اسے اس دین کی حفاظت کے لیے نازل کیا ہے، تاکہ ہمارے اصول خرابی سے محفوظ رہیں، تاکہ ہمارے اٹل طریقے تحریف سے بچے رہیں، اور تاکہ یہ اقدار بے وقوف لوگوں کی ہیرا پھیری سے محفوظ

21 اکتوبر: صوبہ ننگرہار..................ضلع خوگیانی..................مجاہدین کا ایک فوجی بیس پر حملہ..................6 فوجی ہلاک اور زخمی

رہیں اور ان میں بگاڑ پیدا نہ ہو۔ غلط پیمانوں کی بنیاد پر ہی معاشرے الٹ پلٹ ہوجاتے ہیں، اقدار ضائع ہوجاتی ہیں، تاریکی کے بادل چھا جاتے ہیں، اور لوگ گندے جوہڑوں میں غرق ہوجاتے ہیں، ایسی خواہشات کی گہرائیوں میں جا گرتے ہیں جو ایسے ہی گندے جوہڑوں میں پہنچتی ہیں، بالکل اسی طرح جیسے مکھیاں اور مچھر ان میں پہنچتے ہیں...... زنا، ظلم، افراتفری، بدعنوانی اور رشوت کی زیادتی اسی وقت پھیلتی پھولتی ہے جب رب العالمین کے پیمانے الٹ دیے جاتے ہیں، اور وہ ہاتھ ان موازین پر منصرف ہوجاتے ہیں جو ان میں خرابی پیدا کرتے ہیں، یوں زمین میں فساد پھیل جاتا ہے۔ اسی لیے فرمایا:

وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاس

کیا یہ ممکن ہے کہ جو اس (ربانی) میزان کو استعمال کرے وہ لمبے عرصے تک اس میزان کو قائم رکھ سکے اور استعمال کرتا رہے؟ کیا یہ اس کے لیے ممکن ہے جس نے اسلام کو روایتی انداز میں، یا محض کتاب کے صفحات کی سطح پر رہ کر، یا حواشی اور کتابوں کے متن کے مطالعہ سے جانا ہو؟ ایسے لوگ ان پیمانوں کو قائم نہیں کرسکتے، کیونکہ ان کے ہاتھوں یہ پیمانے بے ترتیب ہوجائیں گے، اور یوں پورا معاشرہ بے ضابطگی کا شکار ہوجائے گا۔ اگر کتابوں کے متن اور حواشی حفظ کرنے والے افراد اس میزان کو استعمال میں لانے کی استطاعت رکھتے تو ہم دیکھتے کہ مذہبی درسگاہیں اور شرعی مدرسے مثلاً الازھر اور زیتونہ وغیرہ، دنیا کے سامنے ایسے نمونے پیش کرتے جو ظلم کے خلاف جم جاتے، چاہے ان کے سروں پر آرے چلا کر اس کو دو ٹکڑے کر دیا جاتا یا ایسا کنگھا پھیرا جاتا جس سے گوشت اور ہڈیاں جدا ہوجاتیں۔ کتابیں اور حواشی ایسے مثالی لوگ پیدا نہیں کرتے جو ربانی میزان کو قائم کرسکیں، چاہے یہ ان کی گردنوں میں ہی کیوں نہ لٹک رہا ہو۔

جو لوگ اس میزان کو قائم کرنے کے قابل ہیں، یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو طویل کتابیں یاد کرتے ہیں، جو الفیہ اور اس کی شرح، اور نثر کی کتابیں، عقیدے کی کتابیں، حاشیہ الدسوقی اور حاشیہ ابن عابدین، اور شرح مغنی وغیرہ یاد کرتے ہیں، ایسے لوگ صحیح طور پر میزان کو قائم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ بلکہ یہ وہ لوگ قائم کرسکتے ہیں جن کی نشو ونما اور تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہوئی ہے، جو امتحان کی آگ سے اور آزمائش کی حرارت سے گزرے ہیں۔ جو لوگ میزان کو قائم کرسکتے ہیں وہ حذیفہؓ کی طرح ہوتے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن کہا: ''اٹھو حذیفہ اور ہمارے لیے دشمن کے احوال پتہ کرو۔'' حذیفہؓ کہتے ہیں: پھر میں نے اپنی بیوی کی چادر اوڑھی جو اتنی تھی کہ میرے گھٹنوں تک بھی نہ پہنچتی تھی، اور سخت سردی کی وجہ سے میں نے اپنے آپ کو سکیڑ لیا، اور لوگ اس قابل بھی نہیں تھے کہ گھروں سے باہر جا کر اپنی کوئی حاجت پوری کرسکیں''...... یہ حذیفہؓ ہیں جو بعد ازاں مشرق کے گورنر بنے۔ جب انہیں گورنر بنایا گیا تو انہوں نے عمرؓ کو ایک خط لکھا جس میں امارت سے استعفیٰ کی درخواست کی اور کہا: ''اپنے ہاتھوں میں دولت کی یہ کثرت مجھے خوب صورت عورتوں کی مانند لگتی ہے جو مجھے اپنے آپ سے بہکا رہی ہوں، پس اے عمر! میرے بارے میں اللہ سے ڈرو، اور مجھے اس امارت سے ہٹادو۔''

انہوں نے قربانیاں دیں، انہوں نے قیمت ادا کی، وہ تربیت یافتہ تھے۔ جب کبھی دنیاوی خواہشات ان کا پیچھا کرتیں، وہ ان سے بچتے اور دور ہٹتے اور پردوں کے پیچھے چھپ جاتے۔ بایں ہمہ، وہ اپنے ورع، رب کے ساتھ تعلق، راتوں کے قیام اور اپنے عملی سلوک کے ساتھ جسے دیکھ کر ہزاروں لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوجایا کرتے پوری دنیا کا سامنا کرتے رہے۔ جو لوگ میزان کو قائم کرنے کے قابل ہوتے ہیں، وہ تو سلمان فارسیؓ کی طرح حقیقت کے متلاشی رہتے ہیں جنہوں نے کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی جہاں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نہ گئے ہوں، جن کے بارے میں اہل کتاب کے باقی لوگوں نے سن رکھا تھا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی خواہش میں وہ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ انہیں ایک غلام کی طرح بیچا گیا حالانکہ وہ ایرانی معززین کے بیٹے تھے۔ مدینہ میں انہیں ایک غلام کی طرح بیچا گیا، اور وہ مدینہ میں یہود کے غلام بن کر ان کی خدمت کرتے رہے یہاں تک کہ مسلمانوں نے انہیں آزاد کرالیا۔ دن گزرتے گئے اور بالآخر کسریٰ بن ہرمز کے تخت پر سلمان فارسیؓ بیٹھنے لگے، تاریخ میں آتا ہے کہ جب کسریٰ کو شکست ہوئی تو وہ دن رات روتا رہتا تھا، اس کے غلام اس سے پوچھا کرتے: اے بادشاہِ عظیم آپ کیوں روتے ہیں؟ وہ کہتا: میں اب کیوں کر زندہ رہ سکتا ہوں؟ جب کہ میرے پاس صرف ایک ہزار باورچی اور ایک ہزار باز رہ گئے ہیں۔ کسریٰ اس لیے رو رہا تھا کہ اس کے ہمراہ صرف ایک ہزار باورچی رہ گئے تھے اور سلمانؓ اس کے عرش پر بیٹھے تھے۔

كَمْ تَرَكُوا مِن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ . وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ . وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ . كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ

(الدخان: ۲۸۔۲۵)

''کتنے ہی باغ اور چشمے اور کھیت اور شاندار محل تھے جو وہ چھوڑ گئے، کتنی ہی نعمتیں جن میں وہ مزے سے رہ رہے تھے، یہ ہوا ان کا انجام اور ہم نے ایک دوسری قوم کو ان کا وارث بنادیا''۔

روایت کی جاتی ہے سلمانؓ روزانہ ایک درہم پر گزارہ کیا کرتے تھے اور ایک درہم سے سرکنڈے خریدا کرتے جس سے وہ ٹوکریاں بناتے اور اگلے دن ایک درہم میں بیچ دیتے...... یہ تھے سلمانؓ اور یہ تھا کسریٰ۔ وہی زمین تھی، وہی سلطنت تھی لیکن پیمانے کا فرق تھا۔ رب العالمین کے پیمانوں کے پاس دار سلمانؓ تھے جو روزانہ ایک درہم پر گزارہ کیا کرتے اور دوسرا اس وجہ سے رو رہا تھا کہ اس کے پاس صرف ہزار غلام اور ہزار باز باقی رہ گئے تھے۔

(بقیہ صفحہ ۳۲ پر)

21 اکتوبر: صوبہ بادغیس .... ضلع مقر .... بارودی سرنگ دھماکہ .... ایک پولیس وین تباہ .... 6 پولیس اہل کار ہلاک

کراچی میں القاعدہ برصغیر کی گزشتہ سال کی جہادی کارروائیاں

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وبعد!

القاعدہ برصغیر کا اعلان اگرچہ اس سال ہوا مگر ایک شوریٰ اور ایک امیر کے تحت کام تقریباً ایک سال قبل سے جاری تھا۔ شوریٰ میں خاص کراچی کے لیے درج ذیل اہداف پر کام کے بارے میں فیصلہ ہوا:

۱۔ امریکی مفادات
۲۔ فوج
۳۔ پولیس
۴۔ وہ اسلام دشمن غنڈے جو مسلمان تاجروں سے بھتہ خوری کرتے اور علما کو قتل کرتے ہیں۔
۵۔ ایسے معروف ملحد اور زندیق جن کی اسلام دشمنی کو عوام بھی جانتے ہیں۔

امریکی مفادات اور فوج:

۱۔ ۶ ستمبر ۲۰۱۴ء کو کراچی ساحل کے نزدیک بحر ہند میں سیکنڈ لیفٹیننٹ ذیشان رفیق اور ریٹائرڈ سیکنڈ لیفٹیننٹ اویس جاکھرانی کی قیادت میں القاعدہ برصغیر سے منسلک پاکستان نیوی کے افسران نے پاکستان نیوی کے دو بحری جہازوں، پی این ایس ذوالفقار اور پی این ایس اصلت پر قبضہ کیا۔ ان کا ہدف امریکی اور بھارتی بحری اہداف تھے۔ لیکن ہدف تک پہنچنے سے قبل ہی جہاز کے اوپر موجود افسران اور اہل کاروں سے جنگ چھڑ گئی جو دس گھنٹے جاری رہی، جس میں متعدد نیوی کے اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ واضح رہے کہ اس کارروائی میں شریک القاعدہ برصغیر کے تمام مجاہدین ساتھی پاکستان نیوی کے کمیشن یافتہ افسران تھے۔

۲۔ القاعدہ برصغیر کے مجاہد ساتھیوں نے کم از کم دو علیحدہ علیحدہ ٹارگٹ کلنگ کے واقعات میں پاکستانی نیوی کے دو شیعہ افسران کو ہلاک کیا۔

پولیس:

شوریٰ میں خاص کراچی کے لیے سالانہ منصوبہ بنایا گیا تھا جس میں طے پایا کہ چونکہ پولیس ہی یہاں

- مسلمان عوام کو ستاتی، ان پر ظلم ڈھاتی اور ان کی چادر و چاردیواری کی پامالی کرتی ہے،
- ظالمانہ نظام، ظالموں، ڈاکوؤں، چوروں اور بھتہ خوروں کا دفاع کرتی ہے،
- فوج اور رینجرز کے خلاف کام میں مجاہدین کے رستے میں رکاوٹ بنتی، ان کی جاسوسی کرتی، ان کے خلاف کارروائیاں کرتی اور ان کو جعلی مقابلوں میں شہید کرتی ہے،
- دین دار طبقہ اور علمائے کرام کی تذلیل کرتی ہے،

اس لیے پولیس پر ایسی کارروائیاں کی جائیں کہ یہ محدود و مفلوج ہو جائے۔ برادر جہادی جماعتوں کے سامنے بھی ان اہداف پر توجہ مرکوز کرنے کی تجویز رکھی گئی۔ اس مقصد کے لیے کراچی میں موجود القاعدہ برصغیر کے مجاہدین ساتھیوں کے عسکری سیلز کو یہ ہدف دیا گیا۔ مذکورہ سیلز کی کارروائیوں میں سے چیدہ چیدہ درج ذیل ہیں:

پولیس کی گاڑیوں پر حملے:

۱۔ بلال چورنگی پر پولیس موبائل پر گرنیڈ حملہ اور فائرنگ، تین پولیس اہل کار ہلاک۔
۲۔ ابراہیم حیدری میں پولیس موبائل پر حملہ، چار پولیس اہل کار ہلاک۔
۳۔ کورنگی ڈھائی نمبر پر پولیس موبائل پر حملہ، تین پولیس اہل کار ہلاک۔
۴۔ کورنگی چار نمبر پر پولیس موبائل پر حملہ، چار پولیس اہل کار ہلاک۔
۵۔ شاہراہ نور جہاں تھانہ کٹی پیر کے باہر پولیس بکتر بند پر مائن کارروائی۔
۶۔ شفیق موڑ نارتھ کراچی پر کھڑی موبائل پر حملے میں دو پولیس اہل کار ہلاک اور دو زخمی۔
۷۔ نارتھ ناظم آباد روڈ پر ایک پولیس گاڑی پر گرنیڈ حملے میں متعدد پولیس اہل کار زخمی۔
۸۔ نارتھ کراچی 11-B میں پولیس موبائل پر حملے میں دو پولیس اہل کار زخمی۔
۹۔ بدنامِ زمانہ پولیس افسر چودھری اسلام کا قتل [دیگر جہادی مجموعات کے تعاون سے]
۱۰۔ ناصر جمپ پر موٹر سائیکل سوار پولیس اہل کار ہلاک۔
۱۱۔ ضیا کالونی روڈ پر موٹر سائیکل سوار پولیس اہل کار ہلاک۔
۱۲۔ چمڑہ چورنگی کے قریب موٹر سائیکل سوار پولیس اہل کار ہلاک۔
۱۳۔ ضیاء کالونی میں خفیہ پولیس اہل کار اور ایک اے ایس آئی ہلاک۔
۱۴۔ ایس ایچ او عرفان حیدر اور ایک اے ایس آئی ہلاک۔
۱۵۔ نارتھ ناظم آباد میں دو پولیس اہل کار ہلاک۔
۱۶۔ ناگن چورنگی میں دو پولیس اہل کار فائرنگ سے زخمی۔

پولیس چوکیوں پر حملے:

۱۷۔ حیدری مارکیٹ نارتھ ناظم آباد کے سامنے والی چوکی پر ایک پولیس اہل کار ہلاک۔
۱۸۔ شاہراہ فیصل پر موجود پولیس چوکی بارودی مواد سے تباہ، چھ پولیس اہل کار ہلاک اور کئی زخمی۔

21 اکتوبر: صوبہ زابل.........ضلع شاہ جوئی.........مجاہدین کا متعدد چوکیوں پر حملہ.........8 فوجی اہل کار ہلاک

مسلمان تاجروں سے بھتہ لینے اور علمائے کرام کو قتل کرنے والے اسلام دشمن غنڈے:

الحمد للہ، ایسے ۱۵ افراد القاعدہ برصغیر کے مجاہد بھائیوں نے قتل کیے ہیں جو اسلام دشمنی، مسلمان تاجروں سے بھتہ خوری اور علمائے کرام کے قتل میں معروف تھے۔ واضح رہے کہ ان افراد کے قتل کے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ کسی عام مسلمان کو نقصان نہ پہنچے۔ ان افراد کے ناموں کی فہرست سیکورٹی وجوہات کی بنا پر جاری نہیں کی جارہی۔

ملحدین اور زنادقہ:

ہمیں یہ حقیقت ذہن نشین رکھنی چاہیے اور اہل علم سے بھی ہم یہ درخواست کریں گے کہ اس موضوع پر قلم اٹھائیں کہ اسلام ایک ہے، اس کی تعبیر نہ آج کل کے امریکی غلام دانش ور کریں گے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا کوئی عالم دین اپنی طرف سے اس کی جرأت کرسکتا ہے۔ اسلام وہی ہے جو قرآن وسنت میں ہے اور اس کی تشریح ومفہوم وہی قابل قبول ہوگی جو اسلاف نے کی ہے، پھر انہی اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ورثا انبیاء نے یہ تعبیر ہم تک پہنچائی ہے۔ الحمد للہ یہ بیش قیمت ذخیرۂ علم موجود ہے اور تا قیامت ان شاء اللہ موجود رہے گا۔

مغرب نے پہلے جہاں مرزا قادیانی جیسا بدبخت کھڑا کرکے اسلام سے جہاد نکالنے کی کوشش کی اور قرآن میں تحریف کرنے کی ناکام جسارتیں کیں، وہیں آج ''ماڈریٹ اسلام''، ''معتدل اسلام'' اور ''ماڈرن اسلام'' جیسے ناموں سے حقیقت میں ''امریکہ میڈ اسلام'' نافذ کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ میڈیا پر بھی انہی ''علما'' اور ان کی ''شرعی تعبیرات'' کا راج ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے ایسے ہی بدنصیبوں کے بارے میں کہا:

؎ خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

؎ احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر   تاویل سے قرآن کو بنا سکتے ہیں پاژند

؎ ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب   کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

جب بھی قرآن وسنت کی شجرہ سلف سے پیوستہ علمائے کرام کی تشریحات کی روشنی میں مجاہدینِ امت اپنا فرض ادا کرتے ہیں تو اسے ''ان کی خودساختہ تعبیر'' اور ''خودساختہ اسلام'' سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ہر وہ تعبیر جو قرآن وحدیث، اسلاف کی تشریحات اور فقہائے امت کی تعلیمات کو نظرانداز کرکے کی جائے، مجاہدین اس کو غیرشرعی سمجھتے ہیں...... چاہے یہ امریکہ نواز اور دنیادار علما کریں یا جہاد اور مجاہدین سے منسوب کوئی اسلحہ بردار! الحمد للہ، مجاہدینِ القاعدہ اُن مجاہدین کی صفوں میں شامل ہیں جو شرعی مآخذ سے ہی رہ نمائی لیتے ہیں۔

عصرِ حاضر میں اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف عسکری یلغار کے ساتھ ساتھ کفارِ عالم کی جانب سے بھرپور فکری وعلمی جنگ بھی جاری ہے۔ مسلمان معاشروں میں سیکولر اور لبرل نظریات کا فروغ ان کا ہدف ہے، جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی بجائے اپنی خواہش وہوس اور اپنے محدود علم وعقل ہی کو الٰہ ومعبود بنانے کا درس دیتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے مسلمانوں کے درمیان اپنے ایسے وفادار مبلغ تلاش کر رکھے ہیں جو دل ودماغ سے تو سیکولرازم اور لبرل ازم قبول کرچکے ہیں، مگر معاشرے میں کسی دینی شناخت سے معروف ہیں۔ مغرب سے درآمد افکار وخیالات کو اسلام کے لبادے میں (ملمع کاری کے ساتھ) پیش کرنا ان نام نہاد دانش وروں اور سکالروں کا پیشہ ہے، جس کے ذریعے وہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے مراعات، عہدے اور دنیاوی لذات حاصل کرتے ہیں۔

یاد رکھیے! مغربی مفکرین کے اقوال کے مطابق اس جنگ کا اصل ہدف مسلمانوں کو اسلام کی ایسی تعبیر وتشریح کا پابند بنانا ہے جو مغرب کے کفریہ اقدار سے ہم آہنگ ہو۔ ایسے ہی ''امریکی اسلام'' کو مسلمانوں میں نافذ کرنے والے ملحد اور زندیق مجرمین، جو دین، قرآن، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے، مجاہدین کا ہدف ہیں۔

واضح رہے کہ ایسی کسی قسم کی کارروائی کے لیے امرائے جہاد کی باقاعدہ اجازت لازمی ہے کیونکہ امرا باقاعدہ تحقیق، علمائے کرم سے فتاویٰ اور مصالح ومفاسد کو سامنے رکھ کر کارروائی کی اجازت دیتے ہیں۔

انٹر نیٹ بلاگر انیقہ ناز:

''امریکی اسلام'' کی پیداوار انٹرنیٹ بلاگر انیقہ ناز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخہ تھی، اور اپنے بلاگ پر اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح مذاق اڑایا کرتی تھی۔ الحمد اللہ القاعدہ برصغیر کے مجاہد بھائیوں نے اس زندیقہ کو قتل کرکے اس کے وجود سے زمین کو پاک کیا۔

پروفیسر شکیل اوج:

''امریکہ میڈ اسلام'' کے ملحد وزندیق مبلغین میں پروفیسر شکیل اوج کا نام بھی شامل ہے جو کہ گستاخی دین اور احکامات دین پر طعن وتشنیع کرنے میں معروف تھا۔ الحمد للہ القاعدہ برصغیر کے مجاہد بھائیوں نے ستمبر ۲۰۱۴ء میں اس گستاخ دین کو قتل کردیا، وللہ الحمد!

یاد رہے کہ یہ پہلا موقع نہیں جب مجاہدین القاعدہ نے ایسے ملحدین اور گستاخانِ دین کو نشانہ بنایا ہے۔ ماضی میں ڈاکٹر فاروق کے قتل کی کارروائی بھی اُس کے اسی قسم کے جرائم کی وجہ سے کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مجاہد بھائیوں کی کارروائیاں اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ ہمیں اور سب مجاہدین کو ہدایت سے نوازتے ہوئے امتِ مسلمہ کے لیے رحمت ونعمت ثابت کرے اور ہماری قوم کی دین سے محبت، لادینیت سے نفرت اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے بغض وعداوت میں اضافہ فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

21 اکتوبر: صوبہ غور......... ضلع چارسدہ.......... مجاہدین کی دعوت پر قومی لشکر کے 300 ارکان مجاہدین کے ساتھ آن ملے

میدان جہاد کا راستہ

شیخ یوسف العییری رحمۃ اللہ علیہ

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جس نے اپنی کتاب میں یہ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا(العنکبوت: ۶۹)

''اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم انہیں اپنے راستوں کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔''

سلامتی اور رحمتیں ہوں اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ پر جو سلف وخلف اور غر المحجلین (وہ لوگ جن کی پیشانیاں اور اعضا قیامت کے دن وضو کے اثر سے چمکیں گے) کے سردار ہیں، اور ان کی آل واصحاب اور پیروکاروں پر بھی، امابعد!

آج بہت سے مسلمان اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ مسلم سرزمینوں پر صلیبی یلغار کا دفاع کرنے کے لیے امت پر جہاد فرض عین ہو چکا ہے اور مسلمان اس بات سے بھی واقف ہیں کہ امت کو ایسے سچّے مردوں کی اشد ضرورت ہے جو اس دین کی خاطر قتال کریں اور مسلمانوں کے خون اور عزت کا دفاع کریں۔ لیکن افسوس! بیش تر مسلمانوں نے اس آگاہی کو عمل میں ڈھالا ہی نہیں...... اس آگاہی کا ثمر تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ وہ ارضِ معرکہ میں طائفہ منصورہ کی صفوں میں شامل ہوتے۔ لیکن اس کے برعکس وہ اپنے آپ کو ضائع کر رہے ہیں اور جب کوئی اس طرح کا سوال سامنے آتا ہے کہ 'محاذ کی طرف جانے کا راستہ کہاں ہیں؟ ہم محاذوں تک آخر کیسے پہنچ سکتے ہیں؟' تو وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں...... انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس سوال پر اکثر مسلم بیٹے خلوص کے ساتھ اس راہ کو تلاش نہیں کرتے اور اس تک پہنچنے کے ذرائع اور روابط کو ڈھونڈنے کے بجائے بیٹھے رہتے ہیں اور اپنے آپ کو اس دھوکے میں رکھتے ہیں کہ یہ عذر (کہ ہمیں معلوم نہ تھا ارض جہاد تک کیسے پہنچیں) قیامت کے روز اللہ کے سامنے قابل قبول ہے...... چنانچہ یہاں میں راہ جہاد کے بارے میں گفتگو کروں گا کہ کس طرح امت اس کو پا سکتی ہے اور راہ جہاد سے کیا مراد ہے۔

اب تک تو آپ یہ جان ہی چکے ہوں گے کہ آج جہاد سے مراد وہ ''سفاکانہ دہشت گردی'' لی جاتی ہے جس نے یہود ونصاریٰ کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں...... یہ وہ 'دیؤ' ہے جو پوری دنیا کے ''تمدن، امن اور استحکام'' کے لیے (جیسا کہ صلیبی بار بار دہراتے ہیں) خطرہ ہے...... درحقیقت پوری دنیا جہاد کو اسی طرح دیکھتی ہے۔ لہٰذا، ایک مسلمان کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ محاذ تک اتنی آسانی اور سہولت کے ساتھ نہیں پہنچ سکتا۔ ہرگز نہیں، بلکہ یہ جان لینا چاہیے کہ اگر کوئی واقعی اپنی منزل یعنی ارضِ جہاد تک پہنچنا چاہتا ہو تو یہ راستہ خطرات اور اندیشوں سے گھرا ہوا ہے جن میں کودنا ہوگا۔ کوئی مسلمان یہ خیال نہ کرے کہ آج کا دشمن آپ کے لیے راہِ جہاد میں پھول، عطر اور گلاب کی بارش کرے گا اور آپ کو دعوت دے گا کہ ''آؤ! آؤ رب کی رضا کی طرف! آؤ جنت کی طرف!''...... نہیں، جو دشمن کو ایسا سمجھتا ہے وہ بے وقوف ہے کہ اپنے دشمن کی فطرت کو نہیں دیکھتا، نہ اس کی اصلیت کو سمجھتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اپنی کتاب مجید میں بیان کر دی ہے:

وَلاَ يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىَ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُواْ (البقرہ: ۲۱۷)

''وہ تو تم سے لڑتے ہی جائیں گے یہاں تک کہ تمہیں اپنے دین سے پھیر دیں۔''

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی آمد سے اب تک کفار دن رات ان کوششوں میں لگے رہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ان کے فرائض کی ادائیگی اور جہاد سے دور رکھیں...... اس کے باوجود یہ کوئی عذر نہیں ہے...... اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کے لیے کفار کی یہ جدوجہد اور محنت کبھی ان مردوں کے بلند عزائم کو زیر نہیں کر سکتی جو اپنے رب کی رضا کے متلاشی ہوتے ہیں، جو اس بات کے متمنی ہوتے ہیں کہ موت کی وادیوں میں پہنچ کر اپنے رب سے سچّی محبت کا ثبوت دیں...... یہ حالات کی وہ تصویر ہے جو ایک مسلمان کو راہِ جہاد پر نکلنے سے پہلے ذہن میں رکھنی چاہیے۔

اسی طرح وہ لوگ جو جہاد کی تیاری کرنے کے باوجود نہیں نکل رہے انہیں جان لینا چاہیے کہ 'اعداد' مکمل کر لینا بذات خود کوئی عذر نہیں جو اللہ کے ہاں قابل قبول ہو...... یہ سچ ہے کہ درست اعداد (اور تربیت) کرنے سے آپ کے نفاق کی نفی ہوتی ہے (یعنی اگر آپ نے واقعی اپنے آپ کو ذہنی، جسمانی، تقویٰ کے لحاظ سے اور اسلحہ اور موجودہ دور میں درکار تمام چیزوں کے لحاظ سے تیار کر لیا ہے تو آپ منافق نہیں ہیں)...... البتہ جہاد سے پیچھے رہنے کا شرعی اور قابل قبول عذر اس سے مختلف ہے کہ آپ تیاری مکمل کر چکے ہوں (مثلاً معذوری جس کی وجہ سے لڑنا یا جنگوں میں تعاون کرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے)۔

لہٰذا امت کے نوجوانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو سچّے اور مخلص لوگ ان سے پہلے ارضِ جہاد تک پہنچ چکے ہیں انہوں نے بہت سنجیدہ کوششیں کیں، اپنی بشری قابلیت کے بقدر جتنا ہو سکتا تھا انہوں نے خرچ کیا اور قربانی دی...... تب کہیں جا کر وہ اس منزل تک پہنچے ہیں...... وہ اپنا سب کچھ کھپانے کے بعد، خوف اور پریشانی کی کیفیات سے گزر

22 اکتوبر: صوبہ میدان...... ضلع سید آباد...... مجاہدین اور افغان فوج کے مابین شدید جھڑپیں...... 21 فوجی ہلاک اور 18 زخمی...... 3 گاڑیاں بھی تباہ

کر، سختیاں جھیل کر اور گھروں سے نکال دیے جانے کے بعد ہی وہاں پہنچے ہیں۔ چونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے واقعتاً مخلص تھے اسی لیے اپنی منزل کو پا گئے......اسی لیے اللہ تعالیٰ نے میدانِ جہاد کے راستے کو بھی جہاد ہی کہا ہے......اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس میں اتنا بڑا اور عظیم اجر پنہاں رکھا ہے اور جہاد کے لیے نکلنے والے کو بھی مجاہد ہی گردانا ہے، چاہے وہ ابھی راستے میں ہی ہو......نیز اگر راستے میں مر جائے تو وہ شہید ہوگا! یہ سارا اجر اور انعامات اس امت کے مردوں کو جہاد کے لیے نکلنے کی تحریض دیتے ہیں......مجاہد اپنے جہاد سے کس چیز کا طالب ہوتا ہے؟ بے شک وہ دو خیروں میں سے ایک کا طالب ہوتا ہے، نصرت یا شہادت......جب اسے ان دونوں میں سے ایک حاصل ہوجائے تو گویا وہ کامیاب ہوگیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صراحت کی ہے کہ جو کوئی جہاد کے لیے نکلے گا وہ دو بہترین چیزوں میں سے ایک ضرور پائے گا......اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَن يُهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ يَجِدْ فِيْ الأَرْضِ مُرَاغَماً كَثِيْراً وَسَعَةً وَمَن يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِراً إِلَى اللّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلى اللّهِ وَكَانَ اللّهُ غَفُوراً رَّحِيْما (النساء: ۱۰۰)

''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں پناہ لینے کے لیے بہت جگہ اور بسر اوقات کے لیے بڑی گنجائش پائے گا، اور جو اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور رسول کی طرف ہجرت کے لیے نکلے، پھر (راستے ہی میں) اسے موت آجائے اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے واجب ہوگیا، اللہ تعالیٰ بہت بخشش فرمانے والا بہت رحیم ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں واضح کردیا ہے کہ جو بھی جہاد میں شرکت کے لیے گھر بار چھوڑتا ہے یقیناً اسے پناہ کی بہت سی جگہیں ملیں گی اور بہت سا رزق ملے گا، اور اگر راستے ہی میں اس کی موت واقع ہوجائے تو اس کا اجر اس 'الکریم' (سب سے زیادہ سخی) کے ذمہ ہے، جو بدلے میں اسے خلد کے باغات سے کم کچھ نہ دے گا......اللہ عزوجل کا یہ بھی ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوا فِيْ سَبِيْلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقاً حَسَناً وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ (الحج: ۵۸)

''اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی، پھر قتل کردیے گئے یا مر گئے اللہ تعالیٰ ان کو اچھا رزق دے گا۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہی بہترین رازق ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا ہے کہ جو کوئی جہاد کے لیے نکلتا ہے اور پھر (راستے ہی میں) مارا جاتا ہے یا اس کا انتقال ہوجاتا ہے، دونوں صورتوں میں اللہ نے اس سے بہترین روزی یعنی جنت کا وعدہ کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا:

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُواْ فِيْ اللّهِ مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُواْ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِيْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلأَجْرُ الآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُواْ يَعْلَمُون (النحل: ۴۱)

''اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی، بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا، ہم انہیں دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے۔ اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے۔ کاش یہ لوگ جانتے''۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے کہ وہ ایک مجاہد کو روزی فراہم کرے گا اور اسے اچھا رزق دے گا اور اجر صرف یہی نہیں ہے کیونکہ آخرت میں ملنے والا اجر تو اس سے بھی بڑھ کر ہے......اور اگر اسے دنیا میں اچھا رزق نہیں ملتا، ایسا بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی کسی حکمت کی وجہ سے ہوتا ہے جو صرف وہی جانتا ہے......ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو بہت واضح اور خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے......اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے ممکنہ نتائج کو بیان کیا تاکہ وہ راہِ جہاد میں نکلنے سے نہ گھبرائیں۔ ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

''جو بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں جانے کے لیے نکلتا ہے، پھر مر جاتا ہے یا قتل ہوجاتا ہے یا اس کا گھوڑا یا اونٹ اس کی گردن توڑ دیتا ہے (اس پر سے گرنے کی وجہ سے)، یا اسے کوئی درندہ کھا لیتا ہے، یا اپنے بستر پر اسے موت آجاتی ہے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں)، یا کسی دوسرے طریقے سے جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہو، تو یقیناً وہ شہید ہے اور یقیناً اس کے لیے جنت ہے۔'' [ابوداؤد، حسن]

اس کی تائید امام احمد سے مروی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے عبداللہ ابن عتیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

''جو کوئی اپنے گھر سے جہاد کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلتا ہے [پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تین انگلیوں کو ملایا اور کہا] اور مجاہدین میں سے جو کوئی اپنی سواری سے گر کر مر جاتا ہے اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، یا اگر کوئی جانور اسے کاٹ لے اور وہ مر جائے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، یا اگر اپنے بستر پر اسے موت آجائے (جب کہ وہ راہِ جہاد میں ہو) تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔'' [مسند احمد]

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

23 اکتوبر: صوبہ زابل......ضلع اٹغر......بارودی سرنگ دھماکہ......افغان فوجی گاڑی تباہ......4 فوجی ہلاک

آگ کا سفر...... کچے گھروندوں سے 'خاکی' محلات تک!

مصعب ابراہیم

بچے تو یقینی طور پر معصوم ہی ہوتے ہیں...... ہر بچہ اپنے والدین کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک، دلوں کا قرار اور سہانے مستقبل کا معمار ہوتا ہے......گھروں کے صحن اور آنگنوں میں کھیلتے اور اٹھکیلیاں کرتے بچوں کو دیکھ کر ماں باپ یک گونہ اطمینان اور سرشاری کی کیفیت محسوس کرتے ہیں......اُنہیں اپنے سینوں سے بھینچ کر اور بازوؤں کے حلقوں میں لے کر دلی سکون وراحت کا احساس ہر صاحبِ اولاد کو ہوتا ہے......اُن کی ذرا سی تکلیف والدین کی راتوں کی نیندیں اچاٹ لیتی ہے......اُن کے ننھے منے ہاتھوں میں کبھی انجانے سے قلم کی نوک بھی چُبھ جائے تو ماں باپ کی بے قراری، اُن کے چہروں پر حزن وملال کی کیفیات اور دلوں میں اٹھتی ٹیسیں صاف محسوس ہوتی ہیں...... یہ سب مناظر ہمارے روزمرہ زندگی کے معمولات میں شامل ہیں اور ہر فرد اپنے اہل وعیال کے درمیان رہتے ہوئے ان تمام مراحل سے گزرتا بھی ہے اور ان کا قریبی مشاہدہ بھی کرتا ہے......

پھر ذرا اُن والدین کے کرب وغم کا اندازہ لگائیے کہ جن کے پھولوں کو ظالمانہ بم باریوں نے مسل کر رکھ دیا، اُن کی کلیوں کو توپ خانے کی گولہ باریوں نے جھلسا کر راکھ کر دیا اور وہ اپنے نونہالوں کے بکھرے اعضائے جسمانی کو بوسیدہ اور پرانے کپڑوں کی پوٹلیوں میں لپیٹ کر اور سمیٹ کر خاموشی سے دفن کر دیتے ہیں......آج سے پہلے مسلمانانِ پاکستان نے اپنے قبائلی بھائیوں کا درد محسوس نہیں کیا، اگر اُن کے کرب اور دکھ کو ملکِ پاکستان کے مسلمان تھوڑا سا بھی محسوس کرتے، اور اُن پر ظلم وجور کی تاریک راتوں کو مسلط کرنے والوں کی تقدیس کے گُن گانے کی بجائے اُن کا محاسبہ کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے تو آج موم بتیاں جلانے کی نوبت آتی نہ ہی ''پاکستانی نائن الیون'' کا سامنا کرنا پڑتا...... بہرحال آج چونکہ دل پسیجے ہوئے ہیں[اگرچہ دلوں کے موم ہونے کی وجہ ''وقار'' کی نسل پر پڑنے والی زَد ہی ہے] لہٰذا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اُن تمام عوامل واسباب کو پاکستانی مسلمانوں کے سامنے رکھا جائے جس کی بنا پر آج آگ کے لپٹیں 'خاکیوں' کی خاک اُڑا رہی ہیں...... یہ وہی آتشِ عضب ناک ہے کہ جس کے شعلوں نے 'کمزور پا کر دبا دیے جانے والوں کی بستیوں اور اہل وعیال کو سفاکانہ طریقہ سے بھسم کیا گیا......آج ان شعلوں کو 'خاکی' محلات تک پہنچانے والے کوئی اور نہیں خود یہ فوجی جرنیل اور ڈھول سپاہیے ہی ہیں! انہی کے سیاہ کرتوتوں کا سبب ہے کہ افغان سرزمین پر ۵۰ کا فرممالک کی اتحادی افواج ۱۳ سال تک قتل وغارت گری کا بازار گرم کیے بیٹھی رہیں اور پھر اِنہی کے جرائم کی بدولت آزاد قبائل کے مسلمانوں کے سینے سوزشِ انتقام سے دہک رہے ہیں!

مہمند ایجنسی میں اجتماعی قتل:

۱۰ جون ۲۰۱۱ء کو سینٹ میں مہمند کے سینیٹر حافظ محمد رشید اور سینیٹر پروفیسر ابراہیم نے ایک دل دہلا دینے والے واقعے کا ذکر کیا جس میں مہمند کی تحصیل لکڑے شیخ بابا میں سیکورٹی فورسز نے ۳۸ بے گناہ افراد کو ایک قطار میں کھڑا کر کے قتل کر دیا۔ گیارہ اپریل ۲۰۱۱ء کے دن ان افراد کو محض اس لیے قتل کر دیا گیا کہ وہ اپنے گاؤں کے ایک مجاہد کا سراغ بتانے میں ناکام رہے۔قتل کے بعد ان سب کو ایک گڑھے میں ڈال کر دفن کر دیا گیا لیکن مقامی اسکاؤٹس سے برداشت نہ ہوا اور انہوں نے مرنے والوں کے رشتہ داروں کو اصل صورت حال بتا دی۔ جب عوامی ردعمل کا خطرہ پیدا ہوا تو رشتہ داروں کو تمام لاشیں علیحدہ علیحدہ قبروں میں دفنانے کی اجازت مل گئی اور پھر ہر مرنے والے کے لواحقین کو ۳ لاکھ روپے دے کر خاموش کرنے کی کوشش کی گئی۔مرنے والوں میں ۱۲ سال کا ممتاز اور اس کا ۴۳ سالہ باپ محمد صدیق بھی شامل ہے۔اکثر مرنے والے ایک دوسرے کے قریبی عزیز تھے۔سینیٹر پروفیسر ابراہیم نے چیئرمین سینٹ کو ان ۳۸/افراد کے نام، ولدیت، عمریں اور ایڈریس فراہم کیے تاکہ اس اجتماعی قتل کی انکوائری کروائی جاسکے ......آج ساڑھے تین سال سے زیادہ عرصہ بیت گیا، کوئی انکوائری ہوئی نہ ہی کسی نے فوجی اہل کاروں سے معمولی باز پرس کرنے کی ہمت ہی اپنے اندر پائی!

باجوڑ مدرسہ کے شہدا:

۳۰ اکتوبر ۲۰۰۶ء کو باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموندگئی کے علاقے چینہ گئی میں واقع مدرسہ ضیاء العلوم تعلیم القرآن پر بم باری کر کے ۸۶ ننھے منے حفاظ کو شہید کر دیا گیا......اُس وقت کے لعین صدر پرویز نے اس حملے کے بعد کہا کہ ''یہ کارروائی پاکستانی فوج نے کی اور اس واقعہ میں مارے جانے والے تمام لوگ جنگ جو تھے، جو یہ کہہ رہے ہیں کہ معصوم لوگوں کو نشانہ بنایا گیا وہ جھوٹ بول رہے ہیں''......شوکت سلطان[جو کہ اُس وقت ڈی جی آئی ایس پی آر تھا] نے کہا کہ ''اس حملے میں کوئی بچہ یا خاتون جاں بحق نہیں ہوئی، مارے جانے والے تمام لوگ دہشت گرد تھے، حکومت نے ٹھوس ثبوت ملنے کے بعد آپریشن کیا، حکومتی رٹ چیلنج کرنے والوں کو نتائج بھگتنا ہوں گے''......آفتاب شیرپاؤ[وزیرداخلہ] نے کہا کہ ''باجوڑ میں ٹارگٹڈ آپریشن تھا، اطلاع ملی تھی کہ وہاں پر غیر ملکی موجود ہیں، پاکستان دہشت گردی کے خلاف جنگ میں کسی سے کسی قسم کی رعایت نہیں برتے گا''......

فراعین وقت کا یہی تکبر اور رعونت ہوتی ہے جو اُنہیں ظلم کی سیاہ آندھیاں چلانے

23 اکتوبر: صوبہ زابل.......................افغان فوجی قافلے پر مجاہدین کا حملہ.......................15 فوجی اہل کار ہلاک.......................6 گاڑیاں بھی تباہ

پر تیار کرتی ہے اور پھر اُس ظلم وستم کی وکالت کرنے کا بھی حوصلہ دیتی ہیں......وگرنہ اس مدرسہ پر بم باری کے نتیجے میں جو جو ۸۶ لوگ شہید ہوئے اُن میں مدرسہ مہتمم مولانا محمد لیاقتؒ کے علاوہ تمام کے تمام معصوم بچے تھے......یعنی ۸۵ معصوم آن واحد میں فوجی نخوت وسرکشی کی بھینٹ چڑھ گئے! علاقہ مکینوں نے شہید ہونے والے بچوں کے جسمانی اعضا اردگرد کی پہاڑیوں سے سمیٹ کر کپڑوں کی گٹھریوں میں بھرے اور اُن کی نماز جنازہ ادا کی......

بہن عافیہ صدیقی اور اُن کے معصوم بچے:

امت کی بیٹی عافیہ صدیقی اور اُن کے معصوم بچوں کے ساتھ پاکستانی فوج کے خفیہ اداروں نے جو سلوک کیا وہ زبان زدِ عام ہے......آقائے امریکہ کے کتوں کا کردار ادا کرتے ہوئے پاکستانی خفیہ ایجنسیوں نے عافیہ بہن کو اُن کے دو چھوٹے بچوں اور ایک شیر خوار بچے سمیت گرفتار کیا گیا اور امریکی فوج کے حوالے کر دیا......آج عافیہ بہن کو زندان کی کوٹھڑیوں میں پڑے گیارہ سال سے زائد کا عرصہ بیت چکا ہے! اُن کے دو بچوں [احمد اور مریم] کو سات سال بعد امریکی انتظامیہ نے اُن کے لواحقین کے سپرد کر دیا لیکن ننھے شیر خوار سلیمان کے متعلّق کچھ معلوم نہ ہو سکا، شنید یہی ہے کہ وہ معصوم اور بے زبان نونہال وحشی درندوں کے ہاتھوں شہید ہو چکا ہے! پاکستانی فوج کا محض یہی ایک جرم اس قابل ہے کہ اس کی پاداش میں اس پوری فوج کا بیج تک ختم کر دیا جائے!!!

تیمرگرہ ہسپتال میں لاشیں:

۸ جولائی ۲۰۱۰ء کو تیمر گرہ ہسپتال میں ۷۰ لاشیں لائی گئیں۔ان میں زیادہ تر نابالغ بچے تھے، اور باقیوں کی عمر بھی ۳۰ سال تک ہی تھی۔ان میں بیش تر وہ معصومین تھے جن کو ناپاک فوج نے چند دن کی تفتیش کے بہانے اُن کے والدین سے طلب کیا، کچھ کو اسی بہانے سے اُن کے مدارس سے اٹھا لیا گیا، مگر ناپاک فوج نے ان معصومین کو قید میں گولیوں سے چھلنی کر کے شہید کر ڈالا اور پھر کچھ دن بعد تیمر گرہ ہسپتال میں اُن کی لاشیں یہ کہہ کر اُن کے والدین کے سپرد کی گئیں کہ ''یہ سب آپریشن میں مارے جانے والے دہشت گرد تھے''۔ان میں بعض لاشوں کی خراب حالت سے یہ واضح نظر آتا تھا کہ ان مظلومین کو قید کے دوران انتہائی تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے یا پھر شہید کرنے کے بعد اُن کی لاشوں کو بری طرح پامال کیا گیا ہے......

سوات میں فوجی ظلم کا نشانہ بننے والے بچے:

ستمبر ۲۰۱۰ء میں مجاہدین کے ذرائع ابلاغ ایک ایسی ویڈیو منظر عام پر لائے جس میں صاف دکھایا گیا کہ ۶ معصوم لوگوں کو [جن کی عمریں ۱۲ سے ۱۷ سال کے درمیان ہیں] فوجی درندے سنگینوں کے پہروں میں لاتے ہیں، اُن کی آنکھوں پر پٹیاں بندھی ہیں، اُنہیں ایک قطار میں کھڑا کر دیا جاتا ہے......سات فوج اُن کے سامنے اپنی بندوقیں تان کر کھڑے ہو جاتے ہیں، ایک فوجی افسر اُن کے قریب جا کر کہتا ہے ''کتنے لوگوں کو کلمہ آتا ہے؟''، ''سب کو آتا ہے؟''......پھر وہ باری باری تمام کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کرتا ہے......اس کے بعد وہ ایک جانب ہٹتے ہوئے بندوق بردار فوجیوں کو ہاتھ کے اشارے سے فائر کھولنے کا حکم دیتا ہے......ساتوں فوجیوں کی کلاشن کوفیں شعلے اگلنے لگتی ہیں اور آن کی آن میں سامنے موجود ۶ افراد کے لاشے زمین پر گر کر تڑپنے لگتے ہیں......چند ساعتوں بعد فائرنگ تھم جاتی ہے اور دو تین ''سخت جان'' آہ وزاری کرتے سنائے جاتے ہیں......ایک فوجی اپنی کلاشن سمیت آگے بڑھتا ہے اور ہر ایک کے سروں پر بیرل رکھ کر تاک تاک کر گولیاں اتارنے لگتا ہے......جب یقین ہو جاتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک زندگی کے آزار سے آزاد ہو چکا ہے تو خاکی درندوں کی حیوانیت کو سکون ملتا ہے!

یہ کون تھے جن کا یوں بے دردی سے قتل عام کیا گیا؟ یہ ویڈیو منظر عام پر آئی تو ۸ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو کیانی ملعون نے اس کی تحقیقات کا وعدہ کیا اور تحقیقاتی کمیشن بنانے کا اعلان کیا......آج ۴ سال دو ماہ کا عرصہ بیت چکا لیکن نہ کسی قسم کی تحقیقات کا نتیجہ سامنے آیا نہ ہی کسی مجرم کے بارے میں ہی کچھ معلوم ہو سکا! یہ ہیں وہ خاکی درندے جو اس قدر بزدل و بے حمیت ہیں کہ مجاہدین پر توڑے جانے والے مظالم پر تو ہر جانب 'ہو کا عالم' بپا کر دیتے ہیں لیکن جیسے ہی ان سے ایک فی صدی حساب بھی چکتا کیا جاتا ہے تو ساری قوم کو ٹسوے بہانے پر لگا دیتے ہیں!!!

'خروٹ آباد' کی شیشانی بہنیں:

۱۷ مئی ۲۰۱۱ء کو کوئٹہ کے علاقے خروٹ آباد میں ایک مہاجر خاندان پر پاکستانی فوج نے جو قیامت ڈھائی اُسے ساری دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا......یہ شیشانی خاندان ۲ مردوں اور ۳ خواتین پر مشتمل تھا......کوئٹہ پولیس نے ان کی جمع پونجی ہتھیا لی تو یہ اپنی فریاد لے کر ایف سی کی قریبی چیک پوسٹ کی جانب روانہ ہوئے، لیکن ایف سی کے ''جوانوں'' نے اِنہیں دیکھتے ہی فائرنگ کا نشانہ بنانا شروع کر دیا......ایف سی کے کرنل فیصل نے اس ساری بہیمانہ کارروائی کی قیادت کی اور ان غریب الدیار شیشانیوں پر خود فائرنگ کرتا رہا......ان شیشانی بہنوں میں سے ایک بہن کے وجود میں ایک 'نئی زندگی' بھی موجود تھی......وہ 'نئی زندگی' اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی خاکی سفاکیت و وحشت کا نشانہ بن گئی......سات ماہ رحم مادر میں گزارنے والے اس معصوم کا وجود بھی ''ایمان تقویٰ جہاد'' کی گولیوں نے چھلنی کر کے رکھ دیا......وہ ایک ''انگلی'' کیسے بھولے گی کہ جسم پر کلاشن کوف کی گولیاں پیوست ہو رہی ہیں اور امت کی بیٹی اللہ وحدہ لاشریک کی وحدانیت کی گواہی بھی اپنی انگشت شہادت دے رہی تھی......کیا اُس مہاجر، مسافر، غریب اور بے بس بہن کی 'گواہی دیتی انگلی' نے ربِ کریم کے عرش تک کو ہلا نہ دیا ہوگا؟ اور کیا معلوم کہ وہ اُس وقت خدا سے یہ فریاد بھی کر رہی ہو کہ ''ان درندوں کی بیویوں اور ماؤں کو بھی اس درد سے آشنا کر دے!!!''۔

23 اکتوبر: صوبہ ہلمند......ضلع موسیٰ قلعہ......بارودی سرنگ دھماکہ......پولیس کی ایک رینجر گاڑی تباہ......کمانڈر سمیت 6 پولیس ہلاک

”وقار“ کی کذب بیانیاں:

آج آئی ایس پی آر کا مجرم ترجمان اور کٹھ پتلی وزیر داخلہ دعویٰ کرتا ہے کہ ”فوج کا ہدف کبھی بھی بچے اور خواتین نہیں رہے......خواتین اور بچوں کا خیال نہ ہوتا تو میران شاہ کب کا تباہ کر چکے ہوتے“......یعنی ابھی میران شاہ میں مزید ”تباہ“ کرنے کے لیے کچھ بچا ہے؟؟؟ رہی بات خواتین اور بچوں کو ہدف بنانے کی تو اوپر جن جرائم کا تذکرہ ہے ان کی نہ تو کسی وردی والے نے تردید کی اور نہ ہی ان کی واقعاتی صحت پر کوئی سوال اٹھایا گیا ہے! مزید کچھ ”کارنامے“ بھی ملاحظہ ہوں، اُن کے جو سینہ ٹھونک کر ”خواتین اور بچوں کو ہدف نہ بنانے“ کا دعویٰ کرتے پھرتے ہیں!

ڈاکٹر شازیہ کیس اگرچہ قصہ پارینہ بن چکا ہے لیکن کیا اس کا مجرم کسی کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے؟ اُن کی عصمت دری کرنے والے درندے کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟ باجوڑ سے منتخب ہونے والے جماعت اسلامی کے ایم این اے ہارون رشید کے گھر پر فوجی بم باری میں اُن کی والدہ اور گھر میں کھیلتے نونہالوں کو شہید کرنے والے کون تھے؟ امیر محترم فضل اللہ حفظہ اللہ کی والدہ کس کی تحویل میں جہانِ فانی سے کوچ کر گئیں؟ محسنِ امت شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے اہل خانہ کو کئی ماہ تک کس نے اپنی حراست میں رکھا؟ انڈونیشیا کے مجاہد رہنما عمر پاتک [فک اللہ اسرہ] کی عفت ماب اہلیہ کو گرفتار کر کے ایبٹ آباد کی گلیوں میں برہنہ گھمانے والے سنگ دل و بے غیرت کون تھے؟ ہمارے بھائی احسن عزیز رحمہ اللہ کو اُن کی اہلیہ سمیت کس کے بم بار طیاروں نے نشانہ بنایا؟

تحریک طالبان پاکستان کا موقف:

تحریک طالبان پاکستان کے مرکزی ترجمان محمد خراسانی حفظہ اللہ نے پشاور واقعہ کے حوالے سے تحریک کا تفصیلی موقف اور اس واقعہ کی اسباب، وجوہات اور تفصیلات جاری کیں......اُنہوں نے واضح، دوٹوک الفاظ میں کہا کہ ”نابالغ بچوں کا قتل مجاہدین نے نہیں بلکہ فوجی اہل کاروں ہی نے کیا ہے“......اپنے اعلامیہ میں اُنہوں نے مزید کہا:

> ”آرمی اسکول پر تحریک طالبان پاکستان کے فدائی مجاہدین کی کامیات کارروائی اور اس دوران میں ناپاک فوج کے شیطانی کردار سے متعلق چند اہم حقائق کو میڈیا فراموش نہ کرے!
>
> ۱۔آرمی سکول مکمل طور پر فوج کے زیر انتظام ایک ادارہ تھا جس میں پڑھنے والے ۹۰ فی صد لڑکے آرمی افسران اور ہائی پروفائل شخصیات کی اولادیں تھیں۔
>
> ۲۔اسکول تین سیکشنز پر مشتمل تھا: ۱۔پرائمری، ۲۔سیکنڈری، ۳۔ہائیر سیکنڈری......فدائین کا ہدف سیکنڈری اور ہائیر سیکنڈری سے متعلق آڈیٹوریم ہال تھا جس میں مصدقہ اطلاعات کے مطابق آرمی افسران نوجوان لڑکوں کو میڈیکل سے متعلق اہم تربیت دے رہے تھے، عین کارروائی کے وقت آرمی میڈیکل کور کے کرنل کا لیکچر جاری تھا جو پہلے ہی مرحلے میں ہلاک ہو گیا۔
>
> ۳۔فدائین کو قیادت کی طرف سے پوری ہدایات تھیں کہ پرائمری سیکشن سمیت دیگر جگہوں میں موجود کسی چھوٹے لڑکے کو ہرگز نشانہ نہ بنایا جائے، جب کہ فدائین کو فراہم کی گئی فہرست میں موجود مخصوص لوگوں کے لڑکوں کے علاوہ کسی کو قتل نہ کیا جائے، یہ ہدایات عین کارروائی کے دوران میں بھی دی جاتی رہیں!
>
> ۴۔مصدقہ اطلاعات اور اپنے فدائیوں کے مستند رابطوں کے مطابق کارروائی میں ۵۰ سے زائد اہم آرمی افسران کے لڑکے شناخت کے بعد قتل کیے گئے۔
>
> ۵۔اسکول میں موجود سیکڑوں غیر مطلوب لڑکوں کو فدائیوں نے باہر نکلنے کا پورا موقع فراہم کیا۔
>
> ۶۔فدائی جاں بازوں کے زوردار حملے سے بوکھلا کر آرمی افسران کی سیکورٹی پر مامور بزدل فوجیوں نے ہر طرف اندھادھند فائرنگ شروع کر دی، جس کے نتیجے میں پرائمری کے بچوں سمیت ایک بڑی تعداد نشانہ بنی، یا جان بوجھ کر ایسا کیا گیا تا کہ قوم کو ایک بار پھر بے وقوف بنایا جا سکے! نابالغ اور بعض سویلینز کے بچوں کے قتل کی براہ راست ذمہ دار پاکستانی فوج ہے جو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے اس طرح کے بہیمانہ کھیل کھیلنے سے ذرا نہیں جھجکتی!“۔

اپنے ہاتھوں کی کمائی:

ان جرنیلوں نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ قبائلی مسلمان بھی بنگالی مسلمانوں کی طرح ان کا ہر طرح کا ستم، جبر، قہر اور ظلم برداشت کر لیں گے ......پاکستانی فوجی اِنہیں بھی روند ڈالنے اور بُری طرح رگیدنے کے بعد نخوت و رعونت سے اکڑی گردنوں کو اٹھا کر چلتے رہیں گے......اُن کی زندگیوں کو برباد کرنے اور اُن کے گھروں کو پھونک ڈالنے کے بعد بھی یہ امن، چین اور سکون سے دندناتے پھریں گے......اپنی مجرمانہ اور سفاکانہ کارروائیوں کے بعد آئی ایس پی آر کی پریس ریلیز جاری کر کے ”سیکڑوں دہشت گردوں“ کو مارنے کے بعد اپنے قلعوں میں محفوظ رہ سکیں گے!!! کوئی آج مان لے یا مزید کچھ عرصہ بعد اس حقیقت کا اعتراف کرے......بہر حال واقعہ یہی ہے کہ یہ ’فوجی جتا‘ اس آگ کو خود اپنے گھروں تک کھینچ کر لائی ہے! اب اِنہیں یہ سبق مل گیا ہے کہ جن کے گھروں کو اجاڑو گے وہ تمہاری خانماں بربادی کے سامان پورے پورے کریں گے! اس سبق کو جتنی جلدی سیکھ لو گے، اُتنی ہی اپنی بچت کرواؤ گے......وگرنہ پڑوس میں ”سپر پاورز“ کی حالتِ زار دیکھ لو! کہیں آقاؤں کی طرح غلاموں پر بھی یہی بات صادق نہ آ جائے کہ

ے سب کچھ لُٹا کے ہوش میں آئے تو کیا کیا!
دن میں اگر چراغ جلائے تو کیا کیا!

23 اکتوبر: شہر قلات......................افغان فوجی قافلے پر حملہ......................5 فوجی ہلاک اور کئی زخمی......................2 رینجرز گاڑیاں بھی تباہ

ہمیں سب یاد ہے!

کاشف علی الخیری

پشاور واقعہ کے بعد' خاکی سرکار' باؤلے پن اور ہذیانی کیفیت کا خود تو شکار ہوئی ہی، ساتھ ہی ذرائع ابلاغ کے ذریعے ملک بھر میں جو فضا بنادی گئی کہ اُس میں ہر ایک کو'' مذمت مذمت'' کے کھیل میں لگا کر اپنی خاکی وحشت ودرندگی کا وہ بازار گرم کیا گیا کہ جس پر کسی دل میں درد کی ٹیسیں اٹھتی ہیں نا ہی کسی آنکھ سے آنسو کے دو قطرے ہی گرتے ہیں......ملک بھر میں مجاہدین کی پکڑ دھکڑ ، قید میں موجود مجاہدین کا قتل عام کرنے کے خبریں سامنے آرہی ہیں لیکن چہار سو خاموشی اور نیم رضامندی والی کیفیت ہے......مترفین کے یہی جرائم ہیں اور اصحابِ فہم وادراک کا یہی وہ سفاکانہ رویہ ہے جس کے نتائج آج بھگتنے جارہے ہیں......

پورے افغانستان اور آزاد قبائل کو آہن وبارود سے ادھیڑ ڈالنے کے بعد اس نظام بد کے خائن محافظ یہ چاہیں کہ ان کے گھروں اور علاقوں میں سکون، چین، راحت اور نشاط ڈیرے ڈالے رہیں تو یہ ممکن نہیں ہے! اب چونکہ پاکستانی فوج کے افسروں کے گھروں میں صفِ ماتم بچھی ہے تو قوم کو باور کرایا جارہا ہے کہ کیسا ظلم اور کیسی حیوانیت کا مظاہرہ کیا گیا ہے......مذہبی قائدین، علمائے کرام، سیاسی جغادری، میڈیا میں بندر تماشے سجانے والے' غرض ہر کوئی'' غمِ خاکی'' میں نڈھال وبے حال ہوئے جارہا ہے......ایسے میں ہم اس فوج اور نظام کی پچھلے تیرہ سالوں کی کرتوتوں، جرائم اور اسلام اور مسلمانوں سے خیانتوں کا تذکرہ اس لیے بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ممکن ہے کسی کے 'زخمی' دل میں اسلام کا درد بھی جاگزیں ہوجائے اور وہ اُن لاکھوں مظلوموں کے بارے میں بھی سوچے جن پرُوردی والے درندوں' نے مسلسل ۱۳ سال تک بہیمیت اور سربریت کا لامتناہی سلسلہ دراز کررکھا ہے......اُن اللہ کے بندوں کے غم میں کوئی نڈھال نہیں ہوا، اُن کے بچوں کے چیتھڑے اُڑے، اُن کے ننھے منے ہاتھ، چھوٹے چھوٹے پاؤں، معصوم جسم ڈرون حملوں اور جیٹ طیاروں کی کارپٹ بم باریوں سے بکھر کر رہ گئے اور اُن کے والدین نے اپنے شیر خوار جگر گوشوں کے اعضا چُن چُن کر گٹھریوں میں باندھے اور اپنے رب کے حضور فریادیں کرتے ہوئے دفنادیے! وہ سب معصوم بچے ہی تو تھے لیکن آج کی'' موم بتی برانڈ'' مخلوق کے لیے وہ سب کے سب دہشت گرد تھے......

صلیبی اتحاد کا ہراول دستہ:

یہی'' دہشت گرد'' ہیں جنہیں ملیامیٹ کرنے کے لیے ۱۳ سال قبل تین درجن سے زائد صلیبی ممالک' طاغوتِ امریکہ کی سرکردگی میں نکلے......ایسے میں نظامِ پاکستان نے اسلام دشمنی جو کردار ادا کیا' تین درجن صلیبی اتحادیوں میں سے کوئی بھی اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتا! صلیبی جنگ میں ہراول دستہ بننا ایک ایسا جرم تھا جس نے پاکستانی فوج اور پاکستانی نظام کے چہرے پر نصف صدی سے پڑے ہر طرح کے دلفریب اور'' ایمان تقویٰ جہاد'' کے نقاب الٹ دیے......یہ فوج کھُل کر صلیبی اتحاد میں شامل ہوئی اور پورے اخلاص سے دین کے خلاف جاری اس جنگ میں کفار کا ساتھ دینے میں جُت گئی!

فضا،بحروبر......وقف برائے کفار:

یہ پاکستان ہی کی فضائیں تھیں جن کو استعمال کرکے صلیبی افواج کے طیارے افغانستان پر کروڑوں ٹن بارود برساتے رہے......'' کارپٹ بم باری'' کا نام سننے میں بہت بھلا لگتا ہے، لیکن جن زمینوں پر یہ'' کارپٹ'' بچھائے جاتے ہیں اُن کے ساکنان کا حال دریافت کرنے کی توفیق شاید ہی کسی کو ہوئی ہو! یہی بے دریغ اور بہیمانہ بم باریاں تھیں جن کے لیے پاکستان کی فضائیں صلیبی کفار کے لیے مسخر کردی گئی......۵۷ ہزار صلیبی جنگی پروازیں تو ریکارڈ پر ہیں......اسی پاکستان کے پانیوں پر بھی صلیبی لشکر پوری طرح قابض ہیں، افغانستان پر کی گئی صلیبی یلغار میں پاکستانی سمندر میں موجود امریکی، برطانوی اور دیگر یورپ ممالک کے بحری بیڑوں نے بنیادی کردار ادا کیا......پھر یہی پاکستان کی سرزمین ہے جس پر قائم مختلف ایئر بیسز اور ہوائی اڈوں سے صلیبی جنگی جہاز اڑانیں بھر بھر کر جاتے اور مسلمانانِ افغانستان کی بستیوں کو تاخت وتاراج کرتے......اسی پر بس نہیں بلکہ صلیبی صیہونی فساد کے علم برداروں کے لیے پاکستان کی ہزاروں کلومیٹر طویل شاہراہیں وقف رہیں......کراچی کی بندرگارہ پر اترنے والا سامانِ حرب' صلیبی افواج تک پہنچانے کے لیے نظامِ پاکستان ہمہ وقت مستعد رہا......سلالہ واقعہ کے ردِعمل میں کچھ ماہ تک نیٹو سپلائی بندرہی لیکن اُس پر بھی کفری آقاؤں سے'' حلالہ'' کے بعد نیٹو سپلائی پہلے ہی کی طرح زوروشور سے جاری وساری رہی......

عرب و عجم کے مجاهدین کے سودے:

دنیا بھر سے آنے والے مجاہدین امارت اسلامیہ کے سقوط کے بعد مسلمانانِ پاکستان کی جانب آس اور امید کی نظریں لگائے یہاں ہجرت کرنے لگے تو پاکستانی فوج نے پورے ملک میں خفیہ کارروائیوں کے ذریعے اُنہیں حراست میں لے کر ڈالروں کے عوض امریکہ کے حوالے کرنے کا مکروہ دھندا شروع کیا......ملکِ پاکستان کے چپے چپے کو خفیہ اداروں کے جانور نما اہل کار سونگھتے پھرتے تھے کہ کہیں کوئی عرب یا'' غیر ملکی'' ملے

24 اکتوبر: صوبہ ہلمند......ضلع لشکر گاہ......مجاہدین کے رابطہ میں موجود اہل کار کا چوکی پر حملہ......5 فوجی ہلاک 3 زخمی

اور اُس کے دام کھرے کیے جائیں...... مجاہدین کی عزت مآب خواتین کے ساتھ جو سلوک پاکستانی خفیہ ایجنسیوں اور فوجیوں نے روا رکھا اُس کی ایک جھلک بھی سامنے آجائے تو ''تقدیس کے لبادوں میں لپٹی'' اس فوج کے قبیح و زِشت کردار سے گھِن اور کراہت ہر صاحبِ ایمان محسوس کرے گا! مجاہدین کے چھ ماہ کے شیر خوار بچوں سے لے کر خواتین تک کوڑالروں کے عوض کفار کے ہاتھوں بیچ ڈالا گیا...... آج دنیا بھر میں سی آئی اے کی جانب سے قیدیوں پر ''غیر انسانی تشدد'' کا شور بپا ہے، کیا پاکستانی مسلمانوں نے سوچا کہ ان مظلوم و مقہور قیدیوں میں سے ۹۵ فی صد سے زائد وہ ہیں جنہیں پاکستانی فوج نے امریکیوں کو فروخت کر کے ڈالر کھرے کیے!

افغان مجاهدین سے سلوک:

نظام پاکستان نے نا صرف امارت اسلامیہ افغانستان کے اہم جنگی اور حربی راز کفار کو فراہم کیے بلکہ امارت کے بے شمار مجاہدین کو بھی قید و بند کی مشقتوں اور صعوبتوں سے دوچار رکھا...... سقوط امارت سے پہلے امارت اسلامیہ کے پاکستان میں سفیر ملا ضعیف کو جس طرح تمام تر سفارتی آداب کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے صلیبی کفار کے حوالے کیا گیا وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں...... اس کے علاوہ امارت اسلامیہ کے سیکڑوں مجاہدین اور بیسیوں قائدین پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کی قید میں تشدد و تعذیب کے مراحل کو جھیلتے رہے...... امارت کے جن اہم قائدین کو پاکستانی فوج نے گرفتار کیا اُن میں سے چند نمایاں شخصیات کے نام اس طرح ہے:

ملا برادر (امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کے نائب)، ملا عبید اللہ اخوند شہیدؒ (ملا برادر کے نائب)، استاد یاسر شہیدؒ (امارت اسلامیہ کے سابق مسئول تعلیم و تربیت)، ملا جہانگیر والا زابلی (امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کے معاون خصوصی)، ملا انوار الحق مجاہد (شیخ یونس خالصؒ کے صاحب زادے)، ملا میر احمد گل (جلال آباد کے والی)، ملا عبد السلام (قندوز کے والی)، ملا محمد (بغلان کے والی)، ملا ترابی (امارت اسلامیہ کے مسئول برائے امر بالمعروف ونہی عن المنکر)، ملا منصور داد اللہ (ملا داد اللہؒ کے بھائی)

لال مسجد کی قتل گاہ:

آج اپنے سوگ کو پوری قوم پر تھوپنے والوں کے ہاتھوں جولائی ۲۰۰۷ء کے ایام میں لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں جو بدترین اور اندوہ ناک داستانِ ظلم رقم ہوئی، اُس کے زخم کبھی بھرنے نہ پائیں گے...... آج جب ''وقار'' کی اولاد پر زد پڑی ہے تو ''مجروح وقار'' کی چیخوں میں سب اپنی اپنی بولیاں اور ''بَین'' شامل کر کے ''ذی وقار'' بننے میں مگن ہے، کل اس سے کئی ہزار گنا بڑی افتاد محصور و مجبور طالبات اور معصوم حفاظ پر پڑی تھی جنہیں سفید فاسفورس سے جلا کر خاکستر کر دیا گیا، تب یہ شیطانی عناصر جشن فتح منا رہے تھے...... یہ پاکیزہ اور نوخیز پھول اس حالت میں مسل دیے گئے کہ کوئی ان میں سے تلاوت کلام پاک میں مصروف تھا، کوئی رکوع و سجود کرتا ہوا اپنے مالک کے حضور اپنا مقدمہ درج کروا رہا تھا، کوئی روزے کی حالت میں رب سے لَو لگائے تھا...... یہی تھے وہ کہ جن کی قبروں سے اٹھتی خوشبوؤں کی لپٹوں اور تلاوت قرآنی کی آوازوں کی گواہی اسلام آباد کے باسی آج بھی دیتے ہیں! اس سب کے باوجود ان معصوموں کو خون میں نہلانے والے ''مقدس بچھڑے'' کی طرح پوجے جاتے رہے!

لال مسجد اور جامعہ حفصہ کو اپنی حیوانیت کا نشانہ بنا کر اور ہزاروں طلبہ و طالبات کو شہید کر کے ''وقار'' کی رعونت میں مزید اضافہ ہوا اور اس آگ و خون کی بارش سے بچ جانے والی جامعہ حفصہ کی سیکڑوں طالبات کو فوجیوں نے اغوا کر لیا، جن کا آج تک کوئی سراغ نہیں لگایا جا سکا...... اسلام کی یہ عفت مآب اور پاک باز بیٹیاں خفیہ عقوبت خانوں میں اب تک ظلم کی چکی میں پس رہی ہیں اور فوجی درندگی کا نشانہ بن رہی ہیں!

سوات آپریشن:

سانحہ لال مسجد کے بعد ''شریعت یا شہادت'' کی تحریک پورے ملک میں پھیل گئی اور سوات و مالاکنڈ کے مجاہدین نے اپنے اپنے علاقوں میں پاکستانی نظام بد سے بغاوت کا علم بلند کر کے شریعت کی حاکمیت کا اعلان کر دیا...... اِن مجاہدین نے اپنے زیر تسلط علاقوں میں نظام شریعت کے قیام کی ہر سعی کو عمل کے قالب میں ڈھالا اور نفاذِ دین کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا...... نظام پاکستان بھلا اس صورت کو کب برداشت کر سکتا تھا لہٰذا پوری ریاستی قوت مجاہدین مالاکنڈ کی برپا کردہ تحریک نفاذ شریعت کو ختم کرنے کے لیے جھونک دی گئی...... سوات اور مالاکنڈ کی وادیوں میں مجاہدین نے دین کی سربلندی کے لیے کیسی کیسی عظیم الشان قربانیاں پیش کیں، یہ تاریخ کے سینے میں محفوظ وہ راز ہیں جن سے جب بھی پردہ اٹھے گا تو افواج پاکستان کے سیاہ کردار کی مضبوط ترین گواہیاں سامنے آئیں گی! مالاکنڈ کے مسلمانوں نے مجاہدین کی بھرپور نصرت کی اور اسی ''جرم'' کی پاداش میں پاکستانی فوج نے اُن پر فوجی آپریشن مسلط کیا...... سوات آپریشن کے نتیجے میں ۳۰ لاکھ سے زائد مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے نکال باہر کیا گیا...... جس فرد کے بارے میں شبہ بھی ہو جاتا کہ اُس نے مجاہدین کی کسی بھی قسم کی نصرت کی ہے، اُس کے پورے خاندان سمیت اُسے تعذیب و تشدد کی گھاٹیوں سے گزار کر شہید کر دیا گیا...... حتیٰ کہ جن افراد نے مجاہدین کو محض چائے پلانے اور اُن کا اکرام کرنے کا ''جرم'' بھی کیا وہ بھی شہدا کے قافلے میں شامل ہو گئے......

مجاہدین اور اُن کے انصار کے اہل خانہ اور خواتین کے ساتھ پاکستانی فوج نے بالکل وہی سلوک کیا جو ۱۹۷۱ء میں یہ خبثا بنگال کی مسلمان بہنوں کے ساتھ کر چکے ہیں...... قلم میں تاب نہیں کہ اس فوج کے مجاہدین و انصار کی خواتین کے ساتھ سربریت کے واقعات کو لکھ سکے کہ الفاظ اس ظلم و تطاول کو بیان کرنے سے قطعی قاصر ہیں! ذرا اندازہ کیجیے کہ وہ کیسے اذیت ناک اور بے بسی کے لمحات ہوں گے جب پاکستانی فوجی ان

24 اکتوبر: صوبہ ہلمند...... ضلع گریشک...... مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ...... 6 فوجی ہلاک اور 6 زخمی...... 2 گاڑیاں تباہ

مطہر و پاکیزہ خواتین کی عزتوں سے کھیلتے رہے اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے پورے پورے گاؤں میں اُن بہنوں کی چیخوں کو سنواتے رہے!!! وہ بہنیں کہ جن کی پاک دامنی اور پارسائی اس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ اپنے گھر کی چاردیواری سے باہر سورج کی کرنیں کبھی اُن کے چہروں پر نہ پڑیں تھیں، ہماری اُن باعصمت بہنوں کے چادر تقدیس کو اس طرح پامال کیا گیا کہ اُن کی عزتوں سے کھیلنے کے بعد اُنہیں فوجی ہیلی کاپٹروں میں بٹھایا گیا اور انتہائی بلندی سے برہنہ حالت میں نیچے وادیوں میں پھینکا گیا...... کیا یہ وہ فوج ہے جو آج ''انسانیت انسانیت'' کی شوروغوغا مچائے ہوئے ہے؟ پشاور واقعہ کے بعد آئی جی خیبر پختونخواہ ناصر درانی چیختا چلاتا نظر آیا کہ ''دشمنی کے بھی اصول وضوابط ہوتے ہیں''...... ان بے حمیت اور رزیل کرداروں کو ''اصول وضوابط'' کا درس اب یاد آرہا ہے!!!...... اپنی خنزیروں سے بڑھ کر حیوانیت اور درندوں کو مات دیتی درندگی اِن کو یاد نہیں؟؟؟

آزادقبائل پرفوجی چڑھائیاں:

آزاد قبائل میں وزیرستان سے باجوڑ، کرم، اورکزئی، خیبر، مہمند تک کے مسلمانوں نے صلیبی جنگ کے خلاف صف اول کا کردار ادا کیا...... یہی وجہ ہے کہ صلیبی فوج کے ہراول دستے نے دین وشریعت کے لشکر کی صف اول کے حاملین کے خلاف ہر طرح کی عسکری قوت استعمال کر ڈالی...... لاتعداد مکانات مٹی کے ڈھیر میں تبدیل کر دیے گئے، بستیاں کی بستیاں راکھ ہو گئیں...... جیٹ طیاروں کی بم باریاں، توپ خانے کی گولہ باریاں، گن شپ ہیلی کاپٹروں سے برستی آگ نے آزاد قبائل کے پورے خطے کو عملی طور پر جلا کر بھسم کر ڈالا ہے...... لیکن یہ مرتدین کیا جانیں کہ ایمان والے تو بھسم ہوتے ہیں تو ہی جلا پاتے ہیں، نارِ نمرود دہکتی رہتی ہے لیکن اہل ایمان اُس آگ میں اپنے رب کی عنایتوں سے گل وگلزار کے لطف اور حظ اٹھاتے ہیں! آج فوجی افسروں کے گھروں میں ماتم کنائی اور کہرام ہے تو یہی فوجی افسران کسی اور سے نہیں اپنے ضمیر [مردہ ہی سہی لیکن آج کچھ کے ضرور مار رہا ہوگا] سے پوچھیں کہ قبائل کی سرزمین کو روند کر رکھ دینے کے جرائم یاد آتے ہیں؟ تم تو ایسے ظالم ہو کہ جب آگ تمہارے گھر تک آن پہنچی ہے تب تو تمہارے اوسان خطا اور ہوش گم ہو گئے ہیں لیکن وزیرستان تا خیبر کون سی بستی تم نے سلامت چھوڑی ہے؟ ہنستے بستے گھروں کو پیوند خاک کیا، جیتی جاگتی بستیوں کو قبرستان بنا ڈالا، کاروبارِ زندگی سے بھرے کوچہ وبازار پر موت کے پہرے لگا دیے گئے، پُررونق دکانوں بازاروں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا...... اس کے بعد بھی چاہتے ہو اور توقع رکھتے ہو کہ وہ تو انگاروں پر لوٹتے رہیں اور تم اور تمہاری نسلیں عیش کوشی میں مست رہیں؟

پاکستانی فوج کے ہاتھوں قبائلی مسلمانوں کا قتل عام پچھلے تیرہ سال سے جاری ہے...... یہاں طوالت کے پیش نظر ان تمام واقعات کا تذکرہ ممکن نہیں، صرف دو واقعات بطورِ مثال پیش کیے جا رہے ہیں۔ ۱۰/اپریل ۲۰۱۰ کو پاکستانی فوجی گن شپ ہیلی کاپٹروں نے خیبر ایجنسی، تیراہ کے علاقے سراویلا میں بم باری کی، جس کے نتیجے میں ۲۷ عورتیں، بچے اور مرد شہید ہو گئے۔ دو بم ایک فوجی امیر خان کے گھر پر گرے، جس کے نتیجے میں اُس کے اہل خانہ بھی شہید ہو گئے۔ آئی ایس پی آر کے تعلقات عامہ کے بریگیڈیئر عظمت نے کہا کہ ''عسکریت پسندوں کی ۴۵ پناہ گاہوں (bunkers) پر سو فیصد یقین کے بعد بم باری کی گئی اور اُنہیں تباہ کر دیا گیا'' (ڈان ۱۲/اپریل ۲۰۱۰)۔

جب کہ اسی عظمت ہی کے بقول بریگیڈیئر باسط نے زخمی ہونے والوں کو ہسپتال میں بیس بیس ہزار روپے دیے ہیں۔ اگر یہ واقعی عسکریت پسند تھے تو اُن کو فوجی امداد کیوں دی گئی؟؟؟ سچ تو یہ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے، اسی لیے تو یہ فوجی ہرکارے بار بار بیان بدلتے ہیں لیکن ان کے تمام بیانات پر اُن کے اُس وقت کے پردھان اشفاق کیانی نے ۱۸ اپریل ۲۰۱۰ء کو مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہوئے پانی پھیر دیا کہ ''ہم تیراہ کے کوکی خیل قبیلے سے فوج کی اس زیادتی پر معذرت خواہ ہیں''۔

خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے عالم گودر میں ۱۶ جنوری ۲۰۱۳ء کو سیکورٹی فورسز نے ۱۹ افراد کو شہید کر دیا۔ جن میں ایک ہی خاندان نے ۷ افراد بھی شامل تھے۔ شہید ہونے والوں میں سے ایک خاندان کے ورثا نے بتایا کہ سیکورٹی فورسز نے اُن کے گھر میں گھس کر معذور والد کو شہید کیا، پھر ۴ بھائیوں کو باری باری شہید کیا گیا۔ ان میں سے ایک فضل خالق ذہنی طور پر معذور تھا۔ جب کہ منہاج شہید درزی، حضرت علی شہید مزدور اور اظہر شہید نویں جماعت کا طالب علم تھا۔ ان شہدا کے لواحقین نے اس ظلم کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے شہدا کی میتوں گورنر ہاؤس پشاور کے سامنے دھرنا دے کر بیٹھ گئے ......اس موقع پر پشاور پولیس نے جذبۂ ترحم اور خداترسی کو لمحہ بھر کے لیے بھی قریب نہ پھٹکنے دیا، مظاہرین پر لاٹھی چارج کر کے، آنسو گیس کے گولے برسا کر اُنہیں منتشر کیا اور لاشوں پر واٹر گن کی فائرنگ کر کے اُنہیں قبضہ میں لے لیا۔ یہ صرف دو مثالیں ہیں جب کہ ایسے بیسیوں سانحات کی روداد یں سوات، مالاکنڈ ڈویژن، شمالی اور جنوبی وزیرستان، اورکزئی اور باجوڑ ایجنسی کے علاوہ خیبر اور کرم ایجنسی کی وادیوں میں زبان زدِ عام ہیں۔ پاکستانی فوج بھی اپنے آقاؤں، صلیبی افواج کی طرح پہلے خود ہی بم باری کر کے قبائل کے غیرت مندوں کے پیاروں کو شہید کرتی ہے اور بعد ازاں خود ہی پوری ڈھٹائی کے ساتھ معذرت خواہ ہو جاتی ہے۔ اگر ان کے اپنے گھروں پر بھی اسی طرح بم باری کرنے کے بعد 'معذرتی مذاق' کیا جائے تو وہ کیسا محسوس کریں گے؟؟؟

مساجدومدارس:

آج سے اڑھائی سال قبل مولانا فضل الرحمٰن [جی ہاں! یہ وہی صاحب ہیں جو آج کھُل کر ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے ''ہراول دستے'' کے یمین و یسار کا کردار نبھانے کے لیے پر تول رہے ہیں] نے کہا تھا کہ فوج نے قبائلی علاقوں میں ۲ سو

26 اکتوبر: صوبہ ہلمند ....ضلع سنگین......................مجاہدین کا ایک فوجی مرکز اور دو ٹینکوں پر الگ الگ حملہ......................8 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی

سے زائد مساجد ومدارس کو تباہ کیا...... جب کہ مجاہدین کے پیش کردہ اعداد وشمار کے مطابق صرف سوات ومالاکنڈ میں پاکستانی فوج نے ایک ہزار سے زائد مساجد ومدارس کو ویران اور ملیامیٹ کیا......سوات میں برسرپیکار طالبان رہ نما استاد فاتح نے ۴ سال قبل ادارہ السحاب سے گفتگو کرتے ہوئے کہا'' پاکستانی طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کو جہاں بھی مسجد نظر آتی ہے......تو پہلا نشانہ اسی کو بناتے ہیں،ان کو پتہ ہے کہ مسجد مسلمانوں کی نشانی ہے...... یہ اسلام کی نشانی ہے......تو سب سے پہلے یہ اسلام کی نشانی کو مٹاتے ہیں......آپ جس بھی درّے میں جائیں......جس علاقے جائیں......آپ کو مسجد شہید ہی نظر آئے گی۔جیسا کہ کچھ دن قبل انہوں نے تحصیل مٹہ میں ڈینیئ گاؤں میں بم باری کی...... وہاں تقریباً چودہ (۱۴) معصوم عورتیں اور بچے شہید ہو گئے......اور اس کے ساتھ مسجد کو بھی شہید کردیا۔اس کے علاوہ علاقہ شُور میں گَٹ کی مسجد پر دو مرتبہ بم باری کی گئی۔ایک مرتبہ معاہدے سے دو تین مہینے پہلے اور ایک مرتبہ اب اس پر دوبارہ بمباری کرکے اس کو مکمل شہید کردیا۔اس کے علاوہ کبل،مٹہ،چار باغ کے علاقوں میں بھی اور دوسری بہت سی جگہوں پر آپ جاکر دیکھ سکتے ہیں۔آپ جہاں بھی جائیں گے آپ کو ان خبیثوں کے ہاتھوں مسجد شہید ہی نظر آئے گی''۔

وزیرستان میں مدرسہ گلشن علم میران شاہ،مدرسہ خلیفہ میران شاہ،دارالعلوم نعمانیہ کانی گرم،مدرسہ نبراس العلوم مسجد حئ کلی،مسجد کانی گرم،مسجد لالے ڑائی،مسجد کڑمہ، مسجد سام،مسجد سروکئی،مدرسہ تعلیم القرآن سروکئی،مدرسہ گڑدائی رغزئی،مسجد سپینکئی رغزئی اور مسجد مری جانؔ ان سب مساجد اور مدارس کو صلیبی اتحادی پاکستانی فوج نے بم باری کرکے مسمار کیا......حالیہ فوجی آپریشن'' ضرب کذب'' میں شمالی وزیرستان کی شاید ہی کوئی مسجد ومدرسہ ایسا ہو جو پاکستانی جنگی جہازوں کی بم باریوں سے محفوظ و مامون رہ گیا ہو...... شمالی وزیرستان کی بستیوں،بازاروں کو تو اجاڑا ہی گیا لیکن وہاں موجود تمام مساجد ومدارس کو بھی کھنڈرات میں تبدیل کردیا......

اورکزئی میں تبلیغی مرکز پر بم باری:

۲۵ مارچ ۲۰۱۰ء کو پاکستانی فوجی گن شپ ہیلی کاپٹروں نے اورکزئی ایجنسی کے علاقے ماموزئی میں تبلیغی مرکز پر اندھا دھند بم باری کی،جس کے نتیجے میں ۷۰ سے زاید علما وطلبا شہید ہو گئے۔اسی طرح دیر،باجوڑ،خیبر،مہمند،کرم،شمالی وزیرستان میں ان کے بم بار جیٹ طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کا اولین ہدف علاقے میں موجود مدارس ومساجد ہی ہوتی ہیں......ایسے میں ہم کیوں نہ کہیں کہ پاکستانی فوج کا کردار کفار سے کہیں زیادہ بدتر ہے!

علمائے کرام کا قتل:

مساجد ومدارس کے ازلی دشمن،اصل میں تو دین اور شریعت کے دشمن ہیں اور اس دشمنی میں بالکل اندھے ہو چکے ہیں......اسی اندھے پن میں یہ علمائے حق کو منصوبہ بندی کے تحت نشانہ بناتے ہیں تاکہ جہاد کی حمایت اور مجاہدین کی نصرت کرنے کی تعلیمات عام کرنے والے علمائے دین کو'' قرار واقعی سزا'' دی جاسکے! شیخ القرآن والحدیث مولانا ولی اللہ کابل گرامی رحمہ اللہ اور شیخ الحدیث مولانا سلطان غنی عارف رحمہ اللہ کو سوات میں پاکستانی فوج نے جس بے دردی اور شقاوت سے شہید کیا اُس کی مثال نہیں ملتی! شیخ الحدیث مولانا نصیب خان صاحب رحمہ اللہ کو بھی آئی ایس آئی کے اہل کاروں نے اغوا کے بعد بدترین تشدد کا نشانہ بناکر شہید کیا...... پاکستانی خفیہ ایجنسیوں نے درجنوں علمائے حق کو شہید کیا،جن میں سے چند ایک کے نام گرامی یہ ہیں:

مفتی نظام الدین شامزئیؒ،مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ،مفتی عتیق الرحمٰنؒ،مولانا مفتی جمیل خانؒ،مولانا عبدالغفور ندیمؒ،مولانا اعظم طارقؒ،مولانا عبدالرشید غازیؒ،مولانا مقصود احمدؒ، علامہ علی شیر حیدریؒ،مولانا سعید احمد جلال پوریؒ،مولانا انعام اللہؒ،مفتی سعید احمد مردانیؒ، مولانا محمد امین اورکزئیؒ،مولانا عنایت اللہ شاہؒ،مولانا محمد بنوریؒ،مفتی عبدالسمیعؒ،مولانا اسلم شیخوپوریؒ،مولانا عبدالمجید دین پوریؒ،مولانا ارشاد اللہ عباسیؒ،مولانا عطا الرحمٰنؒ،مولانا نذیر احمد تونسویؒ،مولانا معراج الدین محسودؒ،مولانا محمد عالمؒ......

ڈرون حملے:

گزشتہ دس سال سے آزاد قبائل پر امریکی جاسوس طیاروں سے میزائل حملے تواتر سے جاری ہیں...... پاکستانی فوج کے خفیہ ادارے ان حملوں کے لیے جاسوسی معاونت فراہم کرتے ہیں اور اُنہی کی جانب سے نشان دہی کیے گئے اہداف پر ڈرون طیاروں کے ذریعے میزائل باری کی جاتی ہے،جب کہ پاکستانی ایئرفورس کے بیسز سے یہ ڈرون طیارے اڑانیں بھرتے ہیں،وہی سے کنٹرول کیے جاتے ہیں اور اپنے اہداف کو نشانہ بناکر وہی جا اُترتے ہیں......مجاہدین کے اعداد وشمار کے مطابق ۲۰۰۴ء سے اب تک آزاد قبائل میں ۵۳۹ ڈرون حملے کیے گئے......یاد رہے کہ یہ تعداد ان حملوں میں برسائے گئے'' ہیل فائر'' میزائلوں کی نہیں ہے بلکہ صرف ڈرون واقعات کی ہے،ان حملوں میں برسائے گئے میزائلوں کی تعداد یقینی طور پر ہزاروں تک جا پہنچتی ہے......کیونکہ ہر حملے میں کم از کم دو میزائل داغے جاتے ہیں جب کہ بیش تر اوقات کئی کئی میزائل کچے گھروندوں پر برسائے جاتے ہیں......ان حملوں میں مغربی ذرائع کے محتاط اندازوں کے مطابق ۳۴۴۰ افراد شہید ہو چکے ہیں...... پاکستانی حکمران ان حملوں پر احتجاج کی اداکاری کرتے نہیں تھکتے لیکن یہ بات اب کسی سے مخفی نہیں کہ ان حملوں کی میں پاکستانؔ امریکہ کا پوری طرح معاون و مددگار ہے......مغربی ذرائع ابلاغ میں آئے روز ایسی رپورٹیں شائع ہوتی رہتی ہیں جن میں نظامِ پاکستان کی اس منافقانہ پالیسی کا کچا چٹھا کھولا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ پاکستانی حکمرانوں [فوجی وسول] کے امریکہ سے کیے گئے خفیہ معاہدوں ہی کے نتیجے میں یہ میزائل حملے جاری ہیں......۲۰۱۱ء میں لندن میں بیورو آف

26 اکتوبر: صوبہ پکتیکا......................ضلع اندار......................مجاہدین کا پولیس اور ایف سی اہل کاروں پر حملہ......................4 فوجی ہلاک اور کئی زخمی

انویسٹی گیٹو جرنلزم کے ایک مطالعے میں کہا گیا ہے کہ ''گزشتہ سات سالوں میں اب تک سات سو چھتر (۵۷۶) عام افراد سمیت دو ہزار دو سو انتیس (۲۲۲۹) افراد ڈرون حملوں میں شہید ہو چکے ہیں جن میں ایک سو اڑسٹھ (۱۶۸) بچے بھی شامل ہیں''۔ یاد رہے کہ یہ آج سے تین سال پرانی بات ہے جب کہ اُس کے بعد صلیبی درندگی اور سفاکیت میں کمی کی بجائے اضافہ ہی ہوا ہے! یہ شہدا کی وہ تعداد ہے جو مغربی ذرائع ابلاغ سامنے لائے ہیں جب کہ مجاہدین کے ذرائع کے مطابق کم و بیش ۸ ہزار سے زائد افراد ان ڈرون حملوں میں شہید ہو چکے ہیں، جن میں ہزاروں بچے بھی شامل ہیں......آج یقینی طور پر پاکستانی فوجی افسروں اور خفیہ اداروں کے اہل کاروں کو بھی خوب احساس ہو چکا ہوگا کہ ڈرون طیاروں اور جنگی جہازوں کی بم باریوں میں جب کسی معصوم کلی کے چیتھڑے اڑتے ہیں تو اس کی ماں کے دل میں کیا گزرتی ہے......اور اس کے خاندان پر کیا قیامت ٹوٹتی ہے!

مہاجرین اور اُن کی حالتِ زار:

آج کم و بیش ۳۵ لاکھ قبائلی مسلمان، صلیبی اتحادی پاکستانی فوج کی اپنے آقاؤں کے ''ڈومور'' کے مطالبے پر عمل درآمد کے نتیجے میں دردر کی خاک چھان رہے ہیں......ان قبائلی مسلمانوں نے نصرت جہاد کا حق یوں ادا کیا کہ عصر حاضر کے تمام تر طواغیت کی نظروں میں کھٹکنے والے بے خانماں وغریب الدیار مجاہدین کے لیے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیے، اُنہیں ٹھکانے فراہم کیے اور اُن کی حفاظت کا حق ادا کیا......ساتھ ہی ساتھ کفر کے منہ زور اور چڑھتے طوفانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ''شریعت یا شہادت'' کو اپنا شعار بنایا......نصرتِ دین کا یہ عظیم عمل سرانجام دے کر وہ رب العالمین کے دربار میں یقینی طور پر مقامِ اعلیٰ حاصل کر گئے [اللہ تعالیٰ اُن کی قربانیوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے]......اُن کے اس عمل کی مالک الملک کی بارگاہ میں قبولیت کی بڑی نشانی یہ بھی ہے کہ اس کے بعد سے اُنہیں دشمنانِ خدا کی بر ہمی اور عتاب کا مسلسل سامنا ہے!

آج اُن کے گھر ویران ہیں، اُن کے بزرگ، ضعیف العمری، معذوری اور بیماری و لاچاری کے باوجود گھروں سے نکال دیے گئے ہیں، اُن کی باپردہ خواتین، جن کی ساری دنیا ہی اُن کی چار دیواری میں بسی ہوئی تھی، کیمپوں اور ٹینٹوں میں بے بسی اور بے کسی کی زندگی گزار رہی ہیں، اُن کے معصوم بچے، بھوک پیٹ، کپڑے لتے سے محروم شدید سرد موسم کے تھپیڑے کھاتے ہیں، بیماریوں کو گلے لگاتے ہیں اور اکثر و بیشتر سسک سسک کر اپنے والدین کی بانہوں میں ہی اپنی جان ہار دیتے ہیں! قبائلی مسلمانوں کے لیے یہ سب پاکستانی فوج کے ہی عطا کردہ ''تحفے'' ہیں!

لاپتہ افراد:

فوج کے خفیہ ادارے اپنے اور اپنے آقاؤں کے آگے سجدہ ریزی سے انکار کرنے والے ہزار ہا بندگان خدا کو غائب کر کے خفیہ عقوبت خانوں میں زندگی اور موت کی درمیانی کیفیت میں رکھے ہوئے ہیں......ان پر تاریک کوٹھڑیوں میں ظلم و تعدی کے وہ تمام حربے آزمائے جاتے ہیں جن کی موہوم سی تفصیل جان کر بھی کوئی 'صاحب دل' برداشت کا یارا نہ رکھ پائے!''خفیہ درندے'' سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک، جسم کے ہر حصّے پر ستم در ستم ڈھاتے ہیں......رافضی اور قادیانی اہل کاروں کا خاص طور پر تشدد و تعذیب کے فرائض سونپے جاتے ہیں جو مجاہدین کے جسموں پر عقوبت کے نت نئے طریقے آزماتے ہیں اور دورانِ تعذیب اُن کے حوصلے توڑنے اور عزائم پست کرنے کے لیے رب ذوالجلال، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی بدترین توہین کرنے سے بھی نہیں چُوکتے! یہ ظالمانہ سلسلہ مَردوں ہی تک یہ محدود نہیں رکھا جاتا بلکہ مجاہدین کی خواتین کو بھی بہیمانہ انداز سے تشدد و تعذیب کا نشانہ بنایا جاتا ہے......آج بھی بے شمار خواتینِ اسلام اِن خبثا کے خفیہ عقوبت خانوں میں محبُوس ہیں اور ان کی حیوانیت کا شکار بن رہی ہیں!

صرف وحشیانہ تشدد پر بس نہیں، بلکہ جب اپنی انتقام کی آگ میں زیادہ جلنے لگتے ہیں تو ان لاپتہ افراد کی تشدد زدہ لاشیں اور مسخ شدہ نعشیں پھینکنے کا سلسلہ دراز ہو جاتا ہے......جعلی مقابلوں میں شہید کرنے کے واقعات بڑھتے چلے جاتے ہیں......کھیتوں کھلیانوں، دریاؤں نہروں، سنسان شاہراہوں اور سڑکوں اور ویرانوں سے تشدد زدہ لاشیں تواتر سے ملنے لگتی ہیں! تحریک طالبان پاکستان کے مرکزی ترجمان محمد خراسانی حفظہ کے بقول ''صرف گزشتہ ایک سال میں ۶۰۰ سے زائد مجاہدین کو خفیہ ایجنسیوں کی قید میں شہید کیا گیا''۔

پھر یہ ایسے بے مہار اور سرکش ہیں کہ نہ کوئی قانون ان کی سفاک ہاتھوں کو روکتا ہے، نہ کوئی عدالت ان پر کسی قسم کی کوئی قدغن عائد کر سکتی ہے، نہ ''اعلیٰ جج صاحبان'' ان کی بازپُرس کر سکتے ہیں، نہ حکومتِ وقت ان کے آگے آواز اٹھا سکتی ہے، نہ کوئی ''انسانی حقوق'' کا علم بردار ان سے سوال کر سکتا ہے، نہ کسی مذہبی و سیاسی لیڈر میں اتنی ہمت ہے کہ ان کے سامنے کھڑا ہو کر ''مذمتی بیان'' ہی داغ دے......سب کے سب ''خاکیوں'' کے رعب سے خاک میں مل کر رہ جاتے ہیں......لیکن کب تک؟ آخر کب تک؟ اللہ پاک کی بے آواز لاٹھی جب سروں پر برسنے لگتی ہے تو پھر اتنا صبر تو کرنا ہی چاہیے جتنے ظلم ڈھائے ہیں!

ہم ان سطور کے ذریعے پاکستانی فوج کے منہ زور جرنیلوں اور اہل کاروں کو بارہا متنبہ کر چکے ہیں، آج کے حالات میں وہی تنبیہ دوبارہ کیے دیتے ہیں کہ چوٹ کھانے کے بعد شاید ان کی عقل کسی معقول بات کو قبول کر لے! لکھنے والے لکھ رہے ہیں اور اعمال نامہ مرتب کرنے والوں سے کوتاہی کا ارتکاب ہونا ممکن ہی نہیں......فوجی جرنیل، خفیہ ادارے اور ان کے اہل کار اپنے دفترِ عمل میں جتنا ظلم لکھوا سکتے ہیں لکھوا لیں......لیکن ایک بات مت بھولیں کہ ظلم اُتنا ہی ڈھائیں جس کا آخرت میں بھی حساب دے سکیں اور یہاں بھی مجاہدین کے ہاتھ لگنے کے بعد اُس کو برداشت کر سکیں!!!

☆☆☆☆☆

26 اکتوبر: صوبہ بدخشاں......ضلع وردوج......مجاہدین کا متعدد چوکیوں پر حملہ کر کے......10 فوجی اہل کار ہلاک اور کئی زخمی......17 اہل کار گرفتار

کیا تم لامتناہی امریکی جنگ پاکستان کے اندر لڑنے کی سکت رکھتے ہو؟

رب نواز فاروقی

۷ دسمبر سے ۳۱ دسمبر تک پندرہ دنوں میں پاکستان کی فوج، رینجرز، پولیس اور خفیہ اداروں نے پہلے سے گرفتار اڑھائی سو کے لگ بھگ مجاہدین کو خفیہ جیلوں سے نکال نکال کر 'جعلی مقابلوں' میں شہید کیا...... کوہاٹ، پشاور، خیبر ایجنسی، ہنگو، چارسدہ، گجرات اور کراچی میں ظلم کے یہ پہاڑ توڑے گئے...... صلیبی غلام پاکستانی فوج کے سابق چیف پرویز کو قتل کرنے کی کوشش کرنے والے اور جی ایچ کیو میں امریکی غلاموں پر زندگی تنگ کرنے والے ۷ مجاہدین کو پھانسی دے کر شہید کر دیا گیا ہے اور مزید بھی بیسیوں مجاہدین کو جلد ہی پھانسی دینے کا عندیہ ظاہر کیا گیا ہے...... ملک کے طول و عرض سے افغانستان کے مہاجرین اور زندگی کے کسی بھی دور میں کہیں بھی جہاد کرنے والے 'فورتھ شیڈول' لگے مجاہدین کے رشتہ داروں کو ہراساں کیا جا رہا ہے...... فوج نے 'فوجی عدالتیں' بنانے اور ان کے ذریعے گرفتار شدہ مجاہدین کو سزائیں دینے کے لیے تمام سیاسی تیمیوں سے 'اجازت' لے لی ہے...... یہ منظر نامہ ہے لا الٰہ الا اللہ کے نام پر بننے والے ملک، پاکستان کا!

پاکستان کے حکمرانوں اور جرنیلوں نے مسلسل لا الٰہ الا اللہ کے مقصد کے ساتھ غداری کی اور مُلک کے نظام کو انگریزوں کے بنائے ہوئے اصول وقواعد پر ہی چلایا...... سیاست، معیشت، عدالت، فوج، تعلیم، ذرائع ابلاغ تمام شعبہ ہائے زندگی کو 'غیر اللہ' کے بنائے ہوئے نظام زندگی پر استوار کیا اور ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو دنیا میں قائم واحد اسلامی امارت، افغانستان پر امریکہ کی قیادت میں دنیا کے اٹھاون بدمعاشوں نے حملہ کر دیا اور نظام پاکستان اس امریکی جنگ میں امریکہ کا 'فرنٹ لائن اتحادی' بن گیا۔ ۱۳ سالوں میں فوجی جرنیل 'کروڑ کمانڈر' کے لقب سے نوازے گئے...... ۱۳/ارب ڈالرز اب تک امریکہ سے اپنی 'ایمان فروشی' کے بدلے لے چکے ہیں اور ہزاروں فوجیوں اور سیکورٹی اہل کاروں کو صلیبی دیوی کی بھینٹ چڑھا چکے ہیں...... لمحۂ موجود میں صورت حال یہ ہے کہ امریکہ نے دسمبر ۲۰۱۴ء تک اپنا انخلا مکمل کرنے کا اعلان کر رکھا تھا کہ راحیل شریف اور افغانی غلاموں کی تنہا نہ چھوڑ کر جانے کی منت وسماجت بلکہ آہ وزاری سے مزید ایک سال 'کچھ فوج' رکھنے پر آمادہ ہو گیا...... جب کہ اس کے اتحادی نیٹو نے ۲۸ دسمبر ۲۰۱۴ء کو اپنا مشن '' کامیابی '' سے مکمل کرنے کا خفیہ مقام پر جشن منایا اور گھر کی راہ لی!

اس منظر نامے میں پاکستانی فوج ۱۳ سال مسلسل مار کھانے اور پٹنے کے بعد پھر سے تازہ دم ہو کر امریکہ کی غلامی کا قول نبھانے کے لیے میدان عمل میں کُود دی ہے اور پورے مُلک میں جنگی ماحول پیدا کرنے کے لیے کوشاں ہے...... بہانہ یہ بنایا گیا ہے کہ پشاور میں آرمی پبلک سکول میں ہمارے بچوں کو مجاہدین نے مارا ہے، اس سلسلے میں تحریک طالبان پاکستان کے ترجمان محمد خراسانی نے [جنہوں نے اس عملیہ کی ذمہ داری بھی قبول کی تھی] تفصیلی وضاحت کی ہے کہ وہاں میڈیکل کے حوالے سے کوئی سپیشل کورس ہو رہا تھا اس کورس کو کروانے والے فوجی افسران ہمارے حملے میں نشانہ تھے اور ان کے علاوہ ہم نے صرف آرمی آفیسرز کے 'مونچھوں والے بچوں' کو مارا ہے...... شریعت مطہرہ سے انہوں نے بنو قریظہ کے قتل کی نظیر پیش کی۔ انہوں نے یہ وضاحت بھی پیش کی کہ چھوٹے اور سول لوگوں کے بچے آرمی کی اپنی فائرنگ سے ہلاک ہوئے، ہم آخری وقت تک عملیہ میں شریک بھائیوں سے رابطے میں تھے اور وہ ہماری ہدایات پر عمل کر رہے تھے...... جن حملہ آور مجاہدین کی تصاویر میڈیا میں پیش کی گئیں ان میں سے تین کئی ماہ پہلے سے گرفتار تھے جنہیں چند روز قبل خفیہ جیل سے نکال کر فوج نے شہید کیا اور ۴ دسمبر کو بعض اخبارات میں ان کی تصاویر بھی شائع ہو چکیں ہیں۔

زمینی فاصلے اور وسائل کی عدم دستیابی کے باعث مجاہد قیادت کا آپس میں فوری رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے میڈیا میں آنے والی خبروں کہ '' سکول پر حملہ ہوا ہے اور بچے مارے گئے ہیں '' کی بنیاد پر امارت اسلامی افغانستان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ اور جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کے ترجمان استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ نے فوری طور پر اس حملے کی مذمت کی اور کہا کہ مجاہدین بچوں کو قتل نہیں کرتے۔

اس امر میں تو کوئی دوسری رائے نہیں کہ امارت اسلامی افغانستان اور پھر قبائل خراسان اور پاکستان کے ایک ایک چپے پر فوج نے جو ظلم وستم اللہ پاک کے مخلص بندوں پر ڈھائے...... ان جرائم کی بنا پر علمائے جہاد نے اسے 'محارب' قرار دے رکھا ہے لیکن ان محاربین کی اولاد بھی محارب ہے، اس بارے علمائے جہاد کے مفصل فتاویٰ کے سبھی مخلص مسلمان متقاضی ہیں کہ وہ موجودہ محاربین کی اولاد کے حوالے سے شریعت مطہرہ کی روشنی میں کیا رہنمائی کرتے ہیں...... اس عملیہ سے اگلے روز معروف سیکولر اخبار جنگ میں حذیفہ رحمان کی ایک رپورٹ شائع ہوئی جس میں کہا گیا کہ '' حملہ آوروں کے پاس باقاعدہ فہرستیں تھیں اور وہ چن چن کر مار رہے تھے اور اعلیٰ آرمی افسران کے لڑکے بھی اس حملہ میں مارے گئے جن کے نام خفیہ رکھے جا رہے ہیں ''......

پاکستانی فوج کے جرائم پر مجاہدین وقتاً فوقتاً اپنے رسائل وجرائد اور نشریات

27 اکتوبر: صوبہ پکتیکا......................ضلع احمد آباد......................14 افغان فوجیوں کا مجاہدین کی صفوں میں شمولیت کا اعلان

میں تفاصیل بتاتے رہے ہیں اور اس ماہ کے شمارے میں بھی الگ سے ان جرائم پر دو تحریریں شامل ہیں......نیز فوج کے قیام سے اب تک کی مفصل تاریخ اور نظریات' استاد احمد فاروق حفظہ اللہ تعالیٰ نے دو اقساط پر مبنی ''یہ کس کی فوج ہے؟'' اور ''شیطانی مثلث'' میں بیان کی ہے......دلچسپی رکھنے والے حضرات ضرور ان سے استفادہ کریں۔

مجاہدین فی سبیل اللہ کی دعوت وہی دعوت ہے جو تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور سیدنا و مولٰنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہے، دین کے پانچوں شعبوں ایمانیات، عبادات، معاملات، معاشرت اور آداب و اخلاق کی طرف دعوت، جس میں ذاتی زندگیوں کا تزکیہ اور تربیت بھی ہے اور اجتماعی زندگی کو شریعت مطہرہ پر چلانے کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام اور حفاظت بھی ہے۔ سیدنا ربیع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رستم کے دربار میں اسلام کی دعوت کا خلاصہ پیش فرماتے ہوئے کہا تھا:

ان اللہ ابتعثنالنخرج العباد من عبادة العباد الی عبادة رب العباد

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لیے بھیجا ہے کہ ہم بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر بندوں کی رب کی بندگی میں لگا دیں''......

بس سیدنا ربیع بن عامر رضی اللہ عنہ کا یہی جملہ مجاہدین کی دعوت کا خلاصہ ہے!

حقیقت یہ ہے کہ مجاہدین نے شریعت پر عمل ہی کو اپنا شعار بنایا اسی لیے پاکستان بھر میں اکا دکا واقعات ہی ایسے نظر آتے ہیں جہاں شرعی حوالے سے کچھ جھول رہ گیا ہو......اس پر بھی مجاہدین کی قیادت نے سخت باز پرس کی......جب کہ دوسری جانب اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو بلوچوں کی آزادی کی تحریک شریعت تو شریعت رہی کسی قاعدے ضابطے کی پابند نہیں......اس لیے فوج کی دشمنی ''پنجاب دشمنی'' کی صورت اختیار کر گئی اور نتیجتاً کوئٹہ شہر کے تمام حجام ایک ایک کر کے دھماکوں کی نذر ہو گئے، بسوں سے لوگوں کو اتار اتار کر پنجاب کے پتوں والے شناختی کارڈ رکھنے والوں کو مارا جاتا رہا......لیکن یہ سب کچھ نہ کبھی میڈیا کا موضوع اولین بنا اور نہ ہی کبھی یہاں کے بولنے اور سوچنے والے طبقے کا!......کیوں؟ اس لیے کہ وہ سیکولر ہیں اور ان کا دین سے تعلق نہیں اور ان کے اعمال کی تشہیر سے سیکولرز کی اصلیت کھلتی ہے اور ان کے ''کارناموں'' سے اسلام اور مسلمانوں پر کیچڑ اچھالنے کا موقع نہیں ملتا......اس لیے ان کے ایسے کاموں کی خبریں بھی بقدرِ اشکِ بلبل ہی آتیں ہیں......لیکن اس کے برعکس پنجاب کے عوام کے لیے مجاہدین کسی نعمت خداوندی سے کم نہیں کہ پنجاب سے فوجیوں کے کانوائے مسلسل جاتے رہے لیکن کبھی مجاہدین نے اس کو قوم پرستی کا رُخ نہیں دیا اور نہ ہی عوام کا یہ ذہن بننے دیا کہ پنجابی استعمار تمہارا دشمن ہے......اور یہ ہو بھی کیسے سکتا تھا کہ شریعت کے قیام کے لیے جہاد جیسی مقدس عبادت میں مصروف مجاہدین، عصبیت ایسی گندی باتوں اور نعروں سے کیسے رغبت رکھ سکتے ہیں؟

آج میڈیا، سیاست دان، مذہبی جمہوری جماعتوں کی قیادت مجاہدین کے خلاف فوج کی تازہ دم امریکی جنگ کی پشت پر کھڑے ہیں اور مسلسل اس کی پیٹھ تھپتھپا رہے ہیں کہ 'چڑھ جا بچہ سولی رام بھلی کرے گا'......لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جس قدر امریکی غلام فوج کی طرف سے جنگ میں شدت آئے گی اسی قدر مجاہدین کی کارروائیوں میں بھی شدت آئے گی......آج اس نظام سے بیسیوں فدائی تو سنبھالے نہیں جاتے اور جب سیکڑوں نہیں ہزاروں فدائی، سبھی کے سبھی اِدھر کا رُخ کیے ہوئے ہوں گے تو کیسے سنبھالو گے؟؟

سات لاکھ بری فوج اور تین لاکھ فضائی اور بحری فوج اور سات لاکھ کے قریب رینجرز اور پولیس کے ملازمین اور لاکھ ڈیڑھ لاکھ خفیہ اداروں کے ملازمین پورے جذبے اور ولولے سے 'صلیبی جنگ' میں پُھرتیاں دکھانے کے لیے بے قرار ہوں گے تو یہ اٹھارہ لاکھ ملازم اور ہر کسی کے ساتھ اوسطاً چار افراد خانہ بھی ہوں تو صرف نوے لاکھ کی نفری یہ بن جاتی ہے......اسی طرح اگر حکومت میں شامل افراد، وزرا، ان جماعتوں کی قیادتیں جو لہک لہک کر راحیل کے ساتھ فوٹو سیشن کروا رہے ہیں، میڈیا گروپس اور وہ تمام افراد جو اس امریکی جنگ کو لڑنے، پھلانے اور گلی کوچوں تک لے جانے کے نعرے لگا رہے ہیں، اس جنگ میں شامل سمجھے جائیں گے اور سبھی کو ''حصّہ بقدر جثہ'' ملنے کا قوی امکان ہوگا......اس لیے ابھی ٹھنڈے دل سے غور کر لو کہ کیا تم اس امریکی جنگ کی خاطر اپنی زندگیوں کو اجیرن بنانا چاہتے ہو؟ کیا امریکہ کی خاطر اپنی اور اپنے چاہنے والوں کی جانوں کو قربان کرنے پر آمادہ ہو؟ کیا تمہارے پاس امریکہ سے زیادہ ٹیکنالوجی اور وسائل ہیں؟

یاد رکھو! تم جس جنگ کے الاؤ بھڑکا رہے ہو وہ پھر تمہارے قابو آنے والی نہیں......اس لیے ابھی سوچ لو! تمہارا باپ امریکہ اپنے اٹھاون اتحادیوں سمیت ہمسائے میں افغانستان سے رخصت ہوا چاہتا ہے اور یہ مجاہدین بھی سبھی کے سبھی وہی ہیں جنہوں نے ایمانی جرات و استقامت انہی غیور مردان کوہستاں سے سیکھی ہے......آخری بات، کان لگا کے سنو! افغانستان آنے والے صلیبیوں سے بھی اللہ کے عاجز و مسکین بندے مسلسل یہ کہتے رہے کہ اسلحہ کا مقابلہ اسلحہ سے ہو تو جیت تمہاری، وسائل کا مقابلہ وسائل سے ہو تو تم کامیاب، ٹیکنالوجی، ٹیکنالوجی سے ٹکرائے تو تم ناقابل شکست......لیکن تم مالکِ کائنات سے ٹکرا رہے ہو کیا اس جنگ میں تم کامیاب ہو سکو گے؟

☆☆☆☆☆

27 اکتوبر: قندوز......................فدائی مجاہد کا قندوز شہر کی عدالت میں شہیدی حملہ......................11 سرکاری وکیل، 12 پولیس اہلکار ہلاک......................28 زخمی

میڈیا صلیبی جنگ کا ہراول دستہ ہے!

خباب اسماعیل

تیرہ سال قبل اس خطے کے مسلمانوں کے خلاف صلیبی لشکر کشی کا آغاز ہوتو عسکری محاذ کے ساتھ ساتھ فکری، ذہنی اور تمدنی دائروں میں بھی امت کو ہمیشہ کے لیے مغلوبیت کے رنگ میں رنگنے اور کفار کے غلبہ کو دل وجان سے قبول کرنے کے لیے ''آزاد اور غیر جانب دار'' میڈیا کی طرح ڈالی گئی......نت نئے ٹی وی چینلز پر ''اینکرز اور مہمان'' نام کی مخلوق متعارف کروائی گئی جو سر شام مسلمانوں کے گھروں میں ''اُترتی'' ہے اور رات گئے تک اُن کے ذہنوں میں دنیا جہاں کا خناس بھر کر اگلی شام ''پھر ملیں گے'' کا وعدہ کر کے رخصت ہوتی ہے......صبح جب آنکھ کھلتی ہے تو ذہن کے کواڑ کھلنے سے پہلے ''آزاد صحافت'' کی ایک اور صنف [اخبار] ہاتھوں میں موجود ہوتا ہے......اُس میں موجود تجزیے، تبصرے، کالم اور خبریں' گزری رات ذہنوں میں گھولے زہر کو مزید زہریلا کرتی چلی جاتی ہیں......

ذرائع ابلاغ پر ہونے والی صلیبی سرمایہ کاری اب راز کی بات نہیں رہی......میڈیا کو اپنی ڈھب پر استوار کرنے اور چلانے کے لیے 'میڈیا ہاؤسز' کے لیے ڈالروں پر مشتمل ''گنگا جل'' کے دھارے ہر لمحے پھوٹتے ہیں اور 'میڈیا انڈسٹری' کو ''سیراب'' کرتے ہیں......پورا کا پورا میڈیا ہی عالمی دجالی قوتوں کے زیر تسلط ہے اور اس سے نشر ہونے والے حرف حرف کی قیمت وصولی جاتی ہے......اسی لیے پاکستانی ذرائع ابلاغ اس قوم کو ذہنی پستیوں میں دھکیلنے، فکری غلامی کی جکڑ بندیوں کے شکنجے مضبوط سے مضبوط کسنے، دین کا حلیہ بگاڑنے، صلیبی آقاؤں کی چاپلوسی کرنے، بدمعاش جرنیلوں اور صلیبی غلام سیاست دانوں، جاگیرداروں کے چنگل میں 'راضی برضا' رہنے کا سبق ازبر کروانے اور جہاد و مجاہدین سے متنفر و بےزار کرنے کا سب سے بڑا اور موثر ذریعہ قرار پاتے ہیں......

صلیبی اتحادیوں کے مظالم پر ہُو کا عالم:

یہی وجہ ہے کہ افغانستان اور پاکستان میں تیرہ سالوں سے بربادی اور غارت گری کا کھیل کھیلنے والی نیٹو افواج اور پاکستانی فوج کے ڈھائے جانے والے مظالم پر ذرائع ابلاغ میں کسی قسم کا ''سیاپا'' نظر نہیں آیا......اخبارات کی بین کرتی سرخیاں، 'نیوز بلیٹن' کی چیختی چنگھاڑتی ہیڈ لائنز، کف اڑاتے مدہوش تجزیہ نگار، دانش و بینش کے دشمن ''دانش مندوں'' کی سینہ فگاریاں، یہ سب کہیں ڈھونڈے بھی نہیں ملتا......لیکن مجاہدین کے خلاف فضا ہموار کرنی ہو تو مجاہدین کی طرف سے کسی بھی فدائی عملیہ کے بعد یا ظالموں کا ناطقہ بند کر دینے والی کارروائی کے بعد مجاہدین کے خلاف منفی پروپیگنڈا زور و شور سے دہرایا جانے لگتا ہے۔

وہی گھسے پٹے الزامات، ویسا ہی لب و لہجہ، وہی وطنیت اور قومیت کے زہر میں گھلے ہوئے، تصورِ امت کی بیخ کنی کرنے والے خیالات و افکار اور وہی اسلام اور جہاد دشمنی پر مبنی تجزیات اور تبصروں سے ہر ٹی وی چینل اور ہر اخبار کے صفحات بھرے نظر آنے لگتے ہیں۔ چونکہ ان ذرائع ابلاغ کی ''معیشت'' کا کُل انحصار صلیبی ٹکڑوں پر ہے لہٰذا اس حق نمک ادا کرنے میں یہ کسی تساہل اور سستی سے کام نہیں لیتے کہ مبادا ''پیکج'' اور مراعات میں کمی ہی نہ کر دی جائے!

ان کی ساری جرات، بے باکی، دلیری، ہمت اور غیر جانب داری آئی ایس پی آر کی ایک پریس ریلیز کی مار ہوتی ہے! ''ضرب کذب'' کو شروع ہوئے چھ ماہ سے زائد ہو چکے ہیں......ہر روز کی ''بریکنگ نیوز'' اور اخبارات کی سرخیوں میں ''درجنوں ملکی و غیر ملکی دہشت گردوں کی ہلاکت'' کی خبریں دی جارہی ہیں......کسی سورما صحافی میں اتنی ہمت نہیں کہ جرنیلی ٹولے سے دریافت کر سکے کہ ان ''دہشت گردوں'' کی کوئی تصویر، کوئی لاش، کوئی شواہد......کچھ تو دکھا دیجیے کہ گھسی پٹی خبروں اور یکسانیت سے بھرپور 'خاکی' کہانیاں کہاں تک چلائیں......لیکن مجال ہے کہ بوٹوں کے خوف میں گھگھیاتے صحافی ایسا کوئی حرف بھی نوکِ زبان پر لے آئیں!

آج کسی اخبار کا صحافی یا اینکر پرسن فوجی اداروں اور خفیہ ایجنسی سے یہ سوال کرنے کی جرات نہیں کر سکتا کہ ''وہ جن کی کمر توڑ دی گئی تھی'' اور جن کے متعلّق دعوے کیے گئے تھے کہ ''منظّم حملوں کی صلاحیت ختم کر دی ہے''......اُنہوں نے چند ہی گھنٹوں میں فوجی بیرکوں سے لے کر خاکی محلات تک صف ماتم کیسے بچھا دی؟ کمر کس کی ٹوٹی؟ بزدلوں اور کم ہمتوں کی طرح اور عورتوں کی مانند بین کون کر رہا، ٹسوے کون بہا رہا ہے؟ وہ جن کی آبادیاں تہس نہس کر دی گئیں، بستیوں کی بستیاں ویرانی میں قبرستان کے مشابہ بنا دی گئیں، اُن کی آواز تو کسی ٹی وی چینل نے سنائی نہ ہی اُن کا غم کسی اخبار کی سطور میں ہی بیان ہوا......وہاں کے متعلّق تو ''اتنے مار دیے'' کی خبریں یوں دی جاتی رہیں جیسے پھل سبزی کے بھاؤ کی فہرستیں شائع کی جاتی ہیں! لیکن اس کے باوجود وہ صبر و عزیمت کے پہاڑ بن کر خاموشی سے اپنے پیاروں اور راج دلاروں کو دفنا کر محض اپنے رب ہی سے فریاد کرتے رہے!!!

کہتے ہیں کہ ''وہاں مارے جانے والے سب کے سب دہشت گرد

27 اکتوبر: صوبہ ننگرہار......ضلع دہ بالا......مجاہدین کا ایک فوجی چوکی پر حملہ......3 جنگ جو ہلاک اور کئی زخمی

ہیں‘‘.....کوئی ان سے پوچھے کہ جنہیں زمین پر’’دہشت گردوں‘‘ کی آمد کی خبر نہیں ہوتی، کیسے یقین کرلیا جائے کہ انہوں نے ہزاروں فٹ کی بلندی سے’’دہشت گردوں‘‘ ہی کو نشانہ بنایا ہوگا؟ ایسے میں اب’’وقار‘‘ کے گھر تک بات آئی ہے تو سوگ بھی ہے، ماتم بھی ہے اور پورے ملک میں غم واندوہ کی فضا بھی!!!

مجاھدین کے خلاف شرانگیزیاں:

پشاور واقعہ کے بعد بھی میڈیا کے پاکستانی قوم کو ایسی ہی ہذیانی و ہیجانی کیفیت میں مبتلا کردیا.....ان ذرائع ابلاغ نے سچّائی سے تو ویسے ہی ازلی دشمنی پال رکھی ہے..... میڈیا کا سارا کاروبار ہی جھوٹ، فریب، مکر، دھوکے اور آنکھوں میں دھول جھونکنے کی بنیاد پر’روزافزوں ترقی‘‘ کررہا ہے.....اِنہی’’ہتھیاروں‘ سے مسلح ہوکر’’میڈیائی دہشت گرد‘، جہاد اور مجاہدین کے خلاف میدان سجائے ہوئے ہیں.....ان کے بیان کردہ ’’حقائق‘‘ تضادات سے بھرے ہوئے، ان کے نشر کردہ خبریں باہم متناقض و متنافس، ان کے تجزیے بے جوڑ اور سچ سے عاری، ان کے دلائل لایعنی و بے معنی لفاظی کا مرقع اور ان کے چیخ و پکار کے مناظر کسی ذہنی بیمار کی یاوہ گوئیوں سے زیادہ کچھ نہیں!

پشاور واقعہ نے خاکیوں کی سٹّی تو گم ہی کردی، اسی بنا پر وہ تضادات و تناقصات سے بھرپور’’سچ‘‘، جیسے جیسے میڈیا کو فراہم کرتے رہے، میڈیا’’جھلّوں‘‘ کی طرح لہک لہک کر اُسی’’سچ‘‘ کو’’مصالحے‘‘ لگا کر پیش کرتا رہا.....اس حملے کے چند ہی گھنٹوں بعد آئی ایس پی آر کے ڈائریکٹر عاصم باجوہ نے برطانوی اخبار’ڈیلی میل‘ کو انٹرویو میں بتایا کہ’’تمام خودکش حملہ آوروں نے خود کو دھماکے سے اڑا لیا‘‘...... جب کہ کچھ ہی دیر بعد میڈیا کو’’خودکش حملہ آوروں‘‘ کی لاشوں کی جو تصاویر جاری کی گئیں اُن میں سے کسی ایک کو دیکھ کر بھی نہیں کہا جاسکتا کہ’’اس نے خود کو بارودی جیکٹ سے اڑایا ہوگا‘‘......میڈیا کو حملہ آوروں کی فراہم کی گئی تمام تصاویر اُن مجاہدین کی تھیں جنہیں ۳ دسمبر کو خیبر ایجنسی میں پاکستانی فوج نے شہید کردیا تھا.....اب یہ آئی ایس پی آر ہی کا’’کرشمہ‘‘ تھا کہ دنیا سے گزر جانے والوں کو واپس لا کر حملہ آور بنایا گیا!!! اور اس’’کرشمہ‘‘ کو’چار چاند‘ لگانے والے اندھے گونگے بہرے میڈیا کی’’کریڈیبلٹی‘‘ جوں کی توں رہی!!!

طالبان کے لیے گواھیاں:

آج طالبان مجاہدین کی کردارکشی کے لیے میڈیا میں ہر طرح کے’’نابغے‘‘ زور آزمائی میں مصروف ہیں.....لیکن مجاہدین کے کردار و عمل کو جانچنا ہے اور اُن کے اخلاص، ہمدردی، غم گساری، شفقت اور درمندی کی گواہیاں لینے کی سچّی نیت ہو تو زیادہ تگ و دو کرنے کی ضرورت نہیں! اسلامیہ کالج پشاور کے پرنسپل پروفیسر اجمل خان سے جا کر پوچھ لیجیے! وہ مجاہدین کے اخلاق عالیہ کے حوالے سے کیسے شاندار الفاظ میں گواہی دیتے ہیں.....پنجاب اسمبلی کے رکن رانا جمیل کے ساتھ کسی شام چائے کی میز پر یہ موضوع چھیڑ دیکھیے! وہ مجاہدین کی تواضع، اخلاص، صدق اور ایثار کی شہادت فراہم کرنے سے ذرا نہیں جھجکیں گے ...... اے این پی بلوچستان کے سابق صدر ارباب ظاہر کاسی سے دریافت کرلیجیے! وہ مجاہدین کے حسن اخلاق اور بلند کردار و عمل کی توثیق و تائید کریں گے...... یہ تمام وہ افراد ہیں جو مہینوں اور سالوں تک مجاہدین کے پاس بطور قیدی موجود رہے ہیں......اِنہوں نے مجاہدین کے شب و روز، اُن کی چلت پھرت، میل ملاقات، لین دین، معاملات و تعلقات، اخلاق و اوصاف کا قریب سے مشاہدہ کیا ہے......مجاہدین کے کردار پر دجالی میڈیا کی جانب سے ڈالی جانے والی گرد سے ذہنوں کو پراگندہ ہونے سے بچائیں اور ان’قیدیوں‘ سے اصل احوال معلوم کریں تو سوچ و فکر پر لگی ساری گرہیں اور گتھیاں سلجھتی چلی جائیں گی!

ذرائع ابلاغ بھی ھدف ھیں:

میڈیا کے اس سارے کردار نے واضح کردیا ہے کہ فی الاصل ذرائع ابلاغ کی آنکھ میں خنزیر کا بال ہے، جو اِنہیں ہر صداقت کو’کذب‘ بنا کر دکھاتا ہے اور ہر تزویر اور دروغ کو’’معتبر اور صواب‘ بنا کر پیش کرتا ہے......لہٰذا ہم پہلے بھی کہتے آئے ہیں اور اب بھی بلا جھجک اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں ’رویبضہ‘ قرار پانے والے ان مفسدین کا مجاہدین کے پاس وہی علاج ہے‘ جو قرآن کریم نے سکھلایا ہے......قرآن مجید نے مدینہ منورہ کے شریر اور مفسد’’ذرائع ابلاغ‘‘ کے بارے میں جو کچھ فیصلہ فرمایا، وہی آج کے سرکش اور دین سے باغی میڈیا کے لیے بھی نافذ العمل ہوگا......وہ فیصلہ قرآن مجید کے الفاظ میں اس طرح ہے......

وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلاً ۝ مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلاً

(الاحزاب: ۶۰، ۶۱)

’’اور لوگ جو مدینہ میں غلط افواہیں اڑانے والے ہیں باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان کی (تباہی) پر مسلط کردیں گے پھر تو وہ چند دن ہی آپ کے ساتھ اس (شہر) میں رہ سکیں گے۔ ان پر پھٹکار برسائی گئی، جہاں بھی مل جائیں پکڑے جائیں اور خوب ٹکڑے ٹکڑے کردیے جائیں‘‘۔

☆☆☆☆☆

’’صرف پاکستان نہیں، بلکہ یہ کاروانِ جہاد ہندوستانی خونی لکیروں کو روندتا ہوا دہلی تک جائے گا! اور جان لو! ہمارے پاس ایسے دیوانے بھی ہیں، جو دہلی سے بھی آگے بڑھ کر ڈھاکہ اور برما تک اسلامی نظام کی بہاریں لے جانے کا عزم رکھتے ہیں‘‘۔

امیر جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

03 نومبر: صوبہ زابل......ضلع قلات......مجاہدین کا نیٹو سپلائی قافلے پر حملہ......20 گاڑیاں تباہ اور کئی فوجی ہلاک

جمہوری 'قوتوں' کے ہاتھوں فوجی عدالتوں کا قیام

سید معاویہ حسین بخاری

الحمد للہ ہر گزرتے دن کے ساتھ، بہت تیزی سے نہ صرف جمہوریت اور جمہوری جماعتوں بلکہ پورے مسلط طاغوتی نظام کے چہرے سے نقاب سرک رہا ہے اور وہ بہت سی حقیقتیں جو پہلے صرف اہل نظر پر عیاں تھیں اور وہی بتلایا اور سمجھایا کرتے تھے اب ہر دیکھنے والی آنکھ کو نظر آرہی ہیں۔ ترکی، الجزائر کے بعد مصر، بنگلہ دیش اور اب پاکستان میں بھی امریکی آقا نے جمہوریوں ہی کو استعمال کرتے ہوئے فوج کو عملاً اقتدار پر قبضہ کروایا......کہاں جمہوریت اور اس کے دعوے دار اور کہاں فوجی عدالتیں اور کہاں بات بات پر '' آئین آئین'' کرتے مذہب کے نام پر سیاست کرنے والے اور کہاں فوجی عدالتیں سبھی کو یک زبان کر دیا گیا کہ '' فوجی عدالتوں کے بغیر دہشت گردی پر قابو پانا ممکن نہیں تھا اس لیے مجبوراً یہ فیصلہ کرنا پڑا''......اس حمام میں کیا مذہبی جمہورے اور کیا سیکولر جمہورے سبھی متفقہ طور پر '' برہنہ پائی'' پر مجبور کیے گئے کہ تمہیں ہر حال میں یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ اب مجاہدین کے بارے فیصلے 'فوجی' ہی کریں گے۔

ہم گزشتہ شماروں میں یہ عرض کر چکے ہیں کہ امریکہ نے یہ اصولی فیصلہ کر لیا ہے کہ اب صلیبی جنگ کے پاکستانی محاذ پر عملاً کمان فوج ہی کے ہاتھوں میں ہوگی، جمہوری حکومت اور اس کے تمام ادارے اس کے اقدامات پر مہر تصدیق ثبت کریں گے اب جمہوری جماعتوں کے حالیہ فیصلہ سے ایک اور حقیقت بھی عیاں ہوگئی کہ صرف حکومت ہی نہیں بلکہ تمام کی تمام جمہوری جماعتیں 'کنٹرولڈ' بھی ہیں اور 'مینج ایبل' بھی، وہی کچھ کہنے اور کرنے پر مجبور ہیں جس کا حکم انہیں آقا دیتا ہے۔

فوجی عدالتوں کے اس حالیہ فیصلے سے کیا کیا امر مترشح ہوتے ہیں اس پر ہم آگے چل کر بات کرتے ہیں اس سے پہلے ہم یہ بات کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی دینی جمہوری جماعتیں کس قدر اخلاقی دیوالیہ پن کا شکار ہو چکیں ہیں کہ ایسے وقت میں جب امارت اسلامی افغانستان نے محض اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان اور ان کی قوت پر یقین پر بھروسے سے وہ کچھ کر دکھایا جو آمدہ وقت میں دنیا کے ہر خطے کے لیے نشان منزل کا پتہ دے گا......

طالبان عالی شان نے اکیلے اور تن تنہا اٹھاون نیٹو اور نان نیٹو اتحادی ممالک کی افواج اور ان کے وسائل کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست کی ذلت سے دوچار کیا......اگر اس اہم ترین ایمانی واقعے کو جمہوری مذہبی جماعتوں اپنے لیے مشعل راہ بناتی اور اس عظیم جہاد سے رہنمائی حاصل کرتیں تو یقیناً ان کو وہ کچھ نصیب ہو جاتا جس سے وہ طاغوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات بھی کر سکتیں اور عزت ووقار سے زندہ بھی رہ پاتیں لیکن شاید انہوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ ہم نے کسی صورت بھی کوئی قربانی نہیں دینی اور بہر طور اپنے آپ کو 'بچانا' ہے اور اس بچاؤ میں عزت، غیرت، حمیت بلکہ دین تک سبھی کی قربانی دینی پڑی تو دیں گے اور عملاً ایسا ہی ہو رہا ہے، اصطلاحات سے اقدامات تک صلیبی جنگ میں ہم نوا بنا جا رہا ہے۔ ماہ دسمبر میں مذہبی جمہوروں نے جس تواتر کے ساتھ جہاد کو '' دہشت گردی'' اور مجاہدین کو '' دہشت گرد'' کہا، اس کی نظیر اس خطے میں اس سے پہلے نہیں ملتی......

بلکہ امارت اسلامی افغانستان کے سقوط کے وقت اور اس کے بعد یہ بتکرار کہتے تھے کہ '' جہاد کو دہشت گردی اور مجاہدین کو دہشت گرد کہنا دینی شعائر کے ساتھ مذاق ہے''......اور یہ بھی کہتے رہے '' امریکہ نے یہ فیصلہ نہیں کرنا کہ جہاد کیا ہے اور مجاہدین کون ہیں بلکہ یہ فیصلہ دین نے کرنا ہے''......افسوس کی بات تو یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے حواری افغانستان میں شکست کھانے کے بعد واپسی کی راہ لیے ہوئے ہیں کہ پاکستانی نظام اب امریکی جنگ کی بھٹی کو اپنے ہاں مزید دہکا رہا ہے اور ہمارے مذہبی جمہوری اب ان اصطلاحات اور نظریات کو اپنا رہے ہیں جن کا والی، وارث امریکہ خود ہزیمت اٹھا کر جا رہا ہے۔

فوجی عدالتوں کے قیام کے عمل سے پہلا کام تو یہ ہوا کہ اللہ پاک کی مشیت نے خود نظام پاکستان ہی سے یہ اگلوا دیا کہ یہاں کا عدالتی نظام بالکل ہی فرسودہ اور گل سڑ چکا ہے کہ اس سے یہ امید کفر کو بھی نہیں رہی کہ وہ اس کے لیے بھی کوئی مفید کوئی فیصلے کر سکتا ہے۔ شریعت کے غلبے کی آرزو رکھنے والے تمام مسلمانوں کو اس بارے سنجیدگی سے یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ جو فرسودہ اور بوسیدہ نظام انصاف کفر کی تمناؤں کو بھی پورا کرنے سے عاجز ہے، حالاں کہ یہ نظام وضع ہی انہوں نے کیا تھا، اس نظام سے یہ امید رکھنا کہ یہ کسی وقت 'شرعی نظام' میں بدل جائے گا خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔ دوسری اہم بات یہ ہوئی کہ تمام کے تمام سیکولرز اور وطن پرست جو ہر بات پر آئین اور جمہوریت کی مالا جپتے نہیں تھکتے تھے وہ سب کے سب اس 'غیر آئینی' اور 'غیر جمہوری' عمل پر متفق ہیں...... چاہے بوٹوں کے خوف کے باعث ہیں یا اپنی دلی چاہت سے لیکن ہیں بہر طور متفق! اور اپنے قول اور عمل دونوں میں جھوٹے ہیں......

جیسا کہ ان کی اکثریت کل روس کو اپنا الٰہ بنائے ہوئے تھی آج امریکہ کی پوجا کر رہی ہے اور ایک اہل نظر نے کئی سال پہلے یہ کہا تھا کہ شریعت کے نفاذ کے بعد تم دیکھنا

یہ سبھی نامی گرامی سیکولر بڑی بڑی پگڑیاں پہنے اور داڑھیاں رکھے مجاہدین کو قسمیں اٹھا کر یقین دلا رہے ہوں گے کہ ہم تو صدیوں سے شریعت کے وفادار ہیں، ہمارے تو بڑوں نے آپ کے بڑوں سید احمد شہیدؒ کے گھوڑوں کو پانی پلایا اور شیخ الہندؒ کے خچروں کے لیے گھاس کاٹی، یہ ہر چڑھتے سورج کو سلام کرنے والے اور قوت والے کو اپنا باپ تسلیم کرنے والی نسل ہے۔

تیسرا اہم ترین معاملہ یہ ہوا کہ شریعت کی خاطر دینی جمہوری جماعتوں سے وابستہ رہنے والے مخلصین کے سامنے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آ گئی کہ جب کبھی اہل دین پر آڑا وقت آیا تو یہ جمہوری مذہبی قیادت اچھے ریٹ لگوا کر یا تو غیر جانب دار ہو جاتی ہے یا پھر عملاً نظام طاغوت ہی کی معاون بن جاتی ہے...... یہ امر تو علمائے جہاد کے فتویٰ کا متقاضی ہے کہ آیا مجاہدین کو سزائیں دینے کے لیے بننے والی فوجی عدالتوں کے قیام میں عملاً شریک سیکولر اور مذہبی جماعتوں کی قیادت محارب ہے یا نہیں؟ لیکن اس عمل سے ان تمام کا فوج کے سامنے 'بونا پن' واضح ہو گیا اور یہ بھی پوری طرح مترشح ہو گیا کہ پاکستان میں امریکی جنگ کا ہراول دستہ فوج ہی ہے اور اصل تسلط بھی اسی کا ہے باقی ن، م، ش، ب سب شو پیس ہیں جنہیں سادہ لوح عوام کو بہلانے کے لیے سامنے بٹھایا گیا ہے۔

آخر میں اس اہم حقیقت کو عیاں کر دینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ مجاہدین تو گھروں سے نکلتے ہی سروں پر کفن باندھ کر ہیں اور وہ لیلائے شہادت کی ملاقات سے بے تاب ہوتے ہیں......انہیں پھانسیاں لگا کر کفر اور اس کے حواری کیا دین سے پھیر لیں گے؟ لیکن یہ بات ضرور یاد رکھیں کہ پھر مجاہدین بھی اللہ کی مدد و نصرت سے ہر معرکہ آخری معرکہ سمجھ کر ہی لڑیں گے، امریکہ اور اٹھاون اتحادی تو ان کی تاب نہیں لا سکے......کیا پاکستان کا نظام اس کی سکت رکھتا ہے؟؟؟

کچھ ایسے طرح دار بھی زندہ ہیں ابھی تک
مقتل بھی جنہیں کوچہ جاناں کا مزہ دے

☆☆☆☆☆

حضرت شیخ الحدیث مولانا نور الہدیٰ صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے پشاور واقعہ سے متعلقہ چند اہم سوالات

مجاہدین کا کہنا ہے کہ ہم نے آرمی اسکول پشاور میں فوج کے اہم افسران، کیڈٹس اور بالغ نوجوانوں کو نشانہ بنایا۔ جب کہ اگر نابالغ بچے نشانہ بنے ہوں تو انہیں ہم نے نہیں بلکہ آرمی نے اندھا دھند فائرنگ کر کے قتل کیا ہے جس کے ہم ذمہ دار نہیں!

مجاہدین کی اس وضاحت کی روشنی میں یہ سوالات اٹھتے ہیں...... کیا مقتدرہ قوتیں ان سوالات کے جوابات دیں گی؟

۱۔ اخبارت میں ہر حادثے میں مرنے اور زخمی ہونے والوں کے نام اور ولدیت شائع ہوتے رہتے ہیں۔ پشاور میں آرمی اسکول میں مرنے والے ۱۴۱ بچوں کے نام اور ولدیت ذرائع ابلاغ میں کیوں شائع نہیں کیے گئے؟

۲۔ اخبارات میں صرف دس بچوں کی تصویریں شائع کی گئی اور وہ بھی ان کی زندگی کی۔ آخر ۱۴۱ لاشوں کی تصویریں کیوں نہیں شائع کی گئیں؟

۳۔ ان ۱۴۱ لاشوں کے جنازے بھی میڈیا میں نہیں آئے آخر کیوں؟

۴۔ان ۱۴۱ مقتولین کی پوسٹ مارٹم رپوٹ کیوں نہیں جاری کی گئیں؟ تاکہ علم میں آتا کہ مقتولین کس قسم کی گولیوں سے مرے اور زخموں کی نوعیت کیا ہے؟

۵۔آرمی اسکول پشاور کی عمارت آگ سے کیسے جل گئی؟ جس کی تصاویر سوشل میڈیا پر جاری کی گئی ہیں......

۶۔حملہ آوروں کی جو تصویریں شائع کی گئیں یہ تصویریں ۳ دسمبر ۲۰۱۴ء کو فوج پہلے بھی خیبر آپریشن میں جاری کر چکی تھی۔ ۱۶ دسمبر کو دوبارہ زندہ ہو کر آرمی اسکول پر حملہ کرنے وہ پھر کیسے پہنچ گئے؟

۷۔حملہ آور فوجی وردیوں میں آئے تو ان کی وردیاں کہاں ہیں؟ مذکورہ تصاویر سول لباس کی ہیں

۸۔ ہر فدائی حملے میں فدائی حملہ آور کے سر اور بدن کے اجزا ملتے ہیں۔ان حملہ آوروں کے سر اور اجزا کیوں نہیں دکھائے گئے؟

۹۔عینی شاہدین یعنی سکول میں پڑھنے والے سیکڑوں طلبہ کے بیانات کیوں نہیں جاری کیے گئے؟

۱۰۔جب حملہ آوروں نے گیٹ پر متعین سیکورٹی گارڈ سے کہا کہ بچوں کو نکال دو تو پھر کس قوت نے انہیں نکالنے نہیں دیا؟

(قوم ان سوالات کے جوابات جاننا چاہتی ہے)

''اے مجاہد! جان رکھو کہ تم شام کے جہاد کے لیے اس لیے نکلے تاکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ سربلند ہو جائے اور کافروں کا کلمہ سرنگوں، سو اپنا راستہ گم مت کر بیٹھو اور اپنا رخ مت پھیرو۔ بچو اس چیز سے کہ کچھ قائدین اپنے اقتدار، القاب، مناصب اور ذاتی مقاصد کے حصول کے لیے تمہیں استعمال کر جائیں۔ چنانچہ اگر میں بھی تمہیں اپنے مجاہد بھائیوں پر زیادتی کا کہوں تو ہرگز میری اطاعت نہ کرنا۔ اور اگر میں تمہیں کہوں کہ خود کو اپنے بھائیوں کے مابین اڑا دو تو ہرگز میری اطاعت نہ کرنا بلکہ میری بات کو ٹھکرا دینا، کیونکہ میں قیامت کے دن تمہارے کسی کام نہ آ سکوں گا''۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی شامی مجاہدین کو نصیحت

03 نومبر: صوبہ ہلمند......ضلع گریشک......مجاہدین کا ایک فوجی چوکی پر حملہ......متعدد فوجی ہلاک اور زخمی

معرکۂ جی ایچ کیو کی سنسنی خیز ایمان افروز سچّی روداد

سنٹرل جیل فیصل آباد سے نوائے افغان جہاد کے لیے بھیجی گئی نایاب وقیمتی ایمان افروز داستان......

امیر المجاہدین، جبل استقامت، پیکرِ حریت، سرمایۂ اہل سنت، نمونہ اسلاف حضرت جناب ڈاکٹر محمد عقیل عرف ڈاکٹر عثمان رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ، کی زبانی

۹ اکتوبر ۲۰۰۹ء بروز جمعۃ المبارک ہم دس مجاہدین نے آب زم زم اور کھجوروں کا ناشتہ کیا اور فوجی وردیاں پہن کر سب نے اجتماعی دعا کی اور اُس کیری ڈبہ پر مقر[جی ایچ کیو] کا ٹیگ لگایا جس میں سوار ہو کر ہم نے جانا تھا، پھر اس میں سوار ہو کر جی ایچ کیو پہنچے...... یہ تقریباً دن دس بجے کا وقت تھا۔ ہم دس میں سے چھ فدائی تھے جن کی عمریں پندرہ سولہ سال کے درمیان تھیں۔ میں محمد عقیل عرف ڈاکٹر عثمان اس معرکہ کی قیادت کر رہا تھا اور ڈاکٹر حیدر میرے نائب تھے۔

میں نے ۱۹۸۹ء میں آرمی جوائن کی تھی اور مقصد اسلام کی خدمت اور دفاع کرنا تھا لیکن جب میں قریب ہوا تو واضح طور پر یہ محسوس کیا کہ یہ فوج سر سے پیر تک امریکہ کی غلام ہے اور اس وقت خطے میں صلیبی مفادات کی اولین محافظ ہے بلکہ صلیبیوں سے بڑھ کر اسلام کی دشمن ہے......لہٰذا میں نے فوج کی نوکری پر ایمان کو ترجیح دی ......افغانستان پر صلیبی حملے کے بعد میں فوج چھوڑ کر اسلام کی عظمت کے نشان مجاہدین سے آملا...... مجھے یاد ہے کہ میں بچپن میں جب کسی دربار کے پاس سے گزرتا تو دور سے صاحب قبر باباجی کو جھک کر سلام کرنا ضروری سمجھا کرتا تھا یعنی شرک ہمارے اندر رسایا ہوا تھا ......ایسے میں مجھے تبلیغی جماعت والے مل گئے اور میں نے ان سے اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور وحدانیت کی تعلیم پائی، جو تبلیغی جماعت کے چھ نمبروں میں سے پہلا اور بنیادی نمبر ہے......تو اپنے شرکیہ افعال پر ندامت ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت حقیقتاً میرے دل میں ایسی راسخ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کے علاوہ سارے معبُودانِ باطلہ کی عظمت دل سے نکلتی چلی گئی...... یہی بنیادی وجہ فوج چھوڑنے کی بنی، اس فوج میں یہ بات میں نے دیکھی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بجائے امریکہ کو ہی خدا سمجھتے اور کہتے تھے...... چنانچہ دورانِ قید بھی مجھ سے کہا جاتا کہ ''تم کیا خدا، خدا کرتے ہو؟ اب امریکہ ہی خدا ہے اسے ہی ہم نے سجدہ کرنا ہے''(معاذ اللہ معاذ اللہ)...... یہ کفر ایک مومن سے کیسے برداشت ہوسکتا ہے ؟؟؟ تو میں جی ایچ کیو کا تذکرہ کر رہا تھا۔ جب ہماری گاڑی وہاں پہنچی تو پہلی پوسٹ پر کسی نے تلاشی نہ لی۔ ہم سب فوجی وردیوں میں ملبوس تھے اور گاڑی پر جی ایچ کیو کا ٹیگ لگا ہوا تھا۔ اسی طرح دوسری پوسٹ پر بھی بغیر تلاشی کے عبور کر گئے۔ اب تیسری چیک پوسٹ پر ہماری گاڑی روک کر تلاشی کا مطالبہ کیا گیا۔ تو میں نے نیچے اتر کر فائرنگ شروع کر دی اور میرے اترتے ہی کیری ڈبے کے دونوں دروازے اور عقبی (ڈگی کا) دروازہ بیک وقت کھلے اور سب مجاہدین نے پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت فائرنگ شروع کر دی۔ زبردست مقابلہ ہوا جس میں چند فوجی مردار ہوئے اور قریباً دس کے قریب فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ غالباً یہی تھے جن کا فرار ہونے کی وجہ سے بعد میں کورٹ مارشل ہوا۔ اور غالباً انہی میں سے وہ سپاہی تھے جن سے میرے کیس کی سماعت کے دوران میں گواہی کے لیے بلانے پر جج نے پوچھا تھا کہ ''تم کیوں بھاگ گئے تھے؟'' تو انہوں نے عدالت میں کہا تھا کہ ''اگر یہ پھٹ جاتے تو پھر؟''...... یہ صلیبی اتحادی ناپاک فوجی اپنے دشمن سے مقابلہ پر لڑنے کی بجائے بھاگنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور بے چارے کریں بھی کیا؟ ایمان، تقویٰ و جہاد کے بجائے اب ان کا کام کفر، ڈالر اور زن رہ گیا ہے......ڈالروں کے بھوکے اور عیاشی کے رسیا، موت سے بھاگیں نہ تو اور کیا کریں؟ چیک پوسٹ پر مزاحمت ختم ہوگئی اور ہم آگے بڑھنے لگے وہاں ہمیں تین مجاہدین کی قربانی دینی پڑی جن میں ایک راکٹ لانچر والا بھی تھا۔ ان تین شہیدوں کے چھوڑ کر ہم کھلی سڑک پر آگے بڑھنے لگے اور ہمارے سامنے ایک بکتر بند آتی دکھائی دی جسے ہٹ کرنے کے بجائے میں نے اُسے ہاتھ سے مدد کا اشارہ کر کے مرکزی دروازے کی جانب جانے کو کہا۔ ہم چونکہ فوجی وردیوں میں ملبوس تھے اس لیے وہ دھوکہ کھا گیا اور بجائے ہم سے الجھنے کے مرکزی چیک پوسٹ کی طرف تیزی سے بڑھنے لگا، جہاں سے ہم گزر آئے تھے۔ اس پوسٹ پر پچھلی چوکیوں سے سپاہی پہنچ چکے تھے انہوں نے جب بکتر بند والے کو مجاہدین سے مزاحمت کیے بغیر چیک پوسٹ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بدحواس ہو کر اُس پر فائرنگ شروع کر دی، شاید وہ یہ سمجھے کہ یہ مجاہدین سے ملا ہوا ہے۔ چونکہ بکتر بند والے کو ابھی صحیح صورت حال سمجھ نہیں آ رہی تھی اس لیے اُس نے اپنی گاڑی پر فائرنگ کرنے والے فوجیوں پر فائر کھول دیا اور اس آپس کی مڈبھیڑ کا فائدہ مجاہدین کو یہ ہوا کہ وہ اپنی منزل کی جانب بغیر رکاوٹ کے تیزی سے بڑھتے چلے گئے۔

مجاہدین کا ہدف ہائی سیکورٹی زون میں واقع MI[ایم آئی] کا دفتر تھا۔ آگے ایک بڑا دروازہ سنگِ راہ ہوا جس کو عبور کر کے ہمیں اپنے ہدف تک پہنچنا تھا یہاں بھی مزاحمت ہوئی اور گارڈز نے دروازہ بند کرنے کی کوشش کی جس میں وہ ناکام رہے۔ یہاں

03 نومبر: صوبہ ہلمند........................ضلع نوزاد........................نظم عامہ کے اہل کاروں پر مجاہدین کا حملہ........................8 اہل کار ہلاک اور 6 زخمی........................ایک گاڑی بھی تباہ

فائرنگ کے تبادلے میں ایک اور مجاہد نے جامِ شہادت نوش کیا اور ایک مجاہد کی ٹانگ پر گولی لگی جس کی وجہ سے وہ زخمی ہوگیا اور آگے نہ بڑھ سکا اور بقیہ پانچ مجاہدین یہاں مزاحمت ختم ہونے پر آگے بڑھے۔ مجاہدین اپنی منزل کے قریب ہوتے جا رہے تھے اُدھر پیچھے سے کثیر تعداد میں فوجی دستے اُن کے تعاقب میں جی ایچ کیو میں داخل ہونے لگے۔ من جانب اللہ انتظام دیکھئے، جو مجاہد ٹانگ میں گولی لگنے سے زخمی ہوگیا تھا اُس نے اپنی ٹانگ پر پٹی باندھ لی اور اکیلا ہی فوجی دستوں کے لیے رکاوٹ بن گیا اور اُس کی فائرنگ نے بڑھتے ہوئے دستوں کے قدم روک دیے۔ اور بالآخر فائرنگ کے تبادلے میں اُسے گولی لگی اور اُس نے بھی جام شہادت نوش کیا رحمہ اللہ وعلیٰ جمیعہم رحمۃ واسعۃ۔ اس دورانیہ میں بقیہ پانچ مجاہدین بغیر مزاحمت کے اپنے ہدف تک پہنچ گئے۔ یہ ایم آئی MI کا مین آفس تھا اور ساتھ ہی چیف آف آرمی سٹاف کا آفس تھا۔ ہمارا ہدف صرف ایم آئی MI کا دفتر تھا اور بفضل اللہ تعالیٰ ہم وہاں تک پہنچ گئے تھے۔ جی ایچ کیو میں ایسی حساس جگہ پر سب لوگ نہتے تھے۔ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ خدا کا قہر مجاہدین کی صورت میں یہاں بھی ان کے سروں پر پڑ سکتا ہے۔

چنانچہ دفتر کے باہر ایک بریگیڈیئر نے مجھے اشارہ سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ جواب میں، میں نے اسے ایک فائر کر کے کسی اور سوال پوچھنے کے قابل نہ چھوڑا اور پھر ہم لوگ اندر داخل ہوگئے اور اندر موجود افراد کو گن پوائنٹ پر لے لیا۔ یہ لگ بھگ پچیس 25 افراد تھے۔ اسی اثنا میں ایک نے چلّا کر کہا کہ "میں جی ایچ کیو کی سیکورٹی کا چیف ہوں میں تمہارا افسر ہوں!"...... وہ سمجھا کہ شاید گارڈز میں بغاوت ہوئی ہے اور میں اپنی افسری کا رعب دکھا کر اسے فرو کر لوں گا اس لیے کہ فوج میں افسری، خدائی کے برابر سمجھی جاتی ہے۔ اُسے بھی گولی کی زبان میں سمجھا کر خاموش کروا دیا گیا۔ اسی اثنا میں یرغمال بنائے گئے مرتدین میں سے ایک بھاگ کھڑا ہوا، ڈاکٹر حیدر نے اسے روکا بھی لیکن وہ رُکا نہیں۔ دو، تین مرتبہ وارننگ دینے بعد آخر کار اُنہوں نے اُس پر فائرنگ کی، اُس کی پسلیوں میں گولی لگی اور وہ وہی ڈھیر ہوگیا۔ میں اُس کے قریب گیا اور اپنی آنکھوں سے اُس کی جان نکلتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اُس کا جسم تقریباً پندرہ منٹ تک ایسے تڑپتا رہا جیسے سردی کی وجہ سے کوئی انسان کانپتا ہے بالکل ویسے ہی تو نہیں کہا جا سکتا، بس کچھ ایسے تھا جیسے کسی نے باندھ رکھا ہو اور وہ تڑپنے نہ دے رہا ہو، پندرہ منٹ میں اُس کی جان سخت تکلیف سے نکلی تو میں نے قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ پڑھی: والنّٰزعات غرقا...... "قسم ہے سختی سے ڈوب کر جان کھینچنے والے فرشتوں کی"...... یہ سورہ نازعات کی پہلی آیت ہے اور اس آیت کی تفسیر میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں: "ان فرشتوں کی قسم جو کافروں کی رگوں میں گھس کر اُن کی جان سختی سے گھسیٹ کر نکالتے ہیں"۔

یہ منظر دیکھ کر باقی یرغمالیوں کی بھی جان نکل گئی یعنی نکلی تو نہیں لیکن جان رہی بھی نہیں اور صلیب کی سب سے زیادہ قابلِ فخر فوج کے بہادر افسران دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور ہاتھ جوڑ، جوڑ کر معافیاں مانگنے لگے...... سیکڑوں بچوں کو بے دردی سے شہید کرنے والے اپنی جان بچانے کے لیے اپنے بچوں کے واسطے دینے لگے کہ "ہمیں مت مارو ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں"......

ہم انہیں ہانک کر اندر لے گئے اور الماریوں کے اندر اور میزوں کے نیچے سے بہادر افسروں کو نکال نکال کر سب کو ایک جگہ جمع کر لیا۔ یہ یرغمالی تیس ۳۰ کے قریب ہوگئے تھے۔ اتنے میں ہیلی کاپٹر آ گئے اور بذریعہ ہیلی فوجی دستوں کو چھتوں پر اتارنا شروع کیا گیا۔ ہم نے یہ دیکھا تو ایک یرغمالی کے ذریعے فوج کو پیغام دیا کہ اگر دستے اتارنے بند نہ کیے تو سب یرغمالیوں کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ جواباً فوج نے پانچ منٹ کا وقت مانگا اور صرف تین منٹ کے بعد جی ایچ کیو فوج سے خالی ہوگیا اور مجاہدین نے وہاں قبضہ کر لیا اور اپنا سفید جھنڈا بھی لہرا دیا۔ MI ایم آئی کے دفتر کے ساتھ چیف آف آرمی سٹاف کا آفس تھا اور چیف وہاں موجود تھا لیکن مجاہدین کی تعداد اتنی نہ تھی کہ وہ وہاں بھی جاتے اور وہ ہمارا ہدف بھی نہ تھا البتہ ہم نے وہاں گرنیڈ پھینکے تھے۔ جس کی وجہ سے چیف وہاں دروازے سے تو نہ نکل سکا بعد میں اُس کو عقبی دیوار توڑ کر دفتر سے نکالا گیا اور بذریعہ ہیلی محفوظ مقام پر منتقل کیا گیا۔

اس کے بعد میڈیا والے بھی آ گئے اور اُس سے بات چیت شروع ہوئی۔ اس معرکہ کی کمانڈ میرے ہاتھ میں تھی اور میں ہی مجاہدین کی طرف سے ترجمان بھی تھا...... موبائل پر گفتگو شروع ہوئی تو مجھ سے مخاطب ہونے والا فوجی ترجمان مجھ سے میرا نام لے کر مخاطب ہوا۔ اس موقع پر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ ان کو کیسے معلوم ہوا کہ میں ڈاکٹر عثمان ہوں۔ بہر حال یہ عقدہ گرفتاری کے بعد کھلا کہ شادن لنڈ سے شہید ہونے والے ایک مجاہد کی جیب سے اِنہیں ایک USB ملی تھی جس میں محترم جناب استاذ اسلم یاسین صاحب حفظہ اللہ، جی ایچ کیو پر حملہ کے حوالے سے ہدایات دے رہے تھے اور جن مجاہدین وفدائین کی تشکیل کی گئی تھی ان کے بارے میں بھی بتا رہے تھے۔ جس سے ان صلیبیوں کو سارے منصوبے کا پہلے سے ہی علم تھا اور باقاعدہ ایک جاسوس ٹیم ہمارا کھوج لگانے کے لیے شہر میں پھر رہی تھی اور ہم ان کی ناک کے نیچے جی ایچ کیو پر حملہ کی بھرپور تیاری کر رہے تھے۔

اس عظیم معرکہ نے جہاں اور بہت سے فوائد پہنچائے وہاں ایک یہ فائدہ بھی ہوا کہ ان صلیبی اتحادی مرتدین کی جھوٹی عظمتوں اور جعلی سطوتوں کا پول کھل گیا۔ میں اپنے تصور میں اس غیظ و غضب کا اندازہ لگا رہا ہوں جو کسی سائل کے یہ سوال کرنے پر پیدا ہوتا ہوگا کہ تمہیں علم ہونے کے باوجود مجاہدین جی ایچ کیو جیسی حساس جگہ میں داخل کیسے ہوگئے۔

سچ بتاؤں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور امداد کے بغیر ممکن ہی نہیں تھا۔ اُس کا

04 نومبر: صوبہ بدخشاں...................ضلع کوہستان...................مجاہدین کا پولیس اہل کاروں کے خلاف آپریشن...................10 اہل کار ہلاک اور کئی زخمی

فضل ہوتا ہے تو ہم بے سروسامان مجاہدین باطل کی ناقابل تسخیر قوتوں کو پامال کر جاتے ہیں ورنہ بظاہر تو یہ ناممکن ہی لگتا ہے۔

بہرحال بات چیت اور مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوا۔

جیو نیوز والے بھی آئے تھے ہم نے انہیں بتایا کہ ہمارا تعلق تحریک طالبان امجد فاروقی گروپ سے ہے اور ہمارے مندرجہ ذیل مطالبات ہیں۔

ا۔پیش کی گئی فہرست میں جو نام ہیں اُن قیدیوں کو چھوڑا جائے۔

۲۔خاص طور پر امت مسلمہ کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ فک اللہ اسرھا کو رہائی دلوائی جائے۔

۳۔وزیرستان آپریشن کے نام سے جو ظلم کیا جانے والا ہے اُس سے باز رہا جائے۔

مجاہدین نے ان قیدیوں کے نام پیش کرنے شروع کیے جو فہرست میں تھے یہ تقریباً سو کے لگ بھگ افراد تھے جو لا الہ الا اللہ کے جرم میں صلیب کے ہاتھوں قید تھے۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ وہ صلیب کے ہاتھوں میں قید ہیں اس لیے کہ اس صلیب کی اتحادی ناپاک فوج اور خفیہ ایجنسیز کو ہر قیدی کے بدلے کم وبیش ۸۰ ڈالر یومیہ قیدی پر خرچہ کی مد میں دیا جاتا ہے۔اور کیری لوگر بل اٹھا کر دیکھیں تو اُس میں امریکی امداد کو اس شرط کے ساتھ بھی مشروط کیا گیا تھا کہ پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کی قید میں ایک وقت میں اتنے اتنے دینی و مذہبی افراد کا زیر حراست رہنا ضروری ہے......اور بعض قیدیوں سے تفتیش کے لیے گوروں (فارنرز) کا آنا، ہتھکڑیوں پر Made In USA کندہ ہونا اور قیدیوں کے لیے اُس لباس کا انتخاب جو امریکی قیدیوں کو گوانتانا موبے میں پہنایا جاتا ہے، اس امر کے ثبوت کے لیے کافی دلائل ہیں کہ یہ فوج امریکی ہی ہے اور ان کی قید میں مقید مجاہدین' صلیب کے ہاتھوں قید ہیں یا زیادہ سے زیادہ یوں کہہ لیں کہ صلیب کے غلاموں کے ہاتھوں میں قید ہیں......فوج کے ساتھ قیدیوں کی رہائی پر بات چیت شروع ہوئی۔کس کو چھوڑنا ہے اور کس کو نہیں چھوڑنا یہ باتیں تفصیل سے ہو رہی تھیں۔

مذاکرات شروع ہونے کے کچھ دیر بعد فون پر بات کرنے والا بدل گیا اور اُس نے اپنا تعارف یوں کروایا کہ میں ملتِ اسلامیہ پاکستان (سپاہ صحابہؓ) کا مرکزی امیر مولانا محمد احمد لدھیانوی ہوں اور پھر حکماً بھرپور رُعب سے مجھے کہا کہ'' بند کرو یہ ڈرامہ اور ہتھیار پھینک دو!'' گویا جو مسلمان قید و بند کی مشقتیں اٹھا رہے ہیں ان کو اسی طرح رہنے دو اور اُن کی رہائی کی کوشش نہ کرو جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا:

من فدی اسیرا من ایدی العدو ، فانا ذلک الاسیر (الطبرانی)

''جس نے دشمن کے ہاتھوں سے کسی کو چھڑایا، تو گویا وہ اسیر میں ہی تھا''

بہرکیف لدھیانوی صاحب سے جو کہلوایا گیا انہوں نے ہمیں کہا اور خوب لعن طعن کی اور ہم نے بھی اُن کے صاحب عزیمت وصاحب کردار اکابر مولانا حق نواز اور مولانا اعظم طارق شہید رحمہم اللہ وغیرہ کا کردار پیش کر کے اُنہیں شرمندہ کیا۔

تقریباً نصف گھنٹہ جاری رہنے والا یہ مکالمہ فوج کے حق میں بے فائدہ رہا اور فوج اور ایجنسیوں کا یہ مہرہ ناکام واپس لوٹ گیا۔اور مذاکرات کا سلسلہ پھر فوج سے جڑ گیا۔کچھ دیر بعد جناب ملک محمد اسحاق صاحب کو ملتان جیل سے لایا گیا اور ان کی فون پر بات کروائی گئی۔فون پر پہلے چھن چھن کی آواز آئی تھی اور پھر ملک صاحب کی آواز سنائی دی یعنی ملک اسحاق صاحب کو بیڑیوں میں جکڑ کر لایا گیا تھا۔ملک صاحب نے پوچھا کہ آپ لشکر (لشکر جھنگوی) کے تو نہیں لگتے آپ کون ہیں؟ تو میں نے بتایا کہ ہاں ہمارا تعلق لشکرِ جھنگوی سے نہیں ہے بلکہ ہمارا تعلق تحریک طالبان امجد فاروقی گروپ سے ہے۔ملک صاحب سے تقریباً دس پندرہ منٹ گفتگو ہوئی اور آخر میں وہ ہمارا معاملہ ہماری صواب دید پر چھوڑ کر رخصت ہو گئے۔

اب کھانے کا وقت ہوا تو فوج کو ہماری طرف سے اس بات کی اجازت دی گئی کہ ڈبوں میں کھانا پیک کر کے ایک سن رسیدہ شخص جی ایچ کیو کردہ جگہ پر رکھ کر چلا جائے اور مجاہدین وہاں سے اُٹھا لیں گے۔چنانچہ ایسا ہی ہوا اور کھانا بحفاظت اندر پہنچ گیا۔مقبوضہ عمارت کی ہیئت ایسی تھی کہ فوج کی جانب سے کھانا لے کر آنے والے کو اندر کی صورت حال کا علم ہو جانا ممکن ہی نہ تھا اور وہ عمارت سے کافی دور کھانا رکھ کر چلا گیا۔

مذاکرات کا سلسلہ چلتا رہا اور زیادہ دیر میں ہی فون پر رہا اور کبھی ڈاکٹر حیدر بھی۔فوج کے ترجمان نے مجھے واسطے دینے شروع کر دیے کہ'' آپ کو آپ کی ماں کا واسطہ ہے آپ چھوڑ دیں، ہم آپ کو ہیلی دیتے ہیں، آپ یہاں سے بحفاظت نکل جائیں لیکن ہمیں ذلیل نہ کریں''......غرض ہر طریقے سے منت ترلے کرتے رہے۔

ہاں یاد آیا دورانِ مذاکرات میں نے چند جملے انگلش میں بولے اور کچھ گفتگو انگلش میں کی تو دوسری جانب فوج کے ترجمان نے اپنے رفقا کو نہایت تعجب سے کہا کہ ''اوئے یہ تو انگلش میں بول رہا ہے''......اس سے ان لوگوں کی ذہنی غلامی کا اندازہ ہوتا ہے کہ یورپ کی غلامی اِن کے رگ وپے میں اس طرح سرایت کی ہوئی ہے کہ یہ لوگ اپنے دشمن کے منہ سے انگریزی زبان سُن کر حیرت میں پڑ جاتے ہیں اور غلاموں کے نزدیک انگریزی جاننا ہی عظمت وتہذیب کا ایسا مینار قرار پایا ہے جس پر مجاہدین فائز نہیں ہو سکتے......حالانکہ انگریزی ایک زبان ہی تو ہے، امریکہ وبرطانیہ میں تو چور ڈاکو بلکہ بھنگی بھی انگریزی بولتے ہیں۔

بہرکیف موبائل فون پر مذاکرات کا سلسلہ جاری رہا اور اسی طرح رات گذر گئی......یرغمالیوں کو میں نے ایک کمرے میں بٹھا کر اُن کے ارد گرد فدائیوں کو جی ایچ کیو کر دیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ اگر فوج مذاکرات کے بجائے جنگ شروع کر دے تو اس کا صاف مطلب ہے کہ وہ یرغمالیوں کی زندگی عزیز نہیں رکھتی......ایسی صورت میں بلا تفریق یرغمالیوں کو ہلاک کر دیا جائے......

04 نومبر: صوبہ ننگرہار......ضلع شیرزاد......مجاہدین نے افغان فوجی گاڑی اور موٹر سائیکل کو بارودی مواد سے نشانہ بنایا......8 اہل کار ہلاک اور 4 زخمی

ابھی اندھیرا ہی تھا اور فجر کی اذانوں کا سلسلہ شروع نہ ہوا تھا کہ زوردار دھماکے سے بجلی بند ہوگئی اور میرے کمرے میں کھڑکی سے کلاشن کا پورا برسٹ فائر ہوا۔ فائرنگ کرنے والے نے اپنے آپ کو سامنے کیے بغیر بالکل اسی جگہ برسٹ فائر کیا تھا جہاں میں کھڑا موبائل پر بات کر رہا تھا۔ موبائل فون میں موجود سم جدید ٹیکنالوجی کی بدولت اپنے حامل کے متعین مقام بلکہ پن پوائنٹ تک نشاندہی کرتی ہے۔ جس سے ہدف کو ہٹ کرنا سوفی صد یقینی ہوتا ہے لیکن زندگی اور موت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ تمام گولیاں میرے سر اور کندھے سے ہوتی ہوئی دیوار میں پیوست ہوگئیں۔ دوسری جانب جس کمرے میں یرغمالیوں کو بٹھایا گیا تھا ان پر متعین مجاہدین نے طے شدہ منصوبے کے تحت یرغمالیوں پر فائر کھول دیا۔ اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگئے اور اکثر وہیں مردار ہوئے۔ میں جس کمرے میں تھا اُس میں تسلسل کے ساتھ فائرنگ کی جارہی تھی اور گرنیڈ پھینکے جارہے تھے اور کمرے کا کوئی گوشہ باقی نہ چھوڑا گیا تھا جس پر گرنیڈ نہ پھینکا ہو یا فائرنگ نہ کی گئی ہو...... بن دیکھے اتنی تگ ودو کا مقصد یہ تھا کہ کمرے میں موجود فرد یا افراد کے زندہ بچنے کا کوئی امکان باقی نہ رہے......لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے......زندگی وموت کے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہونے کا یقین پختہ سے پختہ تر جارہا تھا......میرے پیروں میں گرنیڈ پھٹ رہے تھے لیکن باذن اللہ مجھے خراش تک نہ آئی تھی میں کبھی اس کمرے سے نکل کر یرغمالیوں والے کمرے میں جاتا اور کبھی اس کمرے میں آتا......کچھ دیر بعد میں نے فدائیوں سے ایک ایک کر کے نکلنے کو کہا اور وہ اپنی فدائی بیلٹوں کے ساتھ نکلتے گئے اور باہر کثیر تعداد میں جمع شدہ ناپاک فوج کو مردار کرتے ہوئے جام شہادت نوش کرتے گئے۔

ان میں سے ہر ایک استشہادی حملہ کے لیے بے تاب تھا اور ہر ایک کی خواہش تھی کہ پہلے مجھے حکم ملے اور میں پہلے اپنے مقصد میں کامیاب ہوکر اپنے اللہ کے پاس پہنچوں۔ یقیناً شہادت ہی مومن اور ایک مجاہد کی سب سے بڑی آرزو ہوتی ہے۔ نہ معلوم کتنے فوجی ان تین استشہادی حملوں میں مردار ہوئے ہوں گے۔ ان کی تعداد کا اندازہ لگانا ہمارے لیے مشکل ہے۔ میں اس کے علاوہ جو تعداد شمار کرسکا وہ یہ ہے۔

1 بریگیڈیئر، 1 کرنل، 3 لیفٹیننٹ کرنل، 3 کیپٹن، 7 میجر، 1 MI ایم آئی کا ڈائریکٹر اور 10 ایس ایس جی SSG کمانڈوز سمیت (55) افراد ہمارے ہاتھوں مردار ہوئے اور 22 زخمی ہوئے۔ اب اندر صرف 2 افراد یعنی ڈاکٹر حیدر اور میں یعنی ڈاکٹر عثمان باقی رہ گئے تھے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆

بقیہ: ربّانی پیمانے

افراد کی تربیت اور نشونما تعلیمی اداروں میں نہیں ہوتی۔ اگر چہ ان اداروں سے فارغ التحصیل ہونے والوں میں کچھ بہت بہترین لوگ بھی ہوتے ہیں، لیکن یہ اس علم کی وجہ سے نہیں ہوتا جو ان کو دیا جاتا ہے، بلکہ اس ادارے کے اساتذہ میں سے کسی استاد کے سبب ہوتا ہے۔ وہ اس سے علم لینے سے پہلے اس کا دین اس سے حاصل کرتے ہیں، وہ اس سے کچھ سیکھنے سے پہلے اس کا تقویٰ اپنے اندر جذب کرتے ہیں۔ استاد کے ہاتھ میں موجود کتاب کی طرف دیکھنے سے پہلے وہ اس کے ہاتھوں تربیت پاتا ہے۔ اسی لیے عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں: ''ہمیں بیس سال علم حاصل کرنے میں اور تیس سال ادب حاصل کرنے میں گزرے۔'' ربانی آداب جو جسمانی طور پر ان مثالی لوگوں کے ساتھ رہ کر حاصل ہوتے ہیں جب کہ روحیں رب سے جڑی ہوتی ہیں۔ جب یہ لوگ ربانی پیمانے استعمال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے معاشروں کی حفاظت کرتا ہے، اور زمین سے مصیبتیں دور کرتا ہے، اسی سے زندگی کا نظام قائم ہوتا ہے اور نصرت اترتی ہے، اور انہی کے ذریعے لوگوں کو رزق دیا جاتا ہے...... جب تک یہ بہترین مثالی لوگ موجود رہتے ہیں، اور جب تک ان کے جیسے لوگ باقی رہتے ہیں جو ہمارے اس دور میں بہت کم ہیں، ہم سلف صالح کے مانند لوگوں کو دیکھتے رہتے ہیں، جو اسلاف کو یاد کرتے رہتے ہیں اور اسلاف انبیاء کو یاد کیا کرتے تھے۔ اسی لیے ہمیں ان کے چہروں اور باتوں میں سلف صالحین کی رمق ملتی ہے۔ ایسی نورانیت اور حکمت ملتی ہے گویا وہ نبوی چراغ سے نکل رہی ہو، گویا وہ اس نور کی کرن ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔ اسلاف اس حکمت کی اس طرح حفاظت کرتے تھے جیسے کوئی ملک اپنے سونے کی حفاظت کرتا ہے جس کو لوگ اس سرمایہ دارانہ نظام میں کاغذی نوٹوں کی صورت میں بازار میں استعمال کرتے ہیں۔ اگر ان کے پیچھے سونے کی قیمت نہیں ہوگی تو ان کاغذوں کی کیا قیمت ہوگی؟ یا اگر کوئی معاشی مضبوطی نہیں ہوگی جو معاشرے میں لوگوں کے درمیان ہونے والے کاروبار میں ان کاغذوں کو کوئی قیمت دے سکے۔ چنانچہ وہ اپنے معرکوں میں گنا کرتے تھے: ہمارے درمیان بدر کے کتنے شرکا باقی ہیں؟ ہمارے درمیان احد کے کتنے شرکا باقی ہیں؟ خندق کے کتنے شرکا باقی ہیں؟ اور پھر جب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ساری نسل اپنے رب سے جا ملی تو وہ کہتے: ہمارے درمیان کون سا ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابیؓ کو دیکھا ہو؟ وہ پوچھا کرتے کہ تابعین میں سے کس نے اپنی ان دونوں آنکھوں سے اس بے مثال نسل کے کسی فرد کو دیکھا ہے جو نبوت کے کریم ہاتھوں میں پروان چڑھی؟

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

04 نومبر: صوبہ ہلمند......ضلع سنگین......مجاہدین کا افغان فوج کے پیدل دستے پر حملہ......5 فوجی ہلاک اور کئی زخمی

ہم بھی اسی چمن کے پھول تھے

شمالی وزیرستان کی تحصیل میران شاہ کے گاؤں ڈانڈے درپہ خیل کے باسی اگست، 2009ء کے اس المناک دن کو یاد کر کے آج بھی اشک بہاتے ہیں جب امریکی ڈرون طیارے ان پر موت بن کر نازل ہوئے تھے۔ یکے بعد دیگرے داغے گئے 4 ہیل میزائلوں کا نشانہ ایک کمپاؤنڈ تھا، ان میں سے دو میزائل قریبی رہائشی مکانات پر گرے۔ اس حملے میں خواتین اور بچوں سمیت 12 افراد موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے تھے۔ جاں بحق ہونے والوں میں 7 سالہ نصیب جان اور 6 سالہ مقیم گل بھی شامل تھے۔ دیگر مارے جانے والے افراد کے ناقابل شناخت جسد خاکی چادروں میں بھر کر سپرد خاک کیے گئے۔ امریکی بربریت کا یہ کھیل اب بھی جاری ہے۔ شمالی وزیرستان میں تازہ ڈرون حملہ 10 اکتوبر کو ہوا۔ جس میں 5 افراد لقمہ اجل بن گئے۔

••••••••••••••••••••••••••••

خبر رساں ایجنسی شناء کی جاری کردہ زیر نظر تصاویر دنیا بھر میں گردش کرتی رہیں لیکن نام نہاد روشن خیالوں میں سے کسی کا دل پسیجا نہ آنکھ نم ہوئی۔ بانکی مون کی طرف سے کوئی مذمتی بیان آیا نہ انسانی حقوق کے علمبرداروں نے کوئی دردناک مضمون لکھا۔ اسکولوں میں تعزیتی اجلاس ہوئے نہ ملکی پارلیمنٹ میں مذمتی قرارداد منظور کی گئی۔

وحشت و بربریت کا یہ کھیل کب تک جاری رہے گا؟

جدید MRAP بکتر بندگاڑی ریموٹ کنٹرول بم حملے میں تباہ ہوچکی ہے

۴ ستمبر کو غزنی میں NDS ہیڈکوارٹر پر حملے کے بعد کا منظر

۱۶ ستمبر ۲۰۱۴ء۔ کابل میں نیٹو کانوائے پر مجاہدین کے حملے کے بعد صلیبی فوجی زخمی حالت میں پڑے ہیں

سڑک کنارے بم کا نشانہ بننے والی امریکی بکتر بندگاڑی

مجاہدین اتحادی فوج کے مرکز پر میزائل برسانے میں مصروف ہیں

امریکی فوجی کیمپ پر مجاہدین کا بھاری ہتھیاروں سے حملہ

۲۸ ستمبر کو کابل میں ریموٹ کنٹرول بم کا نشانہ بننے والی افغان فوج کی گاڑی

۳۰ نومبر ۲۰۱۴ء۔ عیسائی مشنری کمپاؤنڈ مجاہدین کے حملے کے بعد

۱۱ دسمبر ۲۰۱۴ء۔ کابل میں افغان فوج کی بس پر فدائی حملہ، درجنوں اہلکار ہلاک

۲۰ دسمبر ۲۰۱۴ء۔ جلال آباد میں ریموٹ کنٹرول بم کا نشانہ بننے والی افغان فوجی گاڑی

۲۳ دسمبر ۲۰۱۴ء۔ ننگرہار میں تباہ ہونے والی افغان فوجی گاڑی

16 نومبر 2014ء تا 15 دسمبر 2014ء کے دوران افغانستان میں صلیبی افواج کے نقصانات

فدائی حملے:	7 عملیات میں 9 فدائین نے شہادت پیش کی	گاڑیاں تباہ:	71
مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے:	108	ریموٹ کنٹرول، بارودی سرنگ:	186
ٹینک، بکتر بند تباہ:	47	میزائل، راکٹ، مارٹر حملے:	15
کمین:	31	جاسوس طیارے تباہ:	0
آئل ٹینکر، ٹرک تباہ:	41	ہیلی کاپٹر و طیارے تباہ:	1
مرتد افغان فوجی ہلاک:	1132	صلیبی فوجی مردار:	83
سپلائی لائن پر حملے:	19		

پشاور واقعہ......جرنیلی منصوبے ''زیرِ تکمیل'' ہیں!!!

حذیفہ خالد

کوٹ رادھا کشن واقعہ کے بعد امریکی امداد سے چلنے والی نام نہاد این جی اوز اور یو ایس ایڈ کی بغل بچہ تنظیموں کے پیدا کردہ طوفان کی گرد بھی نہ بیٹھی تھی کہ فتنوں میں گھِری اس امت کو ایک اور بھنور نے آ پکڑا......حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تم پر فتنے آئیں گے جو تم پر ہلکے کالے پتھر پھینکیں گے، پھر تم پر فتنے آئیں گے جو گرم پتھر پھینکیں گے، پھر تم پر ایسے فتنے آئیں گے جو تاریک سیاہ ہوں گے''......

مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ اس روایت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے فتنے قدرے ہلکے ہوں گے، جو جسم اور دین پر کم اثر انداز ہوں گے......اس کے بعد آنے والے فتنے پہلے والوں سے زیادہ سخت ہوں گے، جو جسم اور دین پر زیادہ اثر کریں گے......پھر اس کے بعد تاریک سیاہ فتنے ہوں گے، جن میں حق و باطل کی پہچان بہت مشکل ہو گی، لوگ ظاہراً دیکھ کر اور افواہیں سن کر باطل کو حق سمجھنے لگیں گے''۔

آج جب ہم پے در پے ہونے والے واقعات کا مشاہدہ کرتے ہیں تو مذکورہ روایت پوری ہوتی معلوم ہوتی ہے......پشاور واقعہ کے بعد بننے والی صورت حال کو صرف ایک رخ سے دیکھنا شاید درست نہ ہو اس لیے یہاں ہم چند پہلوؤں کا ذکر کیے دیتے ہیں:

میڈیا کا کردار:

اس واقعہ کے بعد میڈیا نے پوری قوم کو ہمیشہ کی طرح ایک نفسیاتی ہیجان میں مبتلا کیا......حامد میر پر حملہ اور اس کے بعد بننے والی صورت حال کے نتیجے میں جیو ٹی وی پر لگنے والی پابندی نے باقی ٹی وی چینلز کے لیے خوب عبرت کا سامان مہیا کیا تھا......یہی وجہ ہے کہ پشاور واقعہ کے بعد تقریباً سارے پاکستانی چینلز نے آئی ایس پی آر کی پروپیگنڈہ مشینری کا کردار ادا کرتے ہوئے حالات کو اسی رخ موڑا جہاں ان صلیبی غلاموں کے مفادات کا تحفظ ہوتا تھا......میڈیا میں اگر کوئی بھی شخص وزیرستان میں بہنے والے خون کی، یا آئی ڈی پیز کی حالت زار کے بارے میں بات کرتا ہوا پایا گیا یا اگر کسی نے اس صلیبی جنگ میں پاکستان کے کردار کی بات کر دی تو ایسی باتوں کو بھی دہشت گردوں کا موقف قرار دے کر میڈیا کو یاد دہانی کرائی جاتی رہی کہ خبردار میڈیا پر کسی صورت مخالفین کا موقف پیش نہ کیا جائے......

ڈاکٹر عثمان اور ارشد محمود کی پھانسی کے فوراً بعد جو خبر جیو ٹی وی نے نشر کی اس میں رپورٹر نے بتایا کہ دونوں پھانسی سے پہلے کہہ رہے تھے کہ ان کو اپنے کیے پر کوئی پشیمانی نہیں، پھانسی سے پہلے انہوں نے اللہ اکبر اور شریعت یا شہادت کے نعرے بھی بلند کیے......لیکن کیا کہیے میڈیا کے دجل وفریب کے بارے میں کہ جب رپورٹر یہ خبر دے رہا تھا تو اسی لمحے نیوز اینکر نے رپورٹر کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی......اس کے بعد تمام چینلز اور اگلے دن کے شائع ہونے والے اخبارات یہی چیختے رہے کہ ''پھانسی کے وقت دونوں کانپ رہے تھے اور معافیاں مانگ رہے تھے''......دونوں شہدا کے جنازے میں عوام کی بڑی تعداد نے شرکت کی جس کو دکھانے کی جرات کم از کم پاکستانی میڈیا میں نہیں تھی......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دجال کے خروج سے پہلے چند سال دھوکے اور فریب کے ہوں گے سچّے کو جھوٹا بنایا جائے گا اور جھوٹے کو سچّا بنایا جائے گا......خیانت کرنے والے کو امانتدار بنا دیا جائے گا اور امانتدار کو خیانت کرنے والا قرار دیا جائے گا اور ان میں رویبضہ بات کریں گے......پوچھا گیا رویبضہ کون ہیں؟ فرمایا گھٹیا (فاسق و فاجر) لوگ......وہ لوگوں کے (اہم) معاملات میں بولا کریں گے''۔(مسند احمد، مسند ابی یعلی، السنن الواردۃ فی الفتن)

آج وہ تمام تجزیہ نگار، صحافی اور کالم نگار جو ہر فن مولا سمجھے جاتے ہیں، کسی بھی بات میں درجنوں پہلوؤں کے نکالنے میں، اس واقعہ کے بعد تصویر کا ایک ہی رخ دکھانے پر مجبور ہیں......وہی رخ جو پاکستانی فوج امریکی ایماپر پاکستانی عوام کو دکھانا چاہتی ہے......تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ان شاہ سے بڑھ کر شاہ کے وفاداروں کو اور کچھ نہیں سوجھ رہی اب ایک ہی نقطے پر گھوم رہے ہیں کہ کس طرح سے اس خطے میں تحریکِ جہاد کو کچلا جائے......

فوجی بالادستی:

پاکستانی قانون اور آئین کا راگ الاپنے والوں کے لیے یہ سنہری موقع تھا کہ جیسے بھی ہو سکے، ان مجاہدین کا قلع قمع کر دیا جائے جنہوں نے وقت کے طاغوت اور فرعونوں سے ٹکرانے کی جسارت کی......حیرت تو عوام کی سادگی پر ہے جس کو دلاسہ دیا جا رہا ہے کہ پشاور واقعہ کا انتقام لیا جا رہا ہے لیکن درحقیقت اس ملک کو آگ وخون میں نہلانے

05 نومبر: صوبہ اورزگان......ضلع دہرود......بارودی سرنگ دھماکے......5 ٹینک تباہ

کے ذمہ دار مشرف کا بدلہ لے کر امریکہ کے مفادات کی محافظ فوج کی بالادستی قائم کی جارہی ہے......ایک طرف تو قوم کو سمجھایا جاتا ہے کہ مشرف نے جو کچھ کیا وہ اس کا ذاتی فعل تھا اور اس کے کیے کی سزا فوج کو نہ دی جائے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ جنرل کیانی اور اب جنرل راحیل نے مشرف کی پالیسیوں میں نہ صرف تسلسل برقرار رکھا بلکہ ان میں تیزی اور سرعت بھی لائی گئی ہے...... پھانسیوں کے معاملے میں صاف دکھائی دیتا ہے کہ ملک پر قابض عیاش جرنیلوں کے سامنے ملکی قوانین کی بھی کوئی حیثیت نہیں...... یہ جیسے چاہیں ان قوانین کو توڑ مروڑ سکتے ہیں اپنے دشمن کو سزا دلوسکتے ہیں اور جہاں ان کا مفاد ہو تو نظریہ ضرورت لاگو کر کے ٹارگٹ کلر اور بھتہ خوروں کو بھی استثنیٰ دلوا سکتے ہیں......

فوجی عدالتیں تو انہی کے خود ساختہ آئین و قانون سے بھی متصادم ہے، لیکن دھڑلے سے اُن کے قیام کی بات ہو رہی ہے...... بظاہر عدلیہ کے اعتراضات اور خدشات سامنے آرہے ہیں لیکن سیاست دانوں کو اس یقین دہانی کے بعد کہ یہ عدالتیں ان کے خلاف نہیں استعمال ہوں گی، سیاست دانوں کی طرف سے ان کورٹس کے قیام کی منظوری دی جارہی ہے......لہٰذا یہ واضح اشارہ ہے کہ پاکستان کے سیکورٹی اداروں کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ بھتہ خور، ٹارگٹ کلر اور ملک کو لوٹنے والے سیاست دانوں کو سزائیں ملیں یا نہ ملیں......

یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر فوجی تسلط کی راہ میں یہ خوش فہم سیاست دان آئے تو بخشا انہیں بھی نہیں جائے گا......اس نظام کو اگر نیم فوجی مارشل لا کہا جائے تو غلط نہ ہوگا...... پاکستان کے اکثر قومی ادارے ریٹائرڈ فوجی افسروں کے بوجھ تلے ہی دبے ہوئے ہیں......کچھ عرصہ قبل ایک عزیز جو ایک سرکاری ملازم ہیں کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ سترہ گریڈ کا افسر ہونے کے باوجود ایک نو گریڈ کے افسر سے' احکامات لینے کے پابند ہیں...... وجہ صرف یہ ہے کہ نو گریڈ کا افسر خفیہ ایجنسی اور فوج کا منظور نظر ہے جس کی بنیاد پر اس کا اثر ورسوخ زیادہ ہے...... پشاور واقعے کے بعد جس کمال سے پاکستان کی فوجی قیادت نے سیاست دانوں پر مرضی کے فیصلے مسلط کرنا شروع کیے ہیں یہ واضح اشارے ہیں کہ پاکستان کی فوجی قیادت پاکستان کی خارجی اور داخلی پالیسی کے حوالے سے اپنی من مانی ہی کرنا چاہ رہی ہے......

پشاورواقعہ پر غمگین کون ہے؟

سچ پوچھیے تو پشاور واقعہ پر انہی مسلمانوں کے دل چھلنی ہیں جو پوری دنیا میں کہیں بھی مسلمان کا خون بہے یہ تڑپ اٹھتے ہیں، چاہے وہ برما ہو، فلسطین، عراق، شام ہو یا افغانستان اور وزیرستان......لیکن چونکہ اُن کا تڑپنا میڈیا کے معیار پر پورا نہیں اترتا لہٰذا اس کا شمار نہیں...... یہ مسلمان اچھی طرح جانتے ہیں کہ پشاور کے سکول میں نابالغ بچوں کا قتل عام کرنے والے مجاہدین نہیں بلکہ فوجی درندے ہیں......آج پشاور واقعہ پر رونے پیٹنے والوں کی اکثریت جن کو ٹیلی ویژن چینلز خوب کوریج دے رہے ہیں ان لوگوں کی ہے جن کو آج سے پہلے اسلام کے خلاف کھل کر بغض ظاہر کرنے کا ایسا موقع نہیں ملا......اس واقعہ کی آڑ لے کر داڑھی کا تمسخر اڑانا ہو یا مسجد و مدارس کو جلا دینے کی خواہش کا اظہار کرنا ہو، ایک طوفان بدتمیزی اور اسلام پسندوں کے خلاف نفرت کا سیلاب ہے جس میں نہ شامل ہونے والا بھی ان لبرل فسادیوں کی نظر میں طالبان اور القاعدہ کا معاون اور سہولت کار ہے......ان محرکات کو بھی دیکھا جاتا جس نے پاکستان کو آج اس نہج پر لا کھڑا کیا ہے کہ جو جنگ امریکہ افغانستان میں ہار چکا ہے وہ جنگ اب پاکستان کے گلی کوچوں میں لڑنے کی تیاری کی جارہی ہے......

اگر ہم بفرض محال مان بھی لیں کہ تمام کے تمام ۱۴۱ بچوں کے قتل کی ذمہ داری مجاہدین ہی پر عائد ہوتی ہے [حالانکہ یہ ماننا تمام تر قرائن، شواہد اور حقائق کی سراسر نفی کرنے کے مترادف ہے] تو بھی خود ہی فیصلہ کیجیے ۱۴۱ بچوں کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے اس صلیبی لشکر کے جرنیلوں کے ساتھ کندھے ملا لینا کہاں کی دانش مندی ہے، جن کے ہاتھ لاکھوں معصوموں کے خون سے رنگین ہیں......تم جب روز درجنوں مار کے سینہ پھیلا کے ٹی وی پہ ہیرو بن کے آؤ گے تو کون روز تمہارے یہ جھوٹ، مکر برداشت کرے گا؟ کسی نے سوچا کے وہ وزیرستانی جو اپنے ۳، ۴ پھولوں کی قربانی دے کہ بنوں میں تمہاری ہی وجہ سے دکھ اور حیرت سے نڈھال ہے، وہ ماں جس کے بچے نے پیاس کی وجہ سے اس کے ہاتھوں میں جان دی تھی، وہ پشاور کے واقعے پر افسوس کریں گے؟ کیا یہ جرنیل واقعی اہلیان پاکستان کا تحفظ چاہتے ہیں یا اپنی جرنیلی اور پرتعیش زندگی کے تحفظ کے لیے پشاور واقعہ جیسے واقعات کا تسلسل قائم رکھنے میں ہی ان کے مستقبل کی حفاظت ہے......

کیا یہ خوف زدہ تو نہیں؟

بظاہر میڈیا کی پیدا کردہ اس ہیجانی کیفیت نے سیاست دانوں، صحافیوں حتیٰ کہ پاکستان کی عدالتوں کو بھی ماؤف کر کے رکھ دیا ہے لیکن پھر بھی ان صلیبی جرنیلوں کو ڈر ہے کہ اس کیفیت کا زور جلد نہ ٹوٹ جائے اور جس جھوٹے رعب میں انہوں نے پوری قوم کو مبتلا کیا ہے کہیں یہ جھوٹ اپنا اثر نہ کھو دے، جبھی آناً فاناً ڈیتھ وارنٹ کے اجرا کے بعد پھانسیاں دینے کے لیے جیل حکام پر دباؤ ڈالا جارہا ہے......

عیسائی رسموں کا باقاعدہ اجرا:

ویسے تو دیے اور موم بتی جلانے کی رسم مشنری سکولوں سے نکل پورے معاشرے میں پھیلتی جارہی ہے لیکن یہ پہلی دفعہ ہوا کہ اتنے بڑے پیمانے پر این جی اوز کے علاوہ فوج، رینجرز اور سیاستدانوں اور تعلیمی اداروں کی جانب سے باقاعدہ اہتمام کے ساتھ اس رسم کو فروغ دیا گیا، ٹیلی ویژن پر بھی اس رسم کو خوب کوریج دی گئی......

(بقیہ صفحہ ۴۶ پر)

05 نومبر: صوبہ غزنی......ضلع شلگر......مجاہدین کے افغان فوجی چوکیوں پر لگاتار حملے......5 فوجی ہلاک اور 1 زخمی

غدارِ وطن میرے جنون سے ہیں بے خبر!

عکاشہ سعید

سرسبز و شاداب پہاڑوں کی دھرتی کہوٹہ کے ایک غیرت مند سپوت کا تذکرہ ہونے چلا ہے.....احقر بھی مجاہدین کا ایک خدمت گزار ہے اور عثمان بھائی شہید رحمہ اللہ سے غائبانہ تعارف رکھتا ہے.....ڈاکٹر عثمان بھائیؒ کے تذکرے تو اس وقت سے ہی بڑی شدومد کے ساتھ جاری و ساری ہیں جب وہ طاغوتی مرتد افواجِ پاکستان کے مرکزی ہیڈکوارٹر میں جا گھسے اور بعد ازاں وہاں سے زنداں کے مسافر ٹھہرے.....اور بالآخر اُن کا یہ سفر منزلِ شہادت پر پہنچ کر ختم ہوا! نحسبہ کذالک و اللہ حسیبہ......

غیور قبائل کی سرزمین پر مجاہدین اسلام جب طاغوتی و صلیبی فرنٹ لائن اتحادی پاکستانی فوج کے خلاف برسرِ پیکار ہوتے ہیں تو میدانِ عمل میں ایسے جوہر دکھلاتے ہیں کہ دشمن بھی انگشت بدنداں ہوجاتا ہے۔ گرم محاذوں پر مجاہدین اپنے رب کی نصرت سے کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد واپس اپنے ٹھکانوں پر آکر مل بیٹھتے ہیں اور فرائض، اذکار مسنونہ اور فکری تربیت کے حصول میں مصروف ہوجاتے ہیں.....ان امور کی انجام دہی کے بعد جو وقت بچتا ہے اُس میں یہ دنیا بھر کے نڈر، بے باک مجاہدین، غازیوں، تنظیموں اور طاغوت کی جیلوں میں قید مجاہدین کے تذکروں سے اپنے دلوں کو گرماتے ہیں! ایسے ہی اوقات میں احقر کی ڈاکٹر عثمان شہیدؒ کے ساتھ شب و روز گزارنے والے ساتھیوں سے ملاقات بھی ہوتی رہتی تھی۔ ڈاکٹر عقیل احمد المعروف ڈاکٹر عثمان شہیدؒ کے اوصاف حمیدہ، طاغوت کے خلاف اُن کے سینے میں موجود بغض و نفرت اور ان کے کام کرنے کے طریقہ کار پر گھنٹوں گفتگو ہوتی۔

آج دنیا بھر کا دجالی میڈیا، دجالی مشن پر عمل پیرا ہے۔ امت مسلمہ کے ان بہادر سپوتوں پر بہتان طرازی اور زبان درازی کررہا ہے جو طاغوت کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور موجودصدی کے غدارِ اعظم [مشرف] کو ختم کرنے کے درپے تھے.....ایک ایسے دور میں ان عظیم محبانِ دین نے یہ کاوش کی کہ جب علمائے سو اور آئی ایس آئی کے زیر اثر چلنے والی نام نہاد جہادی تنظیمیں طاغوت کے تلوے چاٹنے میں مصروف تھیں اور ہیں......

ڈاکٹر عثمانؒ کا اصل نام عقیل احمد تھا، آپ کے والد بزرگوار کا نام نذیر احمد تھا۔ آپ کے والد گرامی ۷ بلوچ رجمنٹ سے بطور حوالدار ریٹائر ہوئے۔ آپ کی جائے پیدائش تحصیل کہوٹہ گاؤں سٹور کی ہے۔ راول پنڈی بورڈ سے میٹرک کرنے کے بعد آپ نے آرمی میڈیکل کالج میں ایف ایس سی میں داخلہ کیا، اسی دوران میں والد صاحب کی ہدایت پر آرمی میڈیکل کور [AMC] میں بطور نرسنگ اسسٹنٹ بھرتی ہوگئے۔

ایبٹ آباد میں اپنی ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد CMH [کمبائن ملٹری ہسپتال] راول پنڈی میں تعینات ہوگئے۔ آپ فوج میں بھرتی ہونے اور میڈیکل کور میں ملازمت مل جان پر بے حد مسرور تھے، اُس وقت عام پاکستانیوں کی طرح آپ بھی ''ایمان تقویٰ جہاد'' کی تختی ماتھے پر سجائے اس ادارے کو بہت ''مقدس'' گردانتے تھے.....اور یہی گمان کیے ہوئے تھے کہ فوج میں ملازمت اختیار کرکے ملک و ملت اور دین کی خدمت کا صحیح موقع میسر آسکے گا.....تاہم ڈاکٹر عثمانؒ کی زندگی میں ایک اہم موڑ اس وقت آیا جب اقوام کفر امارت اسلامیہ افغانستان پر چڑھ دوڑیں۔ آپ افغانستان پر کفر کی یلغار پر بُری طرح کُڑھتے رہتے.....جب غدار دین و وطن پرویز مشرف نے امارت اسلامیہ افغانستان پر صلیبی یلغار کے لیے امریکہ کو پاکستان کے ہوائی اڈے بیچ ڈالے اور ان اڈوں سے ہزاروں پروازیں کرکے صلیبی طیاروں نے امارت اسلامیہ پر کارپٹ بم باری کی جس سے لاکھوں فرزندانِ اسلام مردوزن شہادت پاگئے.....اسی لمحے آپ کے دل کی دنیا بدل گئی!

دین سے محبت رکھنے والے افراد اس 'صلیبی مدد' کے خلاف دامے، درمے، قدمے، سخنے اٹھ کھڑے ہوئے.....ہرسُو پرویز کے اس اقدام پر مسلمانانِ عالم رنجیدہ تھے۔ پرویز مشرف نے اپنی انتظامیہ کے ساتھ مل کر دین داروں کا جینا حرام کردیا...... ہمدرد لوگ درجہ بدرجہ ٹوٹنے لگے، کچھ مصلحتیں اختیار کرگئے اور چند آخری درجہ صرف ''دل میں برا جاننے'' پر اکتفا کرکے بیٹھ رہے.....عثمان بھائی نے مشرف کے اس قبیح اقدام پر اپنے سی او سے بات کی.....جواباً سی او ''صاحب'' سے جھاڑ سننے کو ملی اور تنبیہ کی گئی کہ ''یہ سب کچھ ۱۹۴۷ء سے فوج میں جاری ہے، تم نئے انقلابی کہاں سے آگئے؟''

سی او کی اس بے غیرتی نے جذبہ کو ایڑ لگائی اور آپ فوج کے ''مقدس ادارے'' کو دل سے خیر باد کہہ کر سی او کو سیلیوٹ کیے بغیر واپس آگئے۔ اسی شام شام آپ کی مسلح ڈیوٹی شام ۶ بجے سے رات ۱۰ بجے تک سی ایم ایچ کے عقبی دروازہ کے قریب تھی۔ عثمان بھائی وہاں سے وردی سمیت سرکاری گن G3 لے کر سی ایم ایچ کی دیوار پھلانگ کر نام نہاد ''مقدس ادارے'' کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہتے ہوئے نئی منزلوں کے راہی بن کر جنتوں کی راہ پر گامزن ہوگئے۔ جستجو، لگن اور جذبہ نے ہمت بڑھائی اور منزل کے حصول میں آسانی پیدا ہوتی چلی گئی اور آپ کا رابطہ ایک رہبر [مجاہد] سے ہوگیا۔ اس کی مدد سے ڈاکٹر عثمانؒ وزیرستان ہجرت کرگئے۔ وہاں پر آپ کی تشکیل زخمی مجاہدین کے علاج معالجہ کے لیے کی گئی۔ سرزمین وزیرستان میں آپ امریکی بم باریوں کا نشانہ بننے

05 نومبر: صوبہ ہرات..................ضلع زرغون..................مجاہدین کا افغان فوجیوں اور نظم عامہ کے اہل کاروں پر حملہ..................7 فوجی ہلاک اور کئی زخمی

والے کراہتے ہوئے، لٹے پٹے مسلمان زخمیوں کے علاج معالجہ میں ہمہ تن مصروف رہتے ......آپ ان زخمیوں اور شہدا کو دیکھ دیکھ کرغم زدہ ہونے کے ساتھ ساتھ مجاہدین سے اپنی کڑھن اور کفار کے فرنٹ لائن اتحادی پاکستانی فوج کے ظلم وستم پر اظہار خیال کرتے اور ہر وقت جذباتی اور بے کلی جیسی صورت حال سے دوچار رہتے تھے......

آپ اکثر اپنے مقامی امیر صاحب سے میدان عمل میں عسکری جدوجہد کی تشکیل کے لیے اصرار کرتے رہتے تھے۔آپ کی شدید خواہش کے پیش نظر ذمہ دارانِ جہاد نے آپ کی عسکری میدان میں تشکیل کردی اور آپ نے 'ڈیورنڈ لائن' کے آر پار متعدد کارروائیوں میں حصّہ لیا......آپ کی عسکری مہارت، دلیری اور ذکاوت وبصیرت نے جلد ہی آپ کو ایک نامور مجاہد کے طور پر نمایاں کردیا......اسی دوران میں پاکستان میں سانحہ لال مسجد وقوع پذیر ہوا......اسی پس منظر میں طالبان کے ذمہ داران اور ڈاکٹر صاحب پاکستانی نظام کے خلاف وسیع پیمانے پر حملوں کی منصوبہ بندی کرنے لگے......اس کا مقصد یہی تھا کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے، چونکہ پاکستانی فوج ایک عسکری ادارہ ہے اور عسکری زبان ہی سمجھتا ہے لہٰذا سب سے پہلے اسی ادارہ کو ہدف بنانے کا فیصلہ کیا گیا......اسی سلسلے میں ایک عملیہ ترتیب دی گئی جس میں فضا میں محوِ پرواز مشرف کے طیارے کو زمین سے ٹارگٹ کرکے مار گرایا جانا تھا......ایک قبائلی انصار نے اس نیک کام کے لیے دو عدد روسی ساختہ مشہور زمانہ اینٹی ایئر کرافٹ گن 'دوشکا' ہدیہ کیں اور اس کام کے لیے ایک 'پیکا گن' بھی خریدی گئی......

منصوبہ کے مطابق راول پنڈی کے علاقے اصغر مال روڈ پر ایک تین منزلہ مکان کرایہ پر لیا گیا، مکان کی چھت پر دوشکا نصب کردی گئیں......مشرف کا طیارہ فضا میں نمودار ہوا تو دوشکا سے فائرنگ شروع کردی گئی تاہم وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہوگیا......مشیت ایزدی کے مطابق لعین مشرف کی رسی ڈھیلی تھی، سو وہ بچ نکلا......اس کارروائی کے بعد ڈاکٹر صاحب مایوس نہیں ہوئے بلکہ وزیرستان واپس آکر آئندہ کے لائحہ عمل اور زیادہ مضبوط اور جان دار حملوں کے لیے مشاورت اور تگ ودو میں مصروف ہوگئے...... باہمی مشوروں میں یہ طے ہوا کہ ان تمام اور گھناؤنے جرائم کے پیچھے جی ایچ کیو ہے اور یہ ناپاک آرمی کا 'پینٹا گون' ہے......لہٰذا اسی کو ہدف بنانے کی منصوبہ بندی کی جانے لگی......

اس سلسلے میں اولین مسئلہ جی ایچ کیو کے اندر داخلے کا سامنے آیا......تو ڈاکٹر عثمانؒ کی فوجی سروس کی مدت کام آئی اور ڈاکٹر عثمانؒ ۱۰ جاں بازوں اور مطلوبہ سامان سمیت ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو گیدڑوں کے ڈربے [جی ایچ کیو] میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے......اس کارروائی میں فدائین پر مشتمل ایک سپیشل ٹاسک فورس بھی تھی جس کا کام کور فائرنگ کی آڑ میں بڑے سے بڑے ہدف کو حاصل کرنا تھا۔ان مجاہدین ہدف GHQ کے مرکزی دروازہ کے بائیں طرف ایم آئی کی عمارت میں گھس کر وہاں موجود خفیہ ایجنسی کے تمام اہل کاروں کو قتل کرنا تھا......ایم آئی [ملٹری انٹیلی جنس] فوج میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے......ایم آئی کی عمارت میں داخل ہوتے ہی برآمدے میں مجاہدین کو ایم آئی کا ڈائریکٹر بریگیڈیئر انوار الحق رمدے دروازہ پر ملا......ایک مجاہد نے اسے روکنا چاہا تو وہ خطرے کو بھانپتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بھاگ نکلا، مجاہد نے اُسے نشانہ بنا کر قتل کردیا......پھر اسی عمارت میں ۲ کرنل، ۳ لیفٹیننٹ کرنل، ۷ میجر، ۴ کیپٹن اور ۲۸ دیگر فوجی اہل کاروں کو مجاہدین نے یرغمال بنالیا اور تین مطالبات پیش کیے......

۱۔پیش کی گئی فہرست میں جو نام ہیں اُن قیدیوں کو چھوڑا جائے۔

۲۔ امت مسلمہ کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ فک اللہ اسرھا کو رہائی دلوائی جائے۔

۳۔وزیرستان آپریشن کے نام سے جو ظلم کیا جانے والا ہے اُس سے باز رہا جائے۔

۱۸ گھنٹوں پر محیط اس طویل کارروائی میں مجاہدین نے ناپاک فوج کے اہل کاروں اور افسروں کو اُن کے گھمنڈ، غرور اور تکبر کی سزا مختلف طریقوں سے دی......جن میں اُنہیں کان پکڑوائے گئے اور جس تضحیک اور ذلت آمیز سلوک کا وہ عام مسلمانوں کے ساتھ مظاہرہ کرتے ہیں ویسی ہی ذلت اور تضحیک کا مزہ اُنہیں بھی چکھایا گیا......یوں GHQ پر عملاً ڈاکٹر عثمان اور دیگر ساتھیوں کا راج رہا......

۱۸ گھنٹے بعد ناپاک فوج نے آپریشن کی، یہ آپریشن ۱۱/اکتوبر صبح ۶ بجے شروع ہوا، امریکی اور صلیبی غلاموں نے امریکہ سے درآمد شدہ زہریلی گیس اور سموک گرنیڈ پھینکے......۹ مجاہدین 'فوج اہل کاروں سے مقابلے میں شہید ہوگئے اور زخمی ڈاکٹر عثمانؒ کو بے ہوشی کی حالت میں گرفتار کرلیا گیا......جب کہ اس معرکے میں یرغمال بنائے گئے فوجی افسران اور اہل کاروں کی بڑی تعداد بھی مردار ہوئی......سابقہ فوجی ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر عثمانؒ کا ٹرائل ملٹری کورٹ میں ہوا......وہاں پر ڈاکٹر عثمانؒ کی فوجی جج اور فوجی وکلا سے طویل بحثیں ہوئیں......ڈاکٹر صاحبؒ نے شرعی اور منطقی دلائل سے فوج کے کردار کو غلط ثابت کیا اور مسکت انداز میں مجاہدین کے خلاف فوجی پروپیگنڈوں کا جواب دیا......یہ حقائق اُس فوجی عدالتی کارروائی کا حصّہ ہیں کہ فوجی منصفوں نے ڈاکٹر عثمانؒ کے دلائل سے اتفاق کی مگر وہ ہنستے ہوئے کہتے رہے کہ ہم مجبُور ہیں......خلاصہ یہ کہ یک طرفہ کارروائی عمل میں لائی گئی اور ڈاکٹر صاحب کو سزائے موت سنادی گئی!

مورخہ ۱۶ دسمبر ۲۰۱۴ء کو پشاور میں آرمی پبلک سکول پر حملہ کے واقعہ کے بعد کفار کے آلۂ کار خصوصاً رافضی طبقہ اسیر مجاہدین کے درپے آزار ہوگیا......فوج تو پہلے ہی سے بہانہ کی تلاش میں تھی کیونکہ ناپاک فوج کو ڈاکٹر صاحب کے GHQ پر حملہ کا سخت غم وغصہ تھا......کہ ایک جانب صلیبی کرایہ دار فوج کے مکار وعیار جرنیلوں کی پلاننگ تھی اور دوسری جانب ڈاکٹر عثمانؒ اور دیگر فدائی مجاہدین کی جرات......جنھوں نے جرنیلوں کی

05 نومبر: صوبہ ننگرہار اور پکتیکا......15 فوجیوں کا مجاہدین کی دعوت پر تحریک جہاد کی صفوں میں شمولیت کا اعلان

نااہلیت اور بزدلی کو ساری دنیا کے سامنے عیاں کر دیا......آخر کار اندھیر نگری چوپٹ راج پاکستان میں ۱۹ دسمبر ۲۰۱۴ء کو ڈاکٹر عثمان کو مشرف پر حملے کے الزام میں قید ایک اور مجاہد ارشد محمود بھائیؒ کو فیصل آباد کی ڈسٹرکٹ جیل میں تختہ دار پر لٹکا دیا گیا......ان دونوں مجاہدین نے جہاں دلیری اور دین سے وفاداری کا پیغام دیا وہیں ناپاک فوج میں ملازمت کرنے والوں کو لمحۂ فکریہ کی صورت میں ایک پیغام دے کر ابدی حیات کی طرف لوٹ گئے......

فیصل آباد جیل کے ایک ملازم کا کہنا ہے کہ ''ڈاکٹر صاحب کو جب سنٹرل جیل فیصل آباد سے ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد منتقل کیا گیا تو وہ ہشاش بشاش نظر آرہے تھے۔ سنٹرل جیل میں ہائی سیکورٹی میں کوٹھڑی سے نکلتے ہی اُنہوں نے نعرے لگانا شروع کر دیے......اور جونہی وہ ڈسٹرکٹ جیل کی ڈیوڑھی (استقبالیہ) میں پہنچے تو ڈاکٹر صاحب نعرہ تکبیر اور سبلینا سبیلنا الجہاد الجہاد کے نعرے لگاتے رہے......وہ اس وقت بہت مطمئن و شاد تھے''......جیل ملازم کے بقول ڈاکٹر عثمانؒ نے اپنے ہمراہ آنے والے ناپاک فوج کے صلیبی ملازموں کو بھی کھری کھری سنائیں......وہ گرج دار آواز میں ناپاک فوج کے افسران کو للکار للکار کر اپنا آخری پیغام ان الفاظ میں دیتے رہے:

> ''تم مجھے آج تختہ دار پر لٹکا رہے ہو! مجھے اس امر کی کوئی فکر نہیں کیونکہ میں توGHQ میں فدائی بن کر داخل ہوا تھا......باقی موت تو جہاں اور جیسے مقدر ہو وہاں ہی آتی ہے۔ میں نے ایک معمولی نرسنگ اسسٹنٹ ہوتے ہوئے ظالم حاکم وقت کو للکارا تھا، تمہاری طرح صلیبیوں کی نوکری نہیں کی بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی ہے اور مجھے اپنے کام پر فخر ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ تم کتنے بہادر ہو، لے دے کر تمہیں صرف بے بس و لاچار قیدیوں پر دھونس جمانے کا موقع ملا ہے......ضرب ڈالر [ضرب کذب] میں تم کو جو مار پڑ رہی ہے وہ مجھ سے ڈھکی چھپی نہیں ہے......تمہارے ان مظالم اور حرکتوں سے مجاہدین اسلام ڈرنے اور دبنے والے نہیں......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے ''جہاد قیامت تک جاری رہے گا''......تم ماضی میں دیکھو! پاکستان کے اندر مجاہدین پہلے کاشن کوفوں سے دین دشمنوں کو مارتے تھے اور کارروائی کرنے کے بعد واپس لوٹ جاتے تھے......مشرف اور اس کے حواریوں نے امت مسلمہ کے ان غیور مجاہدین کو مختلف حربوں کے ذریعے ڈرانے دھمکانے کی بہت کوششیں کیں، لیکن حق بات کہنے والوں نے اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کی اور نہ ہی تمہارے دھمکانے سے مجاہدین ڈرے......بلکہ اب تو وہ بم باندھ کر حیات جاوداں پانے میں مشغول ہیں''......

ایک کان سے سن کو دوسرے کام سے نکال دینے والے صلیبی کارندوں نے صلیب سے وفا نبھاتے ہوئے ڈاکٹر عثمانؒ کو تختہ دار پر لٹکا دیا......جیل اہل کار نے مزید بتایا کہ ''عثمان اور ارشد کے چہروں سے نور ٹپک رہا تھا''......اس پورے واقعہ کی عکس بندی بھی کی گئی......تختہ دار پر لٹکانے کے بعد جب شہدا کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تو اُن کو کنویں سے تھوڑا اوپر کھینچ کر ان کی تصاویر اتاری گئیں جن کو بعد میں اخبارات میں شائع کیا گیا، پھر پھانسی کی تفصیلات کانٹ چھانٹ کر میڈیا کو جاری کی گئیں......

دجالی میڈیا نے شور مچا دیا کہ ''مجرم تھر تھر کانپ رہے تھے اور معافیاں مانگ رہے تھے''......چائے روٹی اور عشائیوں ظہرانوں پر گزارہ کرنے والے مجاہدین کی شان و عظمت کو کیا جانیں! کہ اگر ڈاکٹر عثمان شہیدؒ تھر تھر کانپنے والے ہوتے تو وہ فدائی جیکٹ پہن کر GHQ میں ناپاک فوج کے افسروں کو یرغمال بنانے میں کیسے کامیاب ہوتے؟ اگر میڈیا اتنا ہی ''حق کا علم بردار'' بنا پھرتا ہے تو پھر کرائے کے قاتلوں اور ڈاکٹر عثمان شہیدؒ کے درمیان ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کی ڈیوڑھی میں ہونے والی گفتگو بھی نشر کرے......

بے شک ڈاکٹر صاحب اور ارشد محمود رحمہما اللہ تختہ دار کو چوم کر برملا یہ کہہ گئے!

''پیشہ ور قاتلو! تم سپاہی نہیں!''

☆☆☆☆☆

اہم اعلان

افغانستان میں طالبان عالیشان نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ونصرت سے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی قیادت میں صلیبی اتحاد کو مکمل شکست سے دوچار کر دیا ہے......مجاہدین کی عظیم الشان فتح اور کفار کی اس شرم ناک تاریخی شکست کے موقع پر ادارہ نوائے افغان جہاد ''فتح افغانستان نمبر'' کی اشاعت کا اعلان کرتا ہے......ان شاء اللہ، یہ خصوصی شمارہ فروری ۲۰۱۵ء میں شائع ہوگا!

اس شمارے میں ''فتح افغانستان'' کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی نصرت کے واقعات، طالبان مجاہدین کی تیرہ سالہ جہادی حکمت عملی، صلیبی مظالم، کفار کی ہزیمت، امریکہ اور صلیبی اتحادیوں کے خاک ہونے والے شیطانی منصوبے، شہدائے کرام کے مبارک تذکرے، قیادتِ جہاد کے انٹرویو......اور بہت کچھ قارئین کے مطالعے کے لیے ملے گا، ان شاء اللہ

جو لکھاری حضرات اس خصوصی شمارے میں تحریر لکھنا چاہیں وہ ۲۵ جنوری ۲۰۱۵ء تک اپنی تحریریں (کمپوز یا سکین شدہ حالت میں) ادارہ نوائے افغان کے برقی پتہ پر ارسال فرما دیں......ادارہ کا برقی پتہ یہ ہے:

nawaiafghan@gmail.com

6 نومبر: صوبہ پکتیکا......ضلع زرمت......مجاہدین کے حملے......11 انٹیلی جنس اہل کار اور جنگ جو ہلاک

پاکستان کا مقدر......شریعت اسلامی

طالبان کو بتاؤں گا!

ریاض شاہد

زیرِ نظر تحریر کوئی کہانی یا داستان نہیں بلکہ مبنی بر حقیقت مشاہدہ ہے...... مضمون نگار خود سرکاری ادارے میں ملازم ہے اور ظلم و جور کی چکی میں پستی مظلوم عوام کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے آخر میں اس سڑاند زدہ مفسد نظام سے منصفانہ سوال کرتا ہے!

پچکے ہوئے گال، مدقوق جسم، گدلائی ہوئی آنکھوں میں تیرتی زردی، چہرے کی رنگت جو شاید امتدادِ زمانہ یا کسی بیماری کے باعث سیاہ پڑ چکی تھی لیے ہوئے...... وہ کسی سیاہ سنگی مجسمے کی مانند بے حس و حرکت گیلری میں اس خوش نما دھاتی بنچ پر بیٹھا' جو چپراسیوں کے لیے مخصوص تھا' سامنے دیوار کو تک رہا تھا...... گیلری میں قدموں کی چاپ سن کر اس کی آنکھیں ایک لحظہ کو جھپکتیں اور کسی موہوم امید پر سر گھما کر دیکھتا کہ شاید اس کا بلاوا آیا ہے...... کسی ایسے اشارے کو نہ پا کر وہ پھر سے سنگِ سیاہ میں بدل کر موہنجوڈاڑو کی مورتی بن جاتا...... صبح جب میں پہلی دفعہ آیا تو وہ یہیں بیٹھا تھا، میں نے یہ سوچتے ہوئے اسے نظر انداز کر دیا کہ کسی ٹھیکے دار کا منشی وغیرہ ہوگا اور کسی دوسرے دفتر میں کاروباری غرض سے آیا ہوگا...... دوپہر تک دورانِ کار جب مجھے دو تین دفعہ دفتر سے باہر نکلنا پڑا، اسے وہیں بیٹھے دیکھا...... اس کے چہرے پر پھیلی بے چارگی نے مجھے مجبور کر دیا اور پوچھا کہ کس سے ملنا ہے تو اس نے ایک افسر کا نام لیا...... میں نے چپراسی کو بلا کر ہدایت کر دی کہ جب وہ صاحب فارغ ہوں تو اسے فوراً ملوا دے۔ لنچ ٹائم کے بعد ان صاحب نے مجھے انٹرکام پر بتایا کہ اس بابے کا کوئی مسئلہ ہے، میں نے سنا ہے لیکن کوئی پیچیدہ قسم کا کیس لگتا ہے، بہت مجبور ہے، ہم سے متعلق تو نہیں لیکن دیکھو اس کی کیا مدد کر سکتے ہو...... اب وہ سنگِ عتیق میرے سامنے بیٹھا اپنی بپتا بیان کر رہا تھا......

یہ بابا پنجاب کے ایک زرخیز زرعی علاقے کے کسی گاؤں کا رہنے والا تھا، جوانی میں واجبی تعلیم کے باعث کہیں اور نوکری نہ ملی تو قسمت آزمانے بلوچستان آ کر معمولی قسم کی ملازمت سے منسلک ہو گیا...... مدت ملازمت خوش اسلوبی سے پوری کرنے کے بعد وہ پنجاب اپنے آبائی گاؤں چلا گیا اور اپنی جمع پونجی کی مدد سے جو کہ کچھ زیادہ نہیں تھی 'چند مرلے زمین اپنے رہائشی مقصد کے لیے خرید لی اور وہاں کچا مکان بنا کر رہنے لگا...... کچھ عرصے بعد معلوم پڑا کہ جس شخص سے زمین خریدی تھی، وہ اسے سرکار نے گھوڑی پال سکیم کے تحت دی تھی اور وہ اسے بیچنے کا مجاز نہیں تھا، جو اب سرکار واگذار کرانے کے درپے تھی...... بابا اور دوسرے متاثرین ڈی سی او کی حضور عرض داشت ہوئے اور کسی دوسری مناسب جگہ اتنی ہی زمین الاٹ کرنے کی درخواست کی...... ہنگامے کے ڈر سے ڈی سی او نے انہیں ایک دوسری قریبی جگہ پر سرکاری زمین بطور معاوضہ الاٹ کر دی......

بابے نے زمین کی سرکاری قیمت ادا کی، کچھ چکر پٹواری کے ہاں لگائے کہ اب اس کے نام پکی رجسٹری جاری کرے...... اسی اثنا میں بابا بیمار پڑ گیا، بابے کی کوئی اولاد کوئی نہیں تھی اور بیوی چند سال قبل فوت ہو گئی تھی...... اس بیماری اور لاچارگی میں بابے کا پرسانِ حال کوئی نہ تھا اور زمین کی رجسٹری کا کام بھی پورا نہ ہو سکا...... جب بابا طویل بیماری سے صحت یاب ہو کر چلنے پھرنے کے قابل ہوا اور ایک دن کسی کام سے دوسرے شہر گیا ہوا تھا، واپسی پہ پتہ چلا کہ اس کے گھر کی زمین جو اب سڑک پر کمرشل ایریا کے نزدیک ہونے کی وجہ سے قیمت میں بڑھ گئی تھی اس پر مقامی ایم پی اے کے غنڈوں نے قبضہ کر لیا تھا...... بابا ڈی سی او کے پیش ہوا اور پھر وہاں سے اسے کسی دوسرے دفتر اور وہاں سے ایک اور دفتر کی طرف روانہ کیا جاتا رہا......

بابا ہمت ہارے بغیر سالوں اس دفتری گھن چکر کو سہتا رہا اور گھوم پھر کے بات پھر ڈی سی او تک پہنچ جاتی...... مقامی ایم پی اے کا نام سن کر ڈی سی او بھی تساہل سے کام لیتا رہا اور کیس کا فیصلہ زیرِ التوا رہا...... بابا پنجاب کے چیف سیکرٹری کے ہاں جا پہنچا، جہاں سے اس کی درخواست پھر فٹ بال کی طرح واپس ضلعی انتظامیہ کے پاس پہنچ گئی اور بات جوں کی توں رہی......

بابے نے تنگ آ کر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور رٹ دائر کر دی...... عدالت میں فریق مخالف کے وکیل نے موقف اختیار کیا کہ بابے کی زمین متنازعہ ہے جس کے کیس کا فیصلہ ابھی ڈی سی او نے کرنا ہے اور بابا خواہ مخواہ عدالت کا وقت ضائع کر رہا ہے...... بابا پھر گھوم پھر کے گیند بنا ہوا ضلعی انتظامیہ کے پاس پہنچ گیا......

زراعتی علاقے سے تعلّق رکھنے کی وجہ سے مجھ پہ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ زمینوں کے تنازعے اور دیوانی مقدمے اس قدر طول کھینچتے ہیں کہ نسلیں کھا جاتے ہیں...... دادا دعویٰ دائر کرتا ہے اور کہیں اس کی تیسری نسل جا کر مقدمے کا فیصلہ سنتی ہے...... میرا خیال یہ تھا کہ بابے کو کچھ زادِ راہ اور واپس جا کر قانونی راہ اختیار کرنے کا مشورہ دوں گا...... میں نے بابے کو قانون کا لیکچر پلانے اور دیوانی مقدموں کے الجھیڑوں کے کلچر کو یاد دلانے کی کوشش کی تو جواب میں بابا اپنا ایک ہی موقف بار بار دہراتا رہا......

(بقیہ صفحہ ۵۷ پر)

6 نومبر: صوبہ لوگر...................صدر مقام پل عالم...................دھماکوں اور فائرنگ کے واقعات...................7 فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک

امتِ مسلمہ کے نام، شیخ عمر عبدالرحمٰن فک اللہ اسرہ کا خط!

۷۵ سالہ شیخ عمر عبدالرحمٰن کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ وہ جامعہ الازہر مصر کے فارغ التحصیل ایک نابینا عالم دین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان میں ایسی تاثیر رکھ دی ہے کہ ان کے الفاظ دلوں میں اترتے چلے جاتے ہیں۔ وہ حافظ قرآن ہیں اور قرآن ہی ان کی زندگی ہے۔ جمال عبدالناصر کے عہد میں مصر میں حوالہ زنداں ہوئے۔ انور سادات کے قتل کا الزام ان پر لگا، لیکن جرم ثابت نہ کیا جا سکا۔ افغان جہاد کے دوران وہ نوجوانوں کو اس میں شرکت پر تیار کرتے رہے، مصر میں نفاذ شریعت کا مطالبہ بھی ان کو عزیز رہا۔ حکومت نے ان کے راستے میں اس طرح دشواریاں کھڑی کیں کہ وہ امریکہ چلے گئے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے لگے۔

یہاں ان پر تخریب کاری کا الزام لگایا گیا۔ مصر کے صدر حسنی مبارک کے خلاف دہشت گردی کی منصوبہ سازی بھی ان کے سر تھوپی گئی اور ان کے ۹ ساتھیوں کو طویل لیکن مختلف المیعاد قید کی سزائیں سنائی گئیں۔ کم سے کم ۲۵ اور زیادہ سے زیادہ ۵۷ سال...... شیخ نے اپنے اوپر عاید کیے جانے والے الزامات کی سختی سے تردید کی اور واضح طور پر کہا کہ بم بنانا اور نصب کرنا میرے لیے ممکن ہی نہیں۔

استغاثہ نے ان کی تقریروں کے بعض ٹکڑوں کو اس طرح کاٹ کاٹ کر جوڑا اور انہیں نیا سیاق وسباق یوں دیا کہ انہیں اپنی مرضی کے معانی دینا ممکن ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مصری جاسوس نے ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر ان کی تقریروں اور گفتگو کے ریکارڈ تیار کیے۔ اسے دس لاکھ ڈالر معاوضہ کے طور پر ادا کیے گئے۔

جناب شیخ عمر عبدالرحمٰن اس وقت سپرنگ فیلڈ جیل امریکہ میں ہیں، انہوں نے وہاں سے چند سال قبل ایک خط دنیا بھر کے مسلمانوں کے نام لکھا، جس کا متن ''کریسنٹ انٹرنیشنل'' نامی انگریزی رسالے میں شائع ہوا، اس خط کے مندرجات ملاحظہ ہوں:

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی آل اور ان کے وفادار ساتھیوں پر روز قیامت تک نزول رحمت ہو۔ اس جیل کے حالات، جہاں میں قید ہوں بدترین اور انتہائی ناگفتہ بہ ہیں۔ اس کا اندازہ آپ مندرجہ ذیل حقائق سے کر سکتے ہیں۔

۱۔ امریکی حکام مذہبی آزادی اور عبادت کرنے کی آزادی کے جو دعوے کرتے ہیں، وہ سب ایک فریب اور جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء میں اس جیل میں آنے کے بعد سے لے کر آج تک نہ تو مجھے نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے اور نہ ہی باجماعت نماز ادا کرنے کی۔

۲۔ جیل میں مجھ سے انتہائی متعصّبانہ اور ناروا امتیاز برتا جاتا ہے۔ جب دوسرے قیدی محافظوں کو بلاتے ہیں تو محافظ فوراً ان کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ میں گھنٹوں اپنی کوٹھڑی کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہتا ہوں۔ لیکن مجھے کوئی جواب تک نہیں ملتا اور میری ضروریات پر بھی دھیان نہیں دیا جاتا۔

۳۔ بال اور ناخن ترشوائے بغیر مہینوں گزر جاتے ہیں اور اپنا زیرجامہ تک مجھے اپنے ہاتھوں سے دھونا پڑتا ہے۔

۴۔ مجھے قید تنہائی میں رکھا گیا ہے (یاد رہے کہ شیخ عمر عبدالرحمٰن نابینا ہیں، ذیابیطس کے مریض ہیں اور بڑھاپے میں قدم رکھ چکے ہیں) اس حالت میں بھی کوئی میرا ساتھی اور مددگار نہیں جو اور کچھ نہیں تو کم از کم میرا سامان وغیرہ درست کرنے میں میری مدد کر دے۔ دن اور رات کے کسی بھی لمحے میرے ساتھ گفتگو کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ مجھے کسی دوسرے قیدی کے ساتھ علیک سلیک کرنے کی اجازت نہیں۔ میری کوٹھڑی کے نزدیک کسی دوسرے مسلم، غیر مسلم یا کسی ایسے شخص کی کوٹھڑی بھی نہیں ہے جو عربی بول سکتا ہو۔ میرے دن خاموش ہیں، میری راتیں کرب ناک سناٹے میں گزرتی ہیں۔ یہ کس قدر اذیت ناک تنہائی اور کتنا بڑا ظلم ہے۔ ایسا کر کے وہ مجھے ذہنی اور جسمانی مریض بنا دینا چاہتے ہیں تاکہ وہ مجھ سے مسلمان ہونے کا بدلہ لے سکیں۔ کیا یہ وہی انسانی حقوق ہیں، جن کے شور سے ہوا کی لہریں اور ذرائع ابلاغ بھرے پڑے ہیں۔ انسانی حقوق کی دہائی دینے والے ہمیں صرف اس لیے مشق ستم بناتے ہیں کہ ہماری آواز کمزور ہے اور ہم بات کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

۵۔ کیا آپ نے برہنہ تلاشی اور پوشیدہ اعضا کی پردہ داری کے بارے میں کبھی سنا ہے کہ لوگ آئیں اور اوپر سے نیچے تک کپڑے اتار کر انسان کو اس حالت میں لے جائیں جس میں وہ پیدا ہوا تھا؟ خدا کی قسم جب بھی کوئی دوست یا عزیز (حالانکہ امریکہ میں میرا کوئی رشتے دار نہیں، تمام عالم اسلام میرا خاندان ہے) مجھ سے ملنے آتا ہے تو میرے ساتھ یہ نازیبا سلوک کیا

6 نومبر: صوبہ لوگر.................ضلع برکی برک.................مجاہدین کا اتحادی فوج کی ایک گشتی پارٹی پر حملہ.................5 صلیبی فوجی ہلاک

جاتا ہے۔ایک ملاقات کے بدلے میں مجھے دومرتبہ برہنہ کیا جاتا ہے۔جیل کے حکام مجھے کہتے ہیں کہ میں اپنے تمام کپڑے اتاردوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ اتنی بات پر مطمئن ہو جائیں گے، لیکن جیل کا چیف گارڈ ''کرلنگ ڈے'' نامی ایک اور شخص اور جیل کے دوسرے بہت سے محافظ مجھے حکم دیتے ہیں کہ میں رانیں کھول کر آگے کی طرف جھک جاؤں اور پھر وہ جانوروں کی طرح شرمندگی اور ندامت کی وجہ سے ....

مزید کچھ کہنا مجھے زیب نہیں دیتا...... میں اپنے ذہن کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے پوری مسلم امت سے یہ ضرور کہوں گا کہ وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اپنے عقیدے کے مطابق زندگی بسر کریں۔وہ میرے پوشیدہ اعضا کی اچھی طرح تلاشی لیتے ہیں۔میرے اردگرد کھڑے ہوکر قہقہے لگاتے ہیں۔جب میں مادرزاد برہنہ حالت میں جھکا ہوا ہوتا ہوں تو محافظ میرے اردگرد گھومتے ہوئے میرے پوشیدہ اعضا کے اندر جھانکتے ہیں اور جو شخص میرا اس طرح معائنہ کرتے ہوئے زیادہ وقت لیتا ہے، اسے تحسین کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ اس نے اپنا فرض نہایت تندہی سے انجام دیا ہے۔وہ میرے ساتھ ایسا انسانیت سوز اور ذلت آمیز سلوک اس لیے کرتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں اور اس طرح کے سلوک کو میرے خدا نے منع فرمایا ہے۔

وہ ایسا کیوں نہیں کریں گے؟ انہیں تو ان کا شکار ہاتھ لگ گیا ہے۔انہوں نے اپنی منزل مراد پالی ہے۔وہ میرے جسم کے پوشیدہ اعضا میں کیا تلاش کرتے ہیں؟ کیا وہ میرے اعضا میں ان ہتھیاروں، دھماکہ خیز مواد اور منشیات کو تلاش کرتے ہیں جو میں اپنی کال کوٹھڑی سے اپنے احباب تک پہنچاتا ہوں یا اپنے ملاقاتیوں سے لے کر اپنی کوٹھڑی میں لے جاتا ہوں۔وہ ہر ملاقات کے بعد دومرتبہ مجھ سے یہ ناروا سلوک کرتے ہیں۔اس مشکل گھڑی میں شرمندگی اور ندامت سے میرا وجود پانی پانی ہو جاتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ اس سے پہلے کہ یہ لوگ میری تذلیل کریں، زمین پھٹ جائے اور میرا وجود نگل لے۔کیا یہ بات ان لوگوں کے لیے خوش کن ہوسکتی ہے جو اپنے دین اور اس کی عظمت کے محافظ ہیں؟

اے اخوت کے علم بردار بہادر لوگو! اے اپنے دین کی حفاظت اور احکام الٰہی کی تعمیل کرنے والو! اے دین کی عظمت و وقار کے لیے قربانی دینے والو! اے اللہ کے بندو! اب تو گہری نیند سے بیدار ہو جاؤ! اپنی گرجتی ہوئی آواز کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ! اے اللہ کے بندو! باہر نکلو تاکہ تمہاری آواز حق دنیا کے گوشے گوشے میں سنائی دے...... اے بندگان خدا! ایک ہوکر سچّائی کی آواز بلند کرو برائی کا قلع قمع کرڈالو۔اس سے پہلے کہ کافرانہ جارحیت کی آگ تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لے، اس آگ کو بجھاڈالو۔

کیا جیلیں علما کے لیے ہوتی ہیں یا مجرموں کے لیے؟ اہل کفر نے مسلمان امت کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے۔اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرو اور اہل کفر پر ثابت کردو کہ مسلمان موت سے نہیں ڈرتے۔

اس قوم کو خواب غفلت سے کون بیدار کرے گا؟ جو ہواؤں میں قلعے تعمیر کرتی ہے، جس کا احساس مردہ ہوگیا ہے، جو استعماری سازشوں کے خلاف کسی قسم کا ردعمل ظاہر نہیں کرتی۔اگر اس قوم کے علما کو بھیڑ بکریوں کی طرح جیلوں میں ٹھونس دیا گیا تو یہ قوم وقت کے غبار میں گم ہو جائے گی۔کیا اس قوم میں خوف خدا رکھنے والے بہادر ختم ہوگئے ہیں؟ کیا اس کے پاس وہ مضبوط آواز نہیں، جس کی دہشت سے برائی کا وجود ریزہ ریزہ ہو جائے؟ اے بندگان خدا! مادی نقصانات کے خوف سے دامن چھڑا کر جسد واحد بن جاؤ''۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: کچھ جہادی مصلحتیں

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو انہی سے کئی گنا بڑی عظمت عطا کی تھی۔

خلاصہ:

اسلامی حکومت کے قیام کے لیے جہاد کی کامیابی عوام اور مجاہدین کے درمیان اتحاد، دوطرفہ تعاون اور قریبی افہام وتفہیم لازمی ہے۔ہم جتنی بھی فتوحات کرڈالیں اور عوام کا تعاون ہمارے ساتھ شامل حال نہ ہو تو ہماری یہ فتوحات عارضی اور محدود وقت کے لیے ہوں گی۔موجودہ حساس وقت میں جب استعمار نے افغانستان کو ہضم کرنے کے لیے نامعلوم مدت کے لیے افغانستان میں بڑے فوجی اڈوں کے حصول کے لیے اپنے غلاموں سے سیکورٹی معاہدے پر دستخط کروائے ہیں۔ہمارے خیال میں استعمار کا بڑا مقصد یہی ہے کہ چونکہ وہ مجاہدین کے ساتھ روبرو لڑنے کی سکت نہیں رکھتا۔لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ ٹیکنالوجی اور کٹھ پتلی حکام کو اپنے لیے ڈھال بنایا جائے۔اس کے ساتھ ساتھ ان کی بڑی کوشش یہ ہوگی کہ مجاہدین اور عوام کے درمیان (خدانخواستہ) ناراضی اور غلط فہمیاں پیدا کی جائیں۔اس لیے مجاہد بھائی جارحیت پسندوں کے اس سازشی اقدام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔اپنے عوام کے لیے بھرپور حوصلے، بردباری اور چشم پوشی سے کام لینا ہوگا۔معاون عوام کو مزید پیار دیں۔بلکہ مخالف صف میں بھی کھڑے دھوکہ کھائے ہوئے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ اور قریب کریں۔

☆☆☆☆☆

07 نومبر: صوبہ فراہ.................ضلع بالا بلوک.................مجاہدین کی دعوت پر امن لشکر کے 13 ارکان تحریک جہاد میں شامل ہوگئے

گوانتانامو میں مجاہدین کے خواب

عثمان ادریس

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي

''جس آدمی نے مجھے خواب میں دیکھا پس تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا بے شک شیطان میری صورت میں میری مماثلت اختیار نہیں کرسکتا''۔(بخاری ومسلم)

یہ خواب اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قید گوانتانامو سے رہا ہونے والے مجاہدین نے سنائے جس کو ایک اسیر ساتھی نے فوٹو کاپی کی صورت میں چھاپ کر تقسیم کیا۔جن ساتھیوں نے یہ خواب دیکھے انہوں نے ریاکاری کے احتمال سے اپنے نام نہیں لکھے۔

☆ ایک اسیر ساتھی نے گوانتانامو بے کیوبا کی جیل میں خواب دیکھا کہ وہ غمگین ہے کہ اچانک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آتی ہے کہ یَـــا عَبْـدِیْ.....اے میرے بندے...... یہ آواز سن کر وہ ساتھی نہایت سکون محسوس کرتا ہے،اتنے میں ندا آتی ہے کہ میرے بندے کو زیارت کروادیں،وہ بھائی دیکھتا ہے اور اچانک دائیں طرف سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور کمرے میں چلے جاتے ہیں اور پھر کچھ دیر بعد دوسرے رخ سے کمرے سے نکل جاتے ہیں......خواب دیکھنے والا ساتھی کہتا ہے کہ یہ تو بہت تھوڑی سی زیارت ہے......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ کافی ہے......پھر یہ آواز آتی ہے کہ یَـــا عَبْـدِیْ.....وہ بھائی کہتا ہے کہ یا اللہ مجھے شہادت عطا فرما دیجیے!جواب میں خاموشی چھا جاتی ہے،پھر اچانک احادیث مبارکہ کی ایک کتاب کھل جاتی ہے جس میں شہدائے کرام کے فضائل اور درجات کے متعلق احادیث نبوی لکھی ہوتی ہے،پھر یہ بھائی سورۂ ممتحنہ کی یہ آیت مبارکہ کی تلاوت کرتے چلے جاتے ہیں:

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝

☆ ایک اسیر بھائی نے گوانتانامو بے میں خواب دیکھا کہ وہ پریشان ہے،اسی اثنا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیارت ہوتی ہے،وہ بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہتا ہے کہ ہم بہت پریشان ہیں کہ ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں......تو حضرت موسیٰ علیہ السلام،نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم!ان مومنین کی دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں یہ تو بہت مشکل میں ہیں......آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی اس آزمائش کی وجہ سے ان کی مغفرت کردی گئی ہے اور ان کے لیے اعلیٰ ترین درجات تیار ہیں جنہیں یہ نہیں جانتے۔

☆ ایک اسیر بھائی نے گوانتانامو بے کیوبا کی جیل میں خواب دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب قیدیوں کو فرداً فرداً سلام دے رہے ہیں۔

☆ ایک اسیر بھائی کو گوانتانامو بے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرکزی دروازے پر کھڑے ہیں،تمام بھائی اپنے اپنے گھروں کو جا رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم باری باری سب سے سلام کر رہے ہیں۔

☆ ایک اسیر بھائی نے گوانتانامو بے میں خواب دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ''میں تم سب سے خوش ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی تم سب سے خوش ہیں''۔

☆ ایک اسیر بھائی کو گوانتانامو بے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کرام کی صفوں کو ترتیب دے رہے تھے،اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امریکہ کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ کا حکم دیا۔

☆ ایک اسیر بھائی کو گوانتانامو بے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور فرمایا کہ''تم تمام قیدی بھائیوں کو بتادوں کہ اللہ تعالیٰ نے تم سب کی مغفرت کردی ہے''......اس ساتھی نے یہ خواب کسی کو بھی نہیں بتایا غالباً بھول گیا......پھر دوسری رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی،پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ''تم سب قیدی بھائیوں کو بتادو کہ تم سب بھائیوں کی مغفرت کردی گئی ہے''......وہ ساتھی پھر بھول گیا تیسری رات پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تنبیہ کی کہ''تم سب قیدی بھائیوں کو بتادو کہ اللہ تعالیٰ نے تم سب کی مغفرت کردی ہے''......پھر اس ساتھی نے تمام ساتھیوں کو خواب سنایا اور مغفرت کی خوش خبری سے آگاہ کیا۔

☆ ایک اسیر بھائی کو گوانتانامو بے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ''تم تمام قیدیوں کو جنگ بدر کے شہدا جتنا اجر ملے گا''۔

☆ ایک اسیر بھائی کو گوانتانامو بے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں ۵ چھڑیاں تھیں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچوں چھڑیاں زمین پر ماریں تو دو ٹوٹ گئیں،حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ''اللہ اکبر امریکہ تباہ ہوگیا''......پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقایا تین چھڑیوں سے زمین پر ضرب لگائی،پھر دو ٹوٹ گئیں......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ''اللہ اکبر یہود ونصاریٰ تباہ ہو گئے''......ابھی ایک چھڑی باقی تھی کہ اس بھائی کی آنکھ کھل گئی۔

07 نومبر:صوبہ بادغیس......ضلع غور مارچ......مجاہدین کا افغان فوجی کے کاررواں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ......4 فوجی ہلاک اور کئی زخمی

☆ ایک اسیر بھائی کو گوانتانا موبے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواب دیکھنے والے ساتھی کے شہر میں عزیز و اقارب کے ساتھ تشریف فرما تھے......ان بھائی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ کیا کہ'' ہم نے اللہ تعالیٰ کے دین مبین کے لیے ہجرت کی، ہم نے ان سے کھانا پینا، جگہ، کپڑے مانگے......انہوں نے ہمیں نہیں دیئے''......اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ'' تمہیں شہادت مبارک ہو اور جنہوں نے تمہاری نصرت سے ہاتھ کھینچ رکھا، میں ان کی قیامت کے دن شفاعت نہیں کروں گا''۔

☆ ایک اسیر بیمار ترک بھائی کو گوانتانا موبے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی......اس ترک بھائی کے پاس پانی کی تین بالٹیاں پڑی تھیں، ایک بالٹی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور دوسری بالٹی سے پانی پیا اور اس ترک ساتھی سے بھی فرمایا کہ'' تم بھی پانی پیو''......اس ساتھی نے بھی پانی پیا تو اس کی تمام بیماریاں ختم ہوگئیں۔ یہ ترک بھائی سر چکرانے کی سخت تکلیف مبتلا تھا اور بار بار الٹیاں بھی کرتا تھا......اس خواب کے بعد وہ بالکل صحت مند ہوگیا اس ترک ساتھی کو بعد میں مزید دو مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔

☆ ایک اسیر بھائی نے گوانتانا موبے میں خواب دیکھا کہ وہ کمرے میں سو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں کی طرف سے کمرے میں داخل ہوئے ہیں اور ارشاد فرمایا کہ اَوُفَالَکَ اَوُفَالَه اَوُفَالَکُمُ......پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں کی طرف سے ہی کمرے سے باہر تشریف لے گئے، وہ بھائی بھی کمرے سے نکل کر برآمدے میں سے ہوتا ہوا باہر چلنے والی جگہ پر آیا، کیا دیکھتا ہے کہ وہاں پر ایک عالیشان کمرہ ہے، وہ اس کمرے میں داخل ہوا تو ایک انتہائی عالیشان سفید پوشاک کے ساتھ ایک تلوار پڑی تھی جو اُسے اُس کمرے سے ملی، اُس بھائی نے اس تلوار کو امریکی فوجیوں پر خوب چلایا اور اسی دوران میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل وہی الفاظ دہراتا رہا کہ اَوُفَالَکَ اَوُفَالَه اَوُفَالَکُمُ۔

☆ ایک اسیر بھائی نے گوانتانا موبے میں خواب دیکھا کہ اُحد کا میدان ہے وہاں طالبان مجاہدین ٹرکوں میں جا رہے ہیں تو کفار ان کو پتھر مار رہے ہیں جس سے طالبان زخمی اور لہولہان ہو جاتے ہیں پھر سامنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور شاید ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہیں......خواب دیکھنے والے بھائی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ'' یہ وہی جگہ ہے جہاں کفار نے مجھے تکلیف دی تھی، جس پر میں نے صبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے آخر میں فتح دی، لہٰذا آپ لوگ بھی صبر کریں ان شاء اللہ فتح آپ کی ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ ۲۰ مرتبہ ارشاد فرمایا۔

☆ ایک اسیر بھائی نے گوانتانا موبے میں خواب دیکھا کہ چند بوڑھی باپردہ عورتیں بیٹھی ہیں اور وہ بھائی ان بوڑھی عورتوں سے سر پر پیار لے رہا ہے کہ اچانک مجھے ان بوڑھی عورتوں کے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما نظر آتے ہیں، میں جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے کی طرف چل پڑتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسجد میں داخل ہو کر فجر کی دو سنتیں ادا کرتے ہیں وہاں مسجد میں ایک بہت بڑے جہادی کمانڈر جو عالم دین بھی ہیں انہیں دیکھتا ہوں پھر دیگر لوگ پوچھتے ہیں جماعت کون شخص کروائے گا تو خواب دیکھنے والا ساتھی کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی جماعت کروائیں گے! مگر اس دوران میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے نظر نہیں آتے تو بعد میں وہ جہادی کمانڈر جماعت کروانے کے لیے آگے کر دیے جاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: پشاور واقعہ......جرنیلی منصوبے'' زیرِ تکمیل'' ہیں!!!

ان باتوں کا مقصد پشاور کے واقعے کا دفاع نہیں بلکہ اس منافقانہ روش کو بے نقاب کرنا ہے جس میں مبتلا حکمرانوں اور جرنیلوں نے اس قوم کو قیام پاکستان سے لے کر اب تک جکڑ رکھا ہے......ان کی یہ خواہش ہے کہ ان کا طرزِ عمل اور منافقت پاکستانی قوم میں بھی سرایت کرے تاکہ جب شام میں ایک گھنٹے کے اندر پندرہ سو بچے تڑپ تڑپ کر جان دیں، کیمیائی حملوں اور بموں کا شکار ہوں تو اس پر خاموشی اختیار کی جائے......عراق میں مسلمان بہنوں کی عزتیں مسجد میں لا کر تار تار کی جائیں اور پاکستانی حکومت ایسے وقت میں عراق کے ساتھ دفاعی تعاون میں مشغول رہے......افغانستان میں امریکی تسلط کو برقرار رکھنے کے لیے یہ انہیں لاجسٹک سپورٹ بھی فراہم کریں اور ان کے قیام کو محفوظ بنانے کے لیے یہ قبائلی علاقہ جات میں مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگتے رہیں...... دوسری طرف یہ عوام سے امید رکھتے ہیں کہ ان کاموں کو'' حب الوطنی'' کی عینک لگا کر دیکھا جائے تو سب کچھ صحیح معلوم ہوگا......

اہل دانش کے لیے یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ ان صلیبی غلاموں کو نہ تو ان بچوں کے قتل سے کوئی سروکار ہے اور نہ ہی ان سے کوئی ہمدردی......ان کا مقصود تو بس ایسے واقعات کی امریکہ سے بہتر قیمت وصول کرنا اور مغربی اقوام سے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں صف اول کا اتحادی بننے پر چند تھپکیاں......پشاور واقعے کے بعد پاکستان کی جانب سے کی جانے والی اندھا دھند بمباری اور گولہ باری کے بعد امریکی صدر نے ایک بلین ڈالر پاکستان کے اتحادی سپورٹ فنڈ کی مد میں جاری کیے جس میں سے تین سو ملین ڈالر شمالی وزیرستان میں مجاہدین کے خلاف کارروائی سے منسلک ہیں......

☆☆☆☆☆

07 نومبر: صوبہ لوگر......ضلع برکی برک......مجاہدین کا سپیشل فورس کی گاڑی پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ......5 اہل کار ہلاک

قندھار ایئر بیس کا عقوبت خانہ

مجاہد مومند خان کی لرزہ خیز داستان

طالبان کے سقوط کے بعد افغانستان میں قتل عام کا ایک لامتناہی اور خوف ناک سلسلہ شروع ہوا۔ آتشیں اور الیکٹرانک بھٹیوں میں زندہ انسانوں کو جلا کر راکھ کر دینے والا طریقہ ہٹلر نے ایجاد کیا۔ ہم میں وہ لوگ جو یہودیوں کے قریب ہیں اور اسرائیل کے دورے بھی کر چکے ہیں۔ انہوں نے الیکٹرانک بھٹیوں میں زندہ انسانوں کو جلا دینے کی باتیں یہودیوں سے سن رکھی تھیں۔

ہمارے یہ ساتھی چاہتے تھے کہ عرب مجاہدین، طالبان اور ان کے حمایتی پشتونوں کو ایسی ہی بھٹیوں میں جلا کر راکھ کر دیا جائے۔ ان کا خیال تھا کہ رائفلوں، گنوں سے عرب مجاہدین اور طالبان کو ہلاک کرنا وقت اور ایمونیشن کا ضیاع ہے۔ اگر دوسرا طریقہ اختیار کیا جائے تو اس سے قتل عام کی رفتار بھی تیز ہوگی اور قتل ہونے والوں کا نام و نشان بھی نہیں رہے گا۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ افغانستان میں ایسی آتشیں اور الیکٹرانک بھٹیاں کہاں سے لائی جائیں؟

امریکیوں نے ہمیں اس کا ایک سیدھا سادا حل سمجھایا۔ وہ یہ تھا کہ ۱۵۰ افراد کی گنجائش والے کنٹینرز میں ۴۰۰، ۵۰۰ افراد کو محبوس کر کے تپتے صحرا اور آگ برسانے والے سورج کی دھوپ میں کھڑا کر دیا جائے۔ جب ہم نے ایسا کیا تو اس کے نتائج خاطر خواہ اور انتہائی حوصلہ افزا تھے۔ کنٹینرز کو دھوپ میں کھڑا کر کے زندہ انسانوں کو مارنے کا یہ طریقہ بھٹیوں میں انسانوں کو جلانے کے مقابلے میں زیادہ ”دلچسپ“ تھا۔

وہ اس طرح کہ بھٹیوں میں تو انسان لمحوں میں جل کر راکھ ہو جاتے تھے لیکن کنٹینروں میں قید لوگ ماہی بے آب اور مرغ بسمل کی طرح تڑپتے۔ جب اوپر سے سورج آگ برساتا اور نیچے سے صحرا کی ریت شعلے اگلتی تو لوہے کا کنٹینر جہنم بن جاتا۔ کنٹینرز میں محبوس قیدیوں کے چیخنے، تڑپنے، سسکنے، آہ و بکا کرنے، سر آہنی چادروں سے مارنے، قرآنی آیات کا ورد کرنے اور لرزا دینے والی آواز میں مناجات کرنے کی آوازیں آج بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہیں۔

قارئین کرام! یہ روح فرسا واقعات ہمیں شمالی اتحاد کے ایک سابق فوجی مومند خان نے سنائے۔ وہ بتا رہے تھے کہ کہنے کی حد تک میں مسلمان تھا، مسلمان ماں باپ کے گھر میں جنم لیا لیکن ایمان کے تقاضوں اور اس کی لذت و حرارت و حلاوت سے میں کبھی آشنا نہ تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ ایمان کیا ہے؟ حق و باطل، سچ اور جھوٹ، ہدایت اور گمراہی نیکی اور بدی میں کیا فرق ہے؟

میں پیدائشی جنگ جو ہوں، پہاڑوں کا بیٹا ہوں، اسلحہ چلانا، اس سے کھیلنا میرا موروثی مشغلہ ہے۔ ہمارے قبائل میں دشمنیاں نسل در نسل چلتی ہیں۔ ہمارے ہاں جواں مردی اور انصاف کا دوسرا نام خون کا بدلہ خون ہے۔ سات سال کی عمر میں میں نے اپنے تایا اور قبیلے کے دیگر پیر و جواں کے ہمراہ اپنے مخالف قبیلے کے خلاف معرکہ آرائی میں حصّہ لیا۔ مخالف قبیلے کے ساتھ جب ہماری دوسری خون ریز معرکہ آرائی ہوئی تب میری عمر دس سال تھی۔ اسی معرکہ میں میری رائفل سے نکلنے والی آتشیں گولی کا نشانہ بن کر مخالف قبیلے کا ایک فرد آخرت کے سفر پر روانہ ہوا۔

خون ریز تصادم کے اختتام پر میرے قبیلے کے جوانوں نے مجھے کندھوں پر اٹھایا بوڑھوں نے سینے سے لگایا۔ میرے تایا کو جب معلوم ہوا کہ دشمن قبیلے کا ایک فرد میری گولی لگنے سے کم ہو گیا ہے تو شدت جذبات کی وجہ سے میرے تایا کا چہرہ تمتما اٹھا، تایا نے میرے ایک ہاتھ کو اوپر اٹھایا اور گرجدار آواز میں یوں گویا ہوا: ”لوگو سنو! مجھے مبارک باد دو میرے بھتیجے، میرے بھائی کے بیٹے نے دشمن کے ایک فرد کو مار کر اپنی جواں مردی کا ثبوت دے دیا ہے۔ لوگو! مجھے مبارک باد دو کہ میرے بھائی کا بیٹا جوان ہو گیا ہے“۔

اس کے بعد جب ہم اپنے گاؤں پہنچے تو میرے تایا نے میرے باپ کے نام ایک محبت بھرا خط لکھوایا جس کا مفہوم تھا۔ ”دلبر خان! مبارک ہو تمہارے بیٹے مومند خان نے دوران جنگ دشمن کے ایک فرد کو مار گرایا ہے اس نے ثابت کر دکھایا ہے کہ اس کی رگوں میں ایک غیور قبائلی باپ کا خون دوڑ رہا ہے۔ اللہ نے چاہا تو تمہارا بیٹا آئندہ بھی بہادری و شجاعت کے ایسے ہی کارنامے ثبت کرتا رہے گا“۔

۱۰ سال کی عمر میں میں نے پہلے انسانی قتل کی صورت میں دشمنی اور انتقام کا جو پودا لگایا تھا۔ ۶۰ سال تک میں اس پودے کی دیکھ بھال کرتا رہا یہاں تک کہ یہ پودا جسیم اور تناور درخت بن گیا۔ داؤد، ظاہر شاہ، محمد ترکئی، حفیظ اللہ، ببرک کارمل اور ڈاکٹر نجیب اللہ ان سب کے ادوار میں نے دیکھے۔

جب روسی افواج کے ٹینکوں نے افغان سرزمین کو روندا اور اس کے بعد جہاد کا آغاز ہوا تو یہ منظر بھی میرے سامنے تھا لیکن میں روسی افواج کے خلاف نبرد آزما نہیں ہوا۔ میری رائفل روسی افواج کے خلاف نہیں اٹھی اور میرے قدم جہاد فی سبیل اللہ میں غبار آلود نہیں ہوئے۔ یہ نہیں کہ میں بزدل ہوں، انسانی جانوں اور ہتھیاروں سے کھیلنا میرا مشغلہ ہے۔ اس کے باوجود اگر میں نے جہاد فی سبیل اللہ میں حصّہ نہیں لیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ

08 نومبر: صوبہ ننگر ہار.......................ضلع دہ بالا.......................پولیس ہیڈ کوارٹر پر مزائیل حملہ.......................6 اہل کار ہلاک اور کئی زخمی

میرے تایا ان لوگوں میں پیش پیش تھے جنہوں نے روسی فوج کا استقبال کیا تھا۔

بات کو مزید آگے چلانے سے پہلے کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ میں اپنے والد کا مختصر تعارف کروا دوں تاکہ پڑھنے والوں کو پوری طرح میرا خاندانی پس منظر معلوم ہو سکے۔ میرے والد ۱۹۰۱ء میں پنجشیر کے نواحی علاقے میں پیدا ہوئے اور ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۱۸ سال کی عمر میں ایک حادثہ کے نتیجے میں میرے والد کو اپنا آبائی علاقہ چھوڑنا پڑا۔ اس کے بعد وہ چلتے چلاتے پھرتے پھراتے بنوں اور کوہاٹ کے علاقہ سے گزرتے ہوئے انگریزی افواج کے ایک کیمپ میں جا پہنچے۔ قصہ مختصر میرے والد فوج میں بھرتی ہو گئے اور مختصر وقت میں انہیں انگریزی افسروں کا قرب حاصل ہو گیا۔

مجھے یہ کہنے میں عار نہیں کہ میرے والد ایک دنیادار انسان تھے۔ اسلام، ایمان، وطن یہ سب چیزیں ان کے نزدیک ثانوی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ اپنے ہم مذہب مسلمانوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے کی بجائے ان کا انگریزوں اور ہندوؤں کے ساتھ میل ملاپ زیادہ تھا۔ میرے والد اور میرے تایا آپس میں بھائی ہی نہیں دوست بھی تھے۔ تایا جب بھی بھائی سے ملنے کے لیے ہندوستان جاتے تو واپسی پر ان کی زبان پر انگریز حاکموں کے قصیدے ہوتے۔ یہ تھا میرا خاندان جس میں میں نے آنکھ کھولی، پلا بڑھا اور جوان ہوا۔ دنیادار انگریز کے وفادار اور ہندوؤں کے غم خوار خاندان میں جنم لینے والا بچہ اور سب کچھ ہو سکتا تھا مگر دین دار، اسلام کا جانثار، جہادی جذبہ سے سرشار اور مسلمان ہرگز نہیں ہو سکتا تھا۔

روسی افواج کی آمد کے بعد میرے تایا اور والد نے افغانستان پر روسی تسلط کو مضبوط مستحکم کرنے کے لیے کیا کارہائے نمایاں انجام دیے یہ ایک طویل داستان ہے جس کا میری موجودہ کہانی کے ساتھ کوئی تعلّق نہیں ہے اس لیے ان تمام واقعات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اپنی داستان حیات کی طرف آنا چاہوں گا۔ اہل ایمان کو اللہ آزماتا ہے۔ مصائب و مشکلات کے ساتھ، تکالیف، شدائد کے ساتھ۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ کفر و نفاق الگ ہو جاتا ہے اور خالص ایمان والے لوگ الگ ہو جاتے ہیں۔

شمالی اتحاد کا معاملہ اس کے بالکل برعکس تھا۔ بلاشبہ ابتدا میں اس میں کچھ اچھے لوگ بھی تھے لیکن شمالی اتحاد میں برائی کا غلبہ، بھارت اور دیگر اسلام دشمن طاقتوں کے ساتھ دوستی کا جنون اتنا زیادہ تھا کہ آہستہ آہستہ اس اتحاد میں سے غیرت کا پہلو نکلتا گیا۔ اچھے لوگ نکلتے گئے یا نکال دیے جاتے رہے۔ پہلے وہ لوگ نکالے گئے جو تھوڑا بہت ایمانی جذبہ رکھتے تھے پھر ان کے گرد گھیرا تنگ ہوا جن میں اخلاص اور وطن کی محبت کی تھوڑی سی رمق موجود تھی۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب شمالی اتحاد قاتلوں اور ڈاکوؤں کا گروہ بن کر رہ گیا۔ جو شخص جتنا بڑا چور قاتل اور ڈاکو ہوتا، شمالی اتحاد میں وہ اتنا ہی قابل فخر اور باعث تکریم سمجھا جاتا۔

خاندانی پس منظر اور دنیا کی جاہ و طلب نے مجھے بھی شمالی اتحاد کی صفوں میں لا کھڑا کیا۔ طالبان کے عروج کے دور میں جب صوبوں کے گورنر اور عسکری گروپوں کے کمانڈر سرنڈر پہ سرنڈر کرتے چلے جا رہے تھے۔ بظاہر یوں معلوم ہو رہا تھا کہ طالبان لمحوں میں آندھی اور طوفان کی طرح پورے افغانستان پر چھا جائیں گے۔ اور شمالی اتحاد سمیت تمام مخالف قوتوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائیں گے یہ وہ ایام تھے کہ جب شمالی اتحاد اندرونی طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہا تھا، اندرون خانہ بہت سے دھڑے بن چکے تھے۔

بعض مضبوط دھڑوں کا خیال تھا کہ سرنڈر کر کے طالبان سے پناہ طلب کر لی جائے۔ ایسے سخت حالات میں شمالی اتحاد میں ایک ایسا گروہ بھی تھا کہ جن کے دلوں میں طالبان کے خلاف نفرت، دشمنی اور عداوت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکی تھی۔ یہ گروہ ہر صورت طالبان کو ملیا میٹ کر دینا، مٹا ڈالنا، روند دینا اور بیخ و بن سے اکھاڑ پھینک دینا چاہتا تھا۔ میرا تعلّق اسی گروہ سے تھا میں ہر صورت طالبان کو فنا کے گھاٹ اتار دینا چاہتا تھا۔

آج جب کہ میں ایک مختلف مقام پر کھڑا ہوں اور ماضی میں اپنی طالبان دشمنی پر غور کرتا ہوں تو مجھے اپنے رویئے پر کوئی حیرت نہیں ہوتی۔ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ دنیا کی جاہ و طلب نے مجھے شمالی اتحاد کی صفوں میں لا کھڑا کیا لیکن نہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ میں اپنی روح شیطان کے پاس گروی رکھ چکا تھا، میں اور میرے ساتھ شیطانی قوتوں کے پیامبر تھے۔

عرب مجاہدین نے سرزمین افغانستان پر ایمان اور نیکی کی جو کھیتی تیار کی اس کی پر بہار فضا اور میٹھی ہوا جلد ہی دنیا کو اپنی جلو میں لینے والی تھی۔ سو اس کے تدارک و ازالہ اور خاتمہ کے لیے شیطان نے ہمیں آلہ کار بنایا۔ ہم شیطانی اور بدی کی قوتوں کے ہرکارے بن گئے۔ عرب مجاہدین اور طالبان نہیں بلکہ ہم تو نیکی کی قوتوں، اسلام کی روشنی اور قرآن کی آواز کو ملیا میٹ کر دینا چاہتے تھے۔

ہمارے گروہ نے طالبان کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روکنے اور انہیں شکست و ہزیمت سے دو چار کرنے کے لیے ہر جتن اور حربہ استعمال کر ڈالا۔ روس سے روابط استوار کیے، بھارت کو وفاداریوں کا تعیّن دلایا۔ طالبان کے غلبے کی صورت میں خطے میں پاکستان کی بالادستی اور اس کے نتیجے میں مضبوط اسلامی بلاک کی تشکیل کی صورت پیدا ہونے والے خطرات سے اسرائیل اور امریکہ کو آگاہ کیا۔ آخر ہماری امیدیں بر آئیں، دلی تمنائیں پوری ہوئیں اور امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔

(بقیہ صفحہ ۵۳ پر)

08 نومبر: صوبہ تخار........................ضلع خواجہ غار........................مجاہدین کے گھات لگا کر حملے........................7 افغان فوجی ہلاک اور 3 زخمی

عالمی تحریک کے مختلف محاذ

محمد سعود میمن

یمن:

یمن میں القاعدہ فی جزیرہ عرب (انصار الشریعہ) کے مجاہدین حوثی شیعہ جنگ جوؤں اور حوثیوں کی مددگار اور امریکی ایجنٹ یمنی افواج سے مسلسل لڑائی میں مصروف ہیں اور انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ متعدد کارروائیوں میں مجاہدین القاعدہ کے ساتھ سنی قبائل بھی شامل رہے۔

۱۹ دسمبر: ایب، حوثی کونسل پر مجاہدین القاعدہ انصار الشریعہ کے دو حملے، دسیوں حوثی واصل جہنّم، کئی زخمی۔

۱۹ دسمبر: ایب میں اسلحہ و گولہ بارود پر آئی ای ڈی حملے میں حوثی جنگ جو ہلاک اور زخمی۔

۱۹ دسمبر: انصار الشریعہ کے مجاہدین کی فرانسیسی بالحاف لیکویفائیڈ گیس کمپنی پر کاتیوشا میزائل سے شیلنگ۔

۱۹ دسمبر: وسطی یمن میں ملٹری ساز و سامان پر بم حملے میں متعدد حوثی جنگ جو ہلاک و زخمی۔

۱۸ دسمبر: الحدیدہ، مجاہدین کا حوثیوں پر حملہ، دسیوں حوثی مردار۔

۱۸ دسمبر: وادی حضرموت، مجاہدین نے یمنی فوج کی بکتر بند گاڑیوں کو بم حملے سے نشانہ بنایا جس میں کئی فوجی ہلاک ہوئے۔

۱۸ دسمبر: رداع میں ''خابازہ'' میں حوثیوں کے عسکری مواقع پر مجاہدین کے حملے، نامعلوم ہلاکتیں۔

۱۸ دسمبر: مشرقی یمن میں یمنی آرمی پر بم حملہ، ۸ فوجی ہلاک، متعدد زخمی۔

۱۸ دسمبر: وسطی یمن، دو کار بم حملوں میں دسیوں حوثی مردار، کئی زخمی۔

۱۷ دسمبر: رداع میں حوثیوں کے عسکری مواقع پر مجاہدین کے مارٹر حملے، متعدد حوثی ہلاک اور زخمی۔

۱۴ دسمبر: رداع، انصار الشریعہ کے حوثیوں پر مسلسل حملوں میں کئی حوثی مردار اور زخمی۔

۱۴ دسمبر: شمالی یمن میں آئی ای ڈی حملے میں ایک حوثی رہنما ہلاک۔

۱۲ دسمبر: وسطی یمن میں چار مختلف مقامات پر مسلسل حملوں میں دسیوں حوثی جنگ جو ہلاک اور زخمی۔

۱۲ دسمبر: حضرموت، مجاہدین انصار الشریعہ نے یمنی بکتر بند فوجی گاڑی کو بم حملے سے نشانہ بنایا۔

۱۱ دسمبر: امریکی مغوی شہری کی رہائی کے لیے امریکن اسپیشل فورسز کی کارروائی کے نتیجے میں شہید ہونے والے مسلمانوں کا انتقام لیتے ہوئے العند فوجی اڈے میں امریکی فوج کو گراڈ میزائیلوں سے نشانہ بنایا۔

۱۱ دسمبر: انصار الشریعہ کے مجاہدین نے جمعرات ۱۹ صفر ۱۴۳۶ھ بمطابق ۱۱ دسمبر ۲۰۱۴ء کو جنوبی یمن کی ولایت 'لحج' میں 'العند' فوجی اڈے پر امریکی فوج کے لیے مختص حصّہ پر گراڈ میزائیلوں سے حملہ کیا۔ صبح کے تقریباً دو بج کر دس منٹ العند فوجی اڈے کے امریکی فوج کے لیے مختص حصّے پر 7 گراڈ میزائیل فائر کیے، اس کارروائی کو ''ہمارے شہدا کا بدلہ'' کا نام دیا گیا؛۔

۱۰ دسمبر: ذھمر، مجاہدین انصار الشریعہ نے حوثیوں کے مرکز میں حوثی رہنماؤں کی میٹنگ کو آئی ای ڈی کے ذریعے نشانہ بنایا، نامعلوم جانی نقصان۔

۱۰ دسمبر: رداع، میں حوثیوں کی چیک پوائنٹ پر انصار الشریعہ کے مجاہدین کا حملہ، ۲۰ حوثی جنگ جو ہلاک۔

۱۰ دسمبر: وسطی یمن، انصار الشریعہ مجاہدین کا حوثیوں کے ملٹری ساز و سامان پر گھات حملہ، تین حوثی جنگ جو ہلاک۔

۹ دسمبر: حضرموت میں القاعدۃ جزیرۃ العرب (انصار الشریعہ) کے دو فدائی مجاہدین کے، یمنی فوج کے سربراہ کے دورہ کے موقع پر ہیڈ کوارٹر پر استشہادی حملے میں درجنوں فوجی ہلاک و زخمی۔

۹ دسمبر: مشرقی یمن میں آرمی کے اسلحہ اور ساز و سامان پر مجاہدین کا بم حملہ، تین یمنی فوجی ہلاک۔

۹ دسمبر: حوثی لیڈرشپ کے مرکز پر مجاہدین کے بم حملوں میں ۱۱ حوثی جنگ جو ہلاک، متعدد زخمی۔

۹ دسمبر: یمنی دارالحکومت صنعاء میں حوثی سیاست دان کے گھر پر حملے میں ۱۸ حوثی جنگ جو ہلاک، متعدد زخمی۔

۹ دسمبر: وقار، مجاہدین نے پاپولر کمیٹی کی چیک پوائنٹ کو بم حملے سے نشانہ بنایا، متعدد ہلاکتیں۔

۹ دسمبر: حضرموت، دو کار بم حملوں میں دسیوں یمنی فوجی ہلاک اور زخمی۔

۸ دسمبر: مشرقی یمن، بم حملے میں ۳ یمنی فوجی ہلاک۔

۸ دسمبر: وسطی یمن، مجاہدین انصار الشریعہ نے دو مختلف حملوں میں حوثیوں کی دو ملٹری کٹ

08 نومبر: صوبہ ہلمند .... ضلع موسیٰ قلعہ .... مجاہدین نے دو فوجی گاڑیوں کو بارودی مواد سے نشانہ بنایا .... دونوں گاڑیاں تباہ .... 6 افغان فوجی ہلاک اور 3 زخمی

(اسلحہ وگولہ بارود) کو تباہ کیا۔

۸ دسمبر: ابین، انصارالشریعہ کے مجاہدین نے یمنی آرمی کے اسلحہ اور گولہ بارود کو بم حملے سے نشانہ بنایا۔

۸ دسمبر: یمنی دارالحکومت صنعاء میں حوثی جنگ جوؤں کی پریڈ پر مجاہدین کا آئی ای ڈی بم حملہ، کئی حوثی مردار متعدد زخمی۔

۸ دسمبر: ایب، مجاہدین القاعدہ انصارالشریعہ کا حوثی جنگ جو رہ نما کے گھر پر بم حملہ، کئی جنگ جو ہلاک اور زخمی۔

۸ دسمبر: وسطی یمن، مجاہدین اور حوثی اثر یافتہ یمنی فوج میں جھڑپیں، ایک یمنی فوجی ہلاک کئی زخمی۔

۸ دسمبر: رداع، انصارالشریعہ کے مجاہدین کا حوثی اسلحہ خانے پر بم حملہ۔

۸ دسمبر: ذھمر صوبہ، مجاہدین انصارالشریعہ کی ٹینک کے ذریعے حوثی جنگ جوؤں کی عمارت پر گولہ باری، کئی جنگ جو زخمی۔

۸ دسمبر: ذھمر، انصارالشریعہ کے مجاہدین کا حوثی چیک پوائنٹ پر حملہ، کم از کم ایک حوثی جنگ جو ہلاک۔

۵ دسمبر: مآرب، مجاہدین انصارالشریعہ نے ایک یمنی فوجی گاڑی سے ۵۰ لاکھ یمنی ریال غنیمت میں حاصل کر لیے۔

۵ دسمبر: رداع، مجاہدین انصارالشریعہ کا حوثی اسلحہ اور گولہ بارود پر بم حملہ، ۷ حوثی جنگ جو ہلاک۔

۵ دسمبر: مجاہدین کی جانب سے اسلحہ ڈپو پر بم حملے میں ۵ حوثی جنگ جو ہلاک اور متعدد زخمی۔

۵ دسمبر: حوثی (شیعہ) جنگ جوؤں کی مدد کرنے پر یمنی کرنل مجاہدین القاعدہ کی جانب سے ہدفی کارروائی میں ہلاک۔

۳ دسمبر: مجاہدین القاعدہ نے اپنی تحویل میں موجود امریکی مغوی شہری ''لیوک سومرز'' کی ویڈیو جاری کر دی، مطالبات پورے نہ ہونے پر ۳ دن میں مغوی کو قتل کرنے کی دھمکی (بعد میں امریکہ نے مغوی کو مجاہدین سے چھڑوانے کے لیے حضرموت اور شبوہ میں دو ناکام کارروائیاں کیں جس میں کئی عام شہری شہید ہوئے جواب میں مجاہدین نے لیوک سومرز کو قتل کر دیا)۔

۲ دسمبر: صنعاء میں ایرانی سفارت کار کے گھر پر انصارالشریعہ کے مجاہدین کا کار بم حملہ، کئی اہل کار ہلاک اور زخمی۔

۲ دسمبر: ایب، انصارالشریعہ کے مجاہدین کی فائرنگ سے حوثی جنگ جو کمانڈر شدید زخمی۔

۲ دسمبر: ابین، مجاہدین انصارالشریعہ کا یمنی آرمی کے بٹالین کمانڈر پر گھات حملہ۔

۲ دسمبر: ابین ملٹری کو پانی سپلائی کرنے والے ٹرک پر بارودی سرنگ کا حملہ متعدد یمنی فوجی ہلاک اور زخمی۔

۲ دسمبر: الحدیدہ، پولیٹیکل سیکورٹی انوسٹی گیشن چیف کی کار پر مجاہدین القاعدہ، کا بم حملہ، چیف شدید زخمی۔

یکم دسمبر: یمنی دارالحکومت صنعاء میں حوثی (شیعہ) جنگ جو رہ نما کے گھر پر بم حملہ۔

۳۰ نومبر: مشرقی یمن میں مجاہدین کا فوجی اسلحہ اور گولہ بارود پر بم حملہ، تین فوجی ہلاک۔

۲۹ نومبر: یمنی فوج کے پیدل کانوائے پر مجاہدین کا بم حملہ، متعدد زخمی۔

۲۸ نومبر: البیضاء، انصارالشریعہ کے مجاہدین کا حوثی جنگ جوؤں پر بڑا حملہ، درجنوں حوثی ہلاک اور زخمی۔

۲۸ نومبر: وسطی یمن میں اسلحے اور ملٹری ساز وسامان پر مجاہدین انصارالشریعہ (القاعدہ فی جزیرہ عرب) کا بم حملہ متعدد حوثی جنگ جو ہلاک اور زخمی۔

۲۴ نومبر: القاعدہ مجاہدین اور مجاہد قبائل کے وسطی یمن میں حوثیوں کے مراکز اور اجتماعات پر مسلسل حملے، متعدد ہلاکتیں۔

۲۴ نومبر: ابین، دائقہ وادی میں مجاہدین کا یمنی آرمی کی گاڑی پر بم حملہ، متعدد ہلاکتیں۔

۲۳ نومبر: رداع، مجاہدین القاعدہ، انصارالشریعہ کا فوجی اسلحے کے ذخیرے پر حملہ، ۷ حوثی جنگ جو بم حملے میں ہلاک۔

۲۳ نومبر: وسطی یمن ۴ حوثی مجاہدین کے راکٹ حملے میں ہلاک۔

۲۳ نومبر: حوثیوں کے زیر اثر یمنی فوج کی گاڑی پر مجاہدین کا بم حملہ گاڑی میں موجود یمنی فوجی ہلاک۔

۲۱ نومبر: وسطی یمن مجاہدین انصارالشریعہ نے حوثی جنگ جوؤں کے گھروں پر دو بم حملے۔

۲۱ نومبر: انصارالشریعہ کے مجاہدین نے حوثیوں کے اسلحہ اور ساز وسامان کے ذخیرے کو آئی ای ڈی حملے سے تباہ کر دیا۔

۲۱ نومبر: ابین میں آئی ای ڈی حملے کے ذریعے حوثی جنگ جو مجاہدین کے ہاتھوں ہلاک۔

۲۱ نومبر: حوثی جنگ جو وسطی یمن میں انصارالشریعہ کے مجاہدین کی ہدفی کارروائی میں ہلاک۔

شام:

۱۵ دسمبر: جبهة النصرة ور دوسرے اسلامی جنگ جوؤں نے شمال مغربی صوبے ادلب میں دو روز کی شدید لڑائی کے بعد سرکاری فوج کے دو اہم اڈوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ جبهة النصرة نے وادی الضیف ائربیس پر قبضہ کیا۔ اور حرکۃ أحرار الشام الإسلامیۃ نے الحامدیہ ائربیس پر قبضہ کیا۔ اس لڑائی میں بشار کے ۵۵ فوجی ہلاک اور کئی فرار ہو گیا سرکاری فورسز نے پہلے وادی الضیف کو خالی کیا اور وہ الحامدیہ کی جانب چلی گئی تھیں اور پھر وہاں سے انھوں نے

08 نومبر: قندوز شہر.................افغان فوج کے پیدل دستوں پر مجاہدین کا حملہ.................6 فوجی ہلاک اور 5 زخمی

نزدیک واقع گاؤں بسیدا کا رُخ کیا لیکن مجاہدین نے اس پر بھی قبضہ کرلیا ہے۔ اس کے بعد سرکاری فوج ایک اور گاؤں معرحطاط میں مورچہ بند ہونے پر مجبُور ہوگئی ہے اور اب اس کا بھی محاصرہ کیا جارہا ہے۔

۱۳ دسمبر: ریف حلب میں اسلامی جنگ جوؤں اور بشار فوجیوں کے درمیان شدید لڑائی کا اطلاع ہے، مجاہدین کا کہنا ہے کہ بشار کے کئی فوجی جہنّم واصل ہو چکے ہیں۔

۵ دسمبر: شام کے شہر الشیخ مسکین میں اسلامک فوج اور بشار فوج کے درمیان لڑائی۔

۳۰ نومبر: حلب میں اسدی فوج کے اہم ٹھکانے کی طرف الجبہۃ الإسلامیۃ اور جبہۃ النصرۃ کی پیش قدمی جارے۔

حلب میں بشار کے حامیوں کا گڑھ سمجھے جانے والے شمالی قصبے الزہراء اور اہم فوجی ٹھکانے کی طرف پیش قدمی شروع کی ہے۔ اطلاعات کے مطابق النصرہ فرنٹ کے جنگ جوؤں نے الزہراہ ٹاؤن کے قریب متمرکز شامی فوج کے مختلف ٹھکانوں پر بارود سے بھری گاڑیوں سے حملے کیے ہیں جس کے بعد فریقین میں ایک دوسرے کے خلاف بھاری اور درمیانے درجے کے ہتھیاروں سے حملے جاری ہیں۔ النصرہ فرنٹ کے مجاہدین نے شمالی حلب میں بشار کے اہم مرکز الزہرا قصبے کے جنوب اور مشرقی اطراف سے حملے کیے جس کے بعد سرکاری فوجیوں کو پسپائی اختیار کرنا پڑی ہے۔ النصرہ فرنٹ کے مجاہدین کے کار بم دھماکوں اور اندھا دھند گولہ بارے کے نتیجے میں اسدی فوج کے دسیوں اہل کار ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں۔ بم دھماکوں کے بعد النصرہ فرنٹ کے مجاہدین نے کافی پیش قدمی کرلی ہے۔

حلب میں اسدی فوج کے اہم ٹھکانے کی طرف الجبہۃ الإسلامیۃ اور جبہۃ النصرۃ کی پیش قدمی جاری۔ حلب میں بشار کے حامیوں کا گڑھ سمجھے جانے والے شمالی قصبے الزہراء اور اہم فوجی ٹھکانے کی طرف پیش قدمی شروع کی ہے۔ اطلاعات کے مطابق النصرہ فرنٹ کے مجاہدین نے الزہراہ ٹاؤن کے قریب متمرکز شامی فوج کے مختلف ٹھکانوں پر بارود سے بھری گاڑیوں سے حملے کیے ہیں جس کے بعد فریقین میں ایک دوسرے کے خلاف بھاری اور درمیانے درجے کے ہتھیاروں سے حملے جاری ہیں۔ النصرہ فرنٹ کے مجاہدین نے شمالی حلب میں بشار کے اہم مرکز الزہرا قصبے کے جنوب اور مشرقی اطراف سے حملے کیے جس کے بعد سرکاری فوجیوں کو پسپائی اختیار کرنا پڑی ہے۔ النصرہ فرنٹ کے مجاہدین نے کار بم دھماکوں اور اندھا دھند گولہ بارے کے نتیجے میں اسدی فوج کے دسیوں اہل کار ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں۔ بم دھماکوں کے بعد النصرہ فرنٹ کے مجاہدین نے کافی پیش قدمی کرلی ہے۔

۲۶ نومبر: جبھۃ اسلامی کے مجاہدین کے ایک حملہ میں بشار کے کئی فوجی عمارت کے ملبے تلے دب کر ہلاک۔

۲۱ نومبر: البعث شہر پر جبہۃ النصرہ کے مجاہدین نے بھرپور حملے کے بعد البعث شہر پر قبضہ کرلیا، اسرائیل سے متصل جنوبی شام کے علاقے وادی گولان میں شامی فوج کے آخری مرکز پر القاعدہ کی ذیلی تنظیم جبہۃ النصرہ اور احرار اشام وجبہۃ اسلامیہ نے ایک بڑا حملہ کیا۔ اسرائیلی سرحد سے چند سو میٹر دور اسدی فوج کا یہ مرکز اس علاقے میں آخری اہم ترین پوسٹ ہے۔ یہ حملہ مجاہدین کی اس تازہ مہم جوئی کا حصّہ ہے جس میں اس سے قبل وہ القنیطر ہ گورنری سے اسدی فوج کو نکال کر مکمل قبضہ کر چکے ہیں۔ اس علاقے میں اہم ترین مقام البعث شہر اور خان آرنبہ قصبہ باقی بچے ہیں۔ البعث پر بھی شامی اسلام پسند گروپوں نے ایک بڑا حملہ کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ آئندہ دنوں میں بشار الاسد کی فوج کو یہاں سے بھی نکال سکتے ہیں۔

۲۱ نومبر: شام کے شہر الزہرہ میں مجاہدین اور بشار فوج کے درمیان شدید لڑائی۔

۲۰ نومبر: شام کے شہر ریف اللاذقیۃ میں اسلام پسندوں اور بشار فوجیوں کے درمیان شدید لڑائی۔

ارضِ صومال اور کینیا:

۲۰ دسمبر: کینیا، مجاہدین الشباب نے ''لاموُ'' کاؤنٹی ''نیا نگروُ'' میں ایک بس پر حملہ، تمام مسلم مسافروں کی وجہ سے بس کو بحفاظت جانے دیا۔

صومالیہ: مقدیشو، الشباب مجاہدین کا ''کدھا'' نامی علاقے میں حملہ اور شدید لڑائی کے بعد ''کدھا'' ضلع کو آزاد کرالیا، بڑی تعداد میں فوجیوں کے مردار ہونے کی اطلاعات جب کہ سرکاری ذرائع نے کم از کم ۲ فوجیوں کی ہلاکت کی تصدیق کردی۔

۱۹ دسمبر: بلادوین قصبے میں صومالی فورسز نے صحافیوں کی گرفتاریوں پر احتجاج کرنے والے عوام پر فائر کھول دیا کم از کم ۵ افراد زخمی۔

۱۹ دسمبر: براوی ''امباریسو'' گاؤں میں امیصوم کے ملٹرئی بیس پر مجاہدین القاعدہ فی صومال (الشباب) کا شدید حملہ، نامعلوم ہلاکتیں۔

۱۸ دسمبر: مقدیشو ''لافولے'' ضلع میں صومالی فورسز کے ملٹری بیس پر مجاہدین القاعدہ (الشباب) کا شدید حملہ، ہلاکتوں کی اطلاعات۔

۷ دسمبر: وسطی صومالیہ ''بل بارڈی'' قصبے میں مجاہدین الشباب کا صومالی فوجی بیس پر حملہ، شدید جھڑپیں، نامعلوم ہلاکتیں۔

۷ دسمبر: مجاہدین القاعدہ فی صومال (الشباب) کے ترجمان کے مطابق الشباب نے رواں سال تقریباً ۹ ملین ڈالر کی زکوٰۃ مویشیوں کی صورت میں جمع کی اور ۵۰۰۰ سے زائد مستحق خاندانوں میں تقسیم کردی۔

۷ دسمبر: براوی ''اقبتلال'' گاؤں کے قریب امیصوم کے فوجی قافلے پر مجاہدین کے آئی ای ڈی بم حملے، ۳ فوجی گاڑیاں اپنے سواروں سمیت تباہ۔

09 نومبر: صوبہ نورستان..........ضلع نورگرام..........مجاہدین اور افغان فوجیوں کے مابین جھڑپ..........8 افغان فوجی ہلاک اور کئی زخمی

۱۶دسمبر: کینیا کی حکومت نے مجاہدین کی مالی مدد کے الزام میں کئی پرائیویٹ آرگنائزیشنز کو ختم کرادیا۔

۱۵دسمبر: گلغدود ریجن، مجاہدین الشباب نے ''واجھو'' قصبے کو ایتھوپین افواج سے دوبارہ آزاد کرالیا، شدید جھڑپیں۔

۱۵دسمبر: براوی قصبے میں صومالی فورسز کی گاڑی پر سڑک کنارے بم حملہ، متعدد فوجی زخمی۔

۱۴دسمبر: وسطی شبیلی ریجن ''راگا سیلی'' قصبے میں صومالی افواج پر مجاہدین الشباب کا حملہ، شدید جھڑپوں میں کم از کم ۱۲فوجی ہلاک۔

۱۴دسمبر: صومالی دارالحکومت مقدیشو میں موجود سب سے بڑے امیصوم ملٹری بیس پر مجاہدین کے مارٹر حملے، نامعلوم ہلاکتیں۔

۱۴دسمبر: جنوبی صومالیہ میں وار ماہان اور تہسیلی گاؤں میں مجاہدین کا صومالی ملٹری بیس پر حملہ، کم از کم ۱۰فوجی ہلاک، ۳فوجی گاڑیاں تباہ۔

۱۳دسمبر: گلگالا ریجن، مجاہدین الشباب کا پنٹ لینڈ فورسز پر حملہ، نامعلوم ہلاکتیں۔

۱۲دسمبر: گلگالا ریجن کے پہاڑی علاقے میں پنٹ لینڈ فورسز کی بکتر بند گاڑی مجاہدین کے بم حملے میں تباہ، ۳فوجی ہلاک، متعدد زخمی۔

۱۲دسمبر: صوفی ملیشیا نے وسطی صومالیہ میں گرویسل قصبے میں ایڈمن ہیڈکواٹر پر حملہ کر کے شدید لڑائی کے بعد قبضہ کرلیا، کئی فوجی ہلاکتیں، جنرل گوبالے نے بھاگ کر جان بچائی۔

۱۲دسمبر: صوفی ملیشیا کا دھوساما رب میں صومالی افواج کے بیسز پر حملے، متعدد ہلاکتیں۔

۱۲دسمبر: ہواڈلے نامی گاؤں پر صوفی ملیشیا کے حملے میں صومالی افواج کا کمانڈر دوسرے فوجیوں کے ہمراہ ہلاک۔

۱۱دسمبر؛ مارکو اوباسیبو نامی علاقے میں مجاہدین الشباب کا امیصوم ملٹری بیس پر شدید حملہ، شدید جھڑپیں اور بم حملے، درجنوں امیصوم فوجی ہلاک۔

۱۰دسمبر: قوریولے قصبے میں امیصوم فوجی بیس پر مجاہدین الشباب کا حملہ نامعلوم ہلاکتیں۔

۱۰دسمبر: وسطی صومالیہ ''ال گراس'' اور ''الاہیلے'' قصبوں میں ایتھوپین افواج اور مجاہدین الشباب میں شدید لڑائی، بڑی تعداد میں فوجی ہلاک وزخمی۔

۱۰دسمبر: صومالی افواج نے مجاہدین کی رشتہ دار ۵ خواتین کو شہید کر دی۔

۹دسمبر: مجاہدین الشباب نے دو جاسوسوں کو قتل کر دیا۔

۸دسمبر: مقدیشو میں ۲۴ گھنٹوں میں ۲ سیکورٹی آفسرز مجاہدین کی ہدفی کارروائیوں میں ہلاک۔

۸دسمبر: مجاہدین القاعدہ (الشباب) نے صومالی بارڈر کے قریب '' گادوندھاوی'' نامی گاؤں کو کینین ڈیفنس فورسز سے دوبارہ آزاد کرالیا۔

۸دسمبر: کینیا کا ؤنٹر ٹیرارزم فورسز کے ڈیتھ سکواڈ مسلمان علمائے کرام کو ہدفی کارروائیوں میں شہید کرنے میں مصروف۔

۷دسمبر: وسطی صومالیہ ''ال گراس'' قصبے میں ایتھوپین فوجی بیسز پر مجاہدین الشباب کا شدید حملہ، ہلاکتوں کی اطلاعات۔

۷دسمبر: مقدیشو، سائید کا جنکشن میں صومالی فوجی گاڑی پر سڑک کنارے بم حملہ، نامعلوم ہلاکتیں۔

۶دسمبر: مقدیشو، فوجی بیس پر مجاہدین الشباب کا شدید حملہ، نامعلوم ہلاکتیں۔

۶دسمبر: بالیڈوگل ائیر پورٹ کے قریب ''بور ہاکابا'' کا ڈپٹی کمشنر دو حکومتی اہل کاروں سمیت مجاہدین الشباب کے گھات حملے میں ہلاک۔

۴دسمبر: مجاہدین الشباب کی جانب سے کینیائی جیٹ طیارے کی تباہی۔

۴دسمبر: کسمایو کے قریب ''دھاسگ-وامو'' نامی گاؤں میں کینین ڈیفنس فورس کے جیٹ طیاروں کی بم باری۔

۴دسمبر: مجاہدین الشباب کی اینٹی ائیر کرافٹ گنوں سے جوابی فائرنگ۔

۴دسمبر: مجاہدین کی اینٹی ائیر کرافٹ گنوں نے ایک طیارے کو کامیابی سے نشانہ بنا ڈالا، طیارہ گر کر تباہ اور ایک پائلٹ میجر ''اوٹنگو'' مردار دوسرا پائلٹ ''جوناتھن'' کے بارے میں معلوم نہیں ہوسکا، مجاہدین نے پائلٹ میجر ''اوٹنگو'' کی لاش کو قبضے میں لے کر کسی خفیہ جگہ پر دفن کر دیا اور اس سے متعلقہ مختلف دستاویزات قبضے میں لے لیں جس کے مطابق میجر اوٹنگو ۱۹۸۲ء میں پیدا ہوا تھا اور اس نے اپنی فوجی تربیت اردن سے حاصل کی تھی۔

۳دسمبر: گلگالا کی پہاڑیوں میں ''بوساسو'' میں پنٹ لینڈ فورسز کے قافلے پر مجاہدین الشباب کا بم حملہ، ایک گاڑی اپنے سواروں سمیت تباہ۔

۳دسمبر: مقدیشو ڈرائیو بائی شوٹنگ میں ایک پارلیمنٹیرین ہلاک ایک شدید زخمی۔

۲دسمبر: مقدیشو ائیر پورٹ کے قریب اقوام متحدہ کے غیر ملکی اہل کاروں پر مشتمل کانوائے پر مجاہدین کا کار بم حملہ، ڈپٹی انٹیلی جنس چیف آف دھار کینیلے ڈسٹرکٹ سمیت کئی اہل کار ہلاک اور زخمی۔

یکم دسمبر: گادوندھاوی گاؤں میں کینیا صومالیہ بارڈر کے قریب کینین ڈیفنس فورس کے کانوائے پر بم حملہ، ایک گاڑی تباہ، کم از کم ایک اہل کار ہلاک ۶ زخمی۔

یکم دسمبر: جلیب ٹاؤن میں یوگنڈا سے جاسوسی کی تربیت لینے والی ایک حکومتی جاسوسہ کو مجاہدین نے قتل کر دیا۔

یکم دسمبر: کینیا کے شہر ممباسا، مجاہدین نے ہدفی کارروائی میں کینین ڈیفنس فورسز آفیسر کو قتل کر دیا۔

یکم دسمبر: منڈیرا میں مجاہدین الشباب کا ایک اور حملہ ۳۷ غیر مسلم کینیائی باشندوں کو قتل کر دیا۔

09 نومبر: صوبہ ہلمند......ضلع نوزاد......مجاہدین کے حملے......7 فوجی ہلاک اور کئی زخمی

یکم دسمبر: واجیر ٹاؤن میں مجاہدین کا حملہ، ایک کینیائی باشندہ ہلاک، ۵ زخمی۔

۳۰ نومبر: گیدو ریجن "گاربہارے" ٹاؤن میں ایتھوپین فوجیوں پر مجاہدین الشباب کا حملہ، ہلاکتوں کی اطلاعات۔

۳۰ نومبر: مقدیشو "یکشید" ڈسٹرکٹ میں صومالی افواج کی گاڑی پر مجاہدین کا بم حملہ، ۴ فوجی ہلاک، کئی زخمی۔

۳۰ نومبر: مقدیشو، ایک صومالی فوجی مجاہدین کی ہدفی کارروائی میں ہلاک۔

۳۰ نومبر: مقدیشو، الشباب مجاہدین نے صومالی اہل کار کو ہدفی کارروائی میں قتل کر دیا۔

براوی قصبے میں امیصوم کانوائے پر مجاہدین الشباب کا گھات حملہ، شدید لڑائی، متعدد ہلاکتیں۔

۳۰ نومبر: کینیا، گریسا قصبے میں مجاہدین الشباب نے پولیس آفیسر کو قتل کر دیا۔

۲۸ نومبر: زیریں شبیلی "بلومریز" اور "قوریولے" میں امیصوم کے مرکز پر مجاہدین الشباب کا حملہ۔

۲۷ نومبر: کینیائی ایئر فورس کے جیٹ طیاروں کی صومالیہ میں عام آبادی اور سکولوں پر بم باری، کئی عام شہری جاں بحق۔

۲۷ نومبر: صومالی دارالحکومت مقدیشو میں صومالی فورسز کے مرکز پر مجاہدین القاعدہ کا حملہ، ہلاکتوں کی اطلاعات۔

۲۵ نومبر: مقدیشو "سنکادھیر" میں صومالی فوجیوں پر یکے بعد دیگرے ۲ ریموٹ کنٹرول بم حملے، ایک گاڑی تباہ، متعدد ہلاک وزخمی۔

۲۴ نومبر: سنکادھیر، مقدیشو میں حکومتی فوجیوں پر دو بم حملے، نامعلوم ہلاکتیں۔

۲۴ نومبر: جیلیب قصبے میں کینین ایئر فورس کی بم باری۔

۲۴ نومبر: بیلید ہاوو ضلع میں کینین ایئر فورس کی بم باری سے بڑی تعداد میں شہریوں کی شہادتیں۔

۲۲ نومبر: کینین جیٹ فائٹرز نے مجاہدین الشباب کے زیر کنٹرول علاقے پر بم باری کی جس میں ایک شہری شہید اور درجنوں مویشی ہلاک۔

۲۱ نومبر: مجاہدین الشباب نے کینیا کے شہر منڈیرا میں ایک بس کو روک کر اس میں موجود اٹھائیس کافر مسافروں کو قتل کر دیا جن میں ۴ پولیس افسران بھی شامل تھے۔ مجاہدین الشباب نے اس کارروائی کی ذمہ داری قبول کر لی اور اسے ممباسا کے مسلمانوں کے قتل عام اور ان پر ظلم کا بدلہ قرار دیا۔

متفرق:

۹ دسمبر: انصار الشریعہ کے مجاہدین نے بن غازی میں حفتار فورسز کے ایک ٹینک کو نشانہ بنانے کی ویڈیو جاری کر دی۔

۲۷ نومبر: لیبیا میں حفتار فورسز کے وحشیانہ فضائی حملے میں، ۸ عام شہری جاں بحق ۲۴ زخمی۔

۲۹ نومبر: تیونس، مجاہدین نے ایک پولیس آفیسر کو الجیرین بارڈر سے اغوا کر کے قتل کر دیا۔

۳۰ نومبر: برکینا فاسو، فرانسیسی ہیلی کاپٹر گر کر تباہ، سرکاری ذرائع نے ایک فرانسیسی فوجی کی ہلاکت کی تصدیق کر دی۔

۲۷ نومبر: مصر، حکومت مخالف مظاہروں میں جھڑپیں متعدد مظاہرین شہید، مصری آرمی کے دو فوجی اہل کار اور ایک آرمی آفیسر ہلاک۔

۲۵ نومبر: بارودی سرنگ دھماکے میں مالی کے دو فوجی ہلاک۔

دسمبر کے ابتدائی ہفتے میں مالی میں ایک بم حملے میں ۳ چاڈین فوجی زخمی۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: قندھار ایئر بیس کا عقوبت خانہ

امریکی کہتے تھے کہ افغانستان میں ہماری فوج نہیں بلکہ ہمارا ڈالر لڑے گا۔ چنانچہ جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو اس نے شمالی اتحاد اور طالبان مخالف گروہوں میں بے دریغ ڈالر تقسیم کیے، ڈالروں کی چمک دمک نے اپنا کام خوب دکھایا اور افغانستان کا سقوط بہت جلد ہو گیا تاہم عرب مجاہدین اور طالبان کی بڑی تعداد نے نہایت جاں فشانی کے ساتھ آخری دم تک جم کر اور ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن امریکی بھاری بھرکم اسلحہ کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئے۔ اس کے بعد افغانستان میں جبر و تشدد کی جو آندھی چلی اور ظلم کا جو بازار گرم ہوا اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ شمالی اتحاد والوں نے جو ظلم کیا اس میں میں بھی برابر کا شریک رہا ہوں بلکہ جو امریکیوں نے کیا اس کا بھی عینی شاہد ہوں۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ شمالی اتحاد والوں نے بحیثیت مجموعی امریکیوں کی تابع داری و فرماں برداری کی انتہا کر دی، انہیں ان داتا اور ان کے اشارہ ابرو کو حکم کا درجہ دیا، امریکیوں کی خوش نودی کی خاطر اپنے ہم وطن اور ہم مذہبوں پر گولیاں چلائیں۔ انہیں مکانوں میں بند کر کے زندہ جلا دیا۔ سنگینوں سے عرب مجاہدین کی خواتین اور بچوں کے برہنہ جسموں پر فتح کے نشان ثبت کیے اور امریکی پرچم بنائے۔ اپنی مسلمان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی عزت و عصمت کو داغ دار کیا بہت سی عفت مآب خواتین پیشہ ور دلالوں کے ہتھے چڑھ گئیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

10 نومبر: صوبہ لوگر.....................صدر مقام پل عالم.....................فدائی مجاہد کا پولیس ہیڈ کوارٹر شہیدی حملہ.....................3 کمانڈروں سمیت 13 فوجی ہلاک اور 2 گاڑیاں تباہ

کچھ جہادی مصلحتیں

خلیل عزیز

یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ امریکہ، نیٹو اوران کے کٹھ پتلی اپنی تمام تر قوت، وحشیانہ مظالم اور جنگی اسٹریٹجی کے باوجود کامیاب نہ ہوسکے۔ وہ افغان عوام کے بل بوتے پر جاری اس جہادی تحریک کونقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ان کی خواہش مختلف الزامات لگا کراسے داغ دار کرنا ہے۔ان کی تمنا طالبان کے واضح اہداف اور نصب العین کوطرح طرح کے پروپیگنڈوں سے مشکوک بنانا ہے۔ان کی آرزو طالبان اورعوام کے درمیان فاصلے پیدا کرنا ہے۔تاکہ مجاہدین اورعام لوگوں کوآپس میں لڑا کرایک دوسرے کامخالف دیا جائے۔

سوچنے والی بات یہ ہے کہ امریکہ، نیٹو اور کابل انتظامیہ کیوں اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہورہے۔انہیں افغان عوام اور مجاہدین کے درمیان دوریاں پیدا کرنے میں کامیابی کیوں نہ مل سکی؟ ہمارے خیال میں اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ایک یہ کہ افغان عوام اپنی روایات پرانتہائی سختی سے کاربند ہیں۔اپنی ملت، دین، مذہب اور قومی غیرت پر ان کا احساسِ تفاخرانتہائی بلند ہے۔

امریکہ اورکفریہ اتحاد نے گذشتہ ۱۴ سالوں میں جوکچھ کیا، ان سب اقدامات کو یہ لوگ سوفی صد اپنی تاریخ اور مذہب کے خلاف سمجھتے ہیں۔ان کاضمیر اس پرکبھی راضی نہیں ہوتا کہ خارجی فوجیوں کے ناپاک قدم ان کی دہلیز پر پڑیں۔ دوسری طرف مجاہدین اور امارت اسلامیہ بھی دشمن کی چالوں اور سازشوں کے مقابلے کے لیے چوکنے اور تیار بیٹھے ہیں۔ممکنہ حدتک ان کی کوشش ہوتی ہے کہ عوام اور مجاہدین کے درمیان نفرتیں اور تفرقہ جنم نہ لے۔ اسی لیے امارت اسلامیہ کے جہادی ضوابط، اصولوں اور قیادت کی جانب سے جاری کردہ پیغامات اور ہدایات میں اس بات پر بار بار صراحت کی جاتی ہے کہ مجاہدین عوام سے اچھا سلوک کریں۔ان کے خلاف طاقت اوردھمکی کا استعمال نہ کریں۔ بلکہ ان سے قریبی رابطہ اور افہام وتفہیم کاتعلّق رکھیں۔افغانستان میں امریکہ کے ایک سابق جنرل جوزف ڈنفورڈ نے ایک انٹرویو میں افغان جنگ کا تجزیہ ان الفاظ میں کیا: ''افغان جنگ کے جیتنے والے وہ لوگ ہوں گے، جو افغان عوام کواپنے قریب کرلیں''۔ اس کا کہنا ہے کہ'' اگر ہم افغان عوام کے مزاج کے مطابق چلتے اوران کے دل اپنے قریب کرتے (افسوس ہم نے ایسا نہیں کیا) تو دس سال قبل ہم یہ جنگ جیت چکے ہوتے''۔ جنرل کا یہ بھی کہنا ہے کہ'' طالبان بھی اگرعوام کی مرضی اوران کی رضامندی سے چلنے لگیں اوران کا دل جیتنے لگیں تو اس میں شک نہیں کہ یہ جنگ وہ لوگ جائیں گے''۔ کچھ ایسی جہادی مصلحتیں اورنکات ہیں، جن کی رعایت کرنے سے جہاد اور مجاہدین کو بڑا اور ہمہ پہلو نفع پہنچے گا۔ان پرغور اورعمل کرنے کی ضرورت ہے۔

پہلا نکتہ:جہادی مراحل کا ادراک اور فہم

سب سے اہم اصول یہ ہے کہ مجاہدین کو ہر جہادی مرحلے کی ضروریات کو سامنے رکھنا چاہیے۔مثال کے طور پر امریکہ اورنیٹو کے خلاف رواں جہاد کا مرحلہ روسیوں کے خلاف جہاد کی بہ نسبت حالات اور مقامات کے حوالے سے کچھ مختلف ہے۔ جو کچھ ہم نے گذشتہ جہاد میں کیا یا دیکھا تھا، وہ سب کچھ من وعن حالیہ جہاد میں نہ کریں۔روس کے خلاف جہاد کے دوران میں ساری دنیا کے ممالک مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑے تھے۔مگر امریکہ اور نیٹو کے خلاف رواں جہاد میں دنیا کے تمام ممالک امریکہ کے خوف سے مجاہدین کی حمایت یا مدد پر تیار نہیں ہیں۔اسی طرح عوام بھی استعمار کے ظلم کے خوف سے اعلانیہ جہاد کے لیے باہر نہیں آسکتے۔جیسا کہ روس کے خلاف کھلے عام باہر نکلے تھے۔مگر اس میں شک نہیں کہ ان کے دل مجاہدین کے ساتھ ہیں۔ یہ اتنا بڑا جہاد جو جاری ہے، ایسا کس طرح ہوتا کہ اگرعوام کی مدد نہ ہوتو مجاہدین کے مصارف اوران کے کھانے پینے کا انتظام کیسے ہوتا؟ یہ سب چھوڑیے! وہ جب مجاہدین کواپنے ہاں پناہ دیتے ہیں اور انہیں دشمن کے چھاپوں سے بچاتے ہیں تو یہ سب بھی کچھ کم نہیں...... کہنے کا مقصد یہ کہ مجاہدین کو اس بات پرزیادہ زور نہیں دینا چاہیے کہ فلاں علاقے کےعوام کیوں عملی طور پر میدان جہاد میں نہیں نکلتے۔دن دیہاڑے ہماری ہرطرح کی مدد کے لیے کیوں نہیں نکلتے۔اگر مجاہدین اس حوالے سے طاقت کا استعمال کریں گے تو عین ممکن ہے، نفع کی بجائے نقصان اٹھائیں۔اللہ نہ کرے،ہم عوام کے حوصلوں اوران کے جذبہ ہمدردی کونقصان پہنچائیں۔

دوسرا نکتہ :ان دشمن کے زیرِدست علاقوں میں احکامات کی تنفیذ میں جلد بازی نہ کریں

جہاں مجاہدین کے اقتدار کا حلقہ اور رقبہ محدود ہو یا ایسے علاقے جہاں رات کے وقت تو مجاہدین طاقت ور ہوں، مگر دن کو دشمن کا تسلط ہو، وہاں امارت اسلامیہ کے فرامین کی نفاذ میں عجلت سے احتراز کریں۔ کیوں کہ ایسے حالات میں دشمن مجاہدین کے لیے مشکلات کھڑی کرے گا۔عام لوگوں کوورغلائے گا کہ دیکھومجاہدین کوابھی پوری طرح قبضہ بھی نہیں ملا ہے کہ انہوں نے احکامات جاری کرنا شروع کردیے ہیں۔اگران کا پوری طرح سے قبضہ ہوجائے تب یہ لوگ آپ کے خلاف کیسے احکامات جاری کرنا شروع کردیں گے۔

10 نومبر:صوبہ ہلمند......................ضلع سنگین......................بارودی سرنگ دھماکہ......................کمانڈوز کی گاڑی تباہ......................8اہل کار ہلاک

تیسرا نکتہ :زبردستی لوگوں سے مالی تعاون مطالبہ

اگر مجاہدین زبردستی لوگوں سے مہمان نوازی کا مطالبہ کریں تو واضح ہے کہ فائدے کے بجائے ناقابلِ تلافی نقصان کا باعث بنے گا۔افغان عوام کی ایک عادت ہے کہ وہ مہمان نواز اور دینی مزاج رکھنے والے لوگ ہیں اور مہمان سے خصوصی محبت رکھتے ہیں۔مگر اس وقت جب انہیں اپنی مرضی سے سب کچھ کرنے دیا جائے۔اگر اس کے برعکس انہیں زبردستی یہ سب کچھ کرنے کو کہا جائے تو یہ لوگ ہرگز نہیں کریں گے۔یہ ان کا آخری تعاون اور اخلاص ہوگا۔مجاہدین زبردستی مخلص مسلمانوں کو خود سے بدظن اور متنفر نہ کریں۔اس حوالے سے امارت اسلامیہ کے جہادی لائحہ میں پوری صراحت کے ساتھ ہدایات موجود ہیں۔ان پر مضبوطی سے عمل ہونا چاہیے۔مجاہدین دشمن پر حملے کے لیے ایسے عوامی مقامات کا چناؤ نہ کریں کہ بعد میں دشمن اسی علاقے کے لوگوں کو نشانہ بنائے اور ان سے اپنا انتقام لے۔اس سے عوامی نفرت اور ناراضگی میں اضافہ ہوگا۔اس لیے بہتر یہ ہے کہ اس طرح کی کارروائی مجاہدین ہرگز نہ کریں۔

چوتھا نکتہ :لوگوں کی اصلاح ان کے مروجہ مذہبی طریقہ کار کے مطابق ہو

مجاہدین کی جانب سے جلب وجذب اور اصلاح کی کوششوں کو بارآور کرنے اور مجاہدین کی دعوت کو عام لوگوں کے ذہنوں کے قریب کرنے کے لیے عوام کے روایتی اور دینی مزاج کا لحاظ رکھا جائے۔اسی طرح اگر ایک باغی کو مجاہدین نے دیکھ لیا تو اس کے خاتمے کے لیے بارسوخ علمائے کرام اور قومی رہ نماؤں کے ساتھ مشورہ کیا جائے۔ان کی مرضی کے مطابق اقدامات کیے جائیں۔تاکہ لوگ مجاہدین کے اس اقدام سے افسوس کا شکار نہ ہوں اور دشمن کو پروپیگنڈے کا موقع نہ ملے۔جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی سے ارشاد ہے کہ

لَو لا أَنَّ قَومَکِ حَدِیثُوا عَھدٍ بِجَاھِلِیَّۃٍ لَھَدَمتُ الکَعبَۃَ وَبَنَیتُھَا عَلَی قَوَاعِدِ إبرَاھِیم

''اے عائشہ!اگر تمہاری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوتی تو میں موجودہ کعبہ مکرمہ کو گرادیتا اور ابراہیم علیہ السلام کی بنائی ہوئی بنیادوں پر تعمیر کرتا''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ایک خواہش تھی،مگر لوگوں کے بُرے پروپیگنڈے کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔اسی کو مصلحت قرار دیتے ہیں۔لہٰذا پیغمبر علیہ السلام کی پاک شریعت کے پاس دار مجاہدین کو اور زیادہ اس طرح کی مصلحتوں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

پانچواں نکتہ:لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کا برتاؤ

یہاں سختی نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مجاہدین لوگوں کی بساط سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالیں۔یعنی طاقت کے بل بوتے اور اسلحہ کے زور پر اپنی خواہشات پوری کروانے پر مجبور نہ کریں۔جو لوگ ہماری خواہشات سے سرتابی کریں،انہیں فوراً مخالف اور دشمن کی نظر سے نہ دیکھیں۔انہیں سزا کا مستحق ہرگز نہ قرار دیں۔جیسا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر جمرہ عقبہ کو مارنے کے لیے کنکریاں جمع کرنے کا حکم دیا۔میں نے ے کنکر لا کر دیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکر ہاتھ مبارک میں الٹ پھیر کر دیکھے اور فرمایا:''خود کو سختی اور دین میں افراط سے بچاؤ۔جیسا کہ سابقہ امتیں تم سے پہلے سختی اور افراط کے سبب ہلاک ہوگئیں''......اسی طرح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں قضائے حاجت کرنے والے ان پڑھ اعرابی کے حق میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا:

دعوه ، وأهريقوا على بوله ذنوبا من ماء ـ أو سجلا من ماء ـ فإنما بعثتم ميسرين ، ولم تبعثوا معسرين (صحيح بخاری)

''اسے چھوڑ دو!اور ایک ڈول پانی بہادو۔ہمیں آسانیوں کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے نہ کہ سختیوں کے ساتھ''۔

اس لیے مجاہدین نرمی سے لوگوں کو اپنا ساتھی بنائیں۔اس بات کا پختہ عزم کریں کہ عام لوگوں کو اپنا معاون بنائیں اور قصداً اپنی مخالفت پر مجبور نہ کریں۔حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی حالات میں جس مصلحت اور حکمت سے کام لیا ہے،اس راہ پر ہمیں بھی چلنا چاہیے۔منتقم ذہنیت اور اپنی خواہشات سامنے رکھتے ہوئے کوئی بھی فیصلہ نہ کریں۔گذشتہ ۱۳ سالوں میں ملک عزیز میں تجربات سے جو ثابت ہوا ہے،وہ یہ کہ لوگوں کو سزا دینے میں بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا جائے۔محض شک اور گمان پر کسی کو موت کی وادی میں نہ اتارا جائے۔اور ایسے بارسوخ لوگ جن کی پشت پر پوری برادری اور قبیلہ کھڑا ہو،ایسے رہ نماؤں سے اگر کوئی خلاف ورزی سرزد ہو بھی جائے تو مجاہدین انہیں سزا دینے میں اس بات کا خیال رکھیں کہ کوئی ایسا ردِعمل تو ظاہر نہ ہوگا،جو کوئی بڑا مسئلہ بن کر کھڑا ہو جائے گا۔جسے ختم کرنے کے لیے مجاہدین کو بڑی قربانیاں دینا پڑیں گی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ مشہور منافق عبداللہ بن ابی ابن سلول کے بارے میں اجازت دی جائے کہ اس کی گردن سر سے الگ کردی جائے۔مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا :

دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ(متفق عليه)

''چھوڑ دو!ایسا نہ ہو کہ پھر لوگ کہیں کہ محمد اپنے ساتھیوں کو بھی قتل کرتا ہے''۔

اسی طرح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے دعا مانگی:

اے اللہ!عمر بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے جو آپ کو پسند ہو،مشرف بہ اسلام فرما۔تاکہ دین اسلام کو قوت اور ترقی حاصل ہو جائے۔دونوں قوم کے سردار تھے۔اللہ تعالی نے عمر بن خطاب کو دین کی ہدایت عطا کردی۔

(بقیہ صفحہ ۴۴ پر)

10 نومبر:صوبہ پکتیکا..........گردیز شہر..........فوجی گاڑیاں سڑک کنارے نصب بموں کی زد میں آئیں..........6 فوجی ہلاک..........2 گاڑیاں بھی تباہ

افغان باقی، کہسار باقی

نیٹو افواج کا فرار

سید عمیر سلیمان

نیٹو افغان مشن کا باضابطہ اختتام:

۲۸ دسمبر کو ایساف کے سربراہ جنرل کیمپبل نے افغانستان سے ایساف کے جنگی مشن کے خاتمے کا باضابطہ اعلان کر دیا۔ نیٹو ہیڈکوارٹر میں ہونے والی خفیہ تقریب میں ایساف کا جھنڈا اتار کر اس کی جگہ ریسولوٹ مشن کا جھنڈا لہرا دیا گیا۔ جنرل کیمپبل نے تقریب سے خطاب کیا اور کہا کہ افغانستان سے نیٹو کا جنگی مشن کامیابی سے ختم ہو گیا ہے اور اب ریسولوٹ مشن شروع ہو گیا ہے۔ ریسولوٹ مشن میں افغان فوج کی تربیت اور القاعدہ کے خلاف ٹارگٹ آپریشنز شامل ہیں۔ اس مقصد کے لیے ۱۳۵۰۰ اتحادی فوجی افغانستان میں موجود رہیں گے جن میں سے ۱۱ ہزار امریکی فوجی ہوں گے۔ ایساف کے جنگی مشن کے اختتام کے ساتھ ہی سوال اٹھائے جا رہے ہیں کہ آیا افغان فوج اس قابل ہے کہ طالبان کا مقابلہ کر سکے یا نہیں؟ اور جہاں ڈیڑھ لاکھ اتحادی فوجی طالبان کے خاتمے میں ناکام رہے وہاں ۳۱۰۰ فوجی ٹارگٹ آپریشنز کے ذریعے کس قدر کامیابی حاصل کر پائیں گے؟ اس حوالے سے حاضر سروس اور ریٹائرڈ نیٹو حکام کی رائے میں کافی تضاد پایا جاتا ہے۔ موجودہ نیٹو حکام افغان فوج کی قابلیت کی تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہیں افغان فوج کی صلاحیتوں پر پورا اعتماد ہے۔ تاہم ریٹائرڈ نیٹو جرنیل اور بین الاقوامی تجزیاتی ایجنسیاں افغان فوج کو نا اہل اور نکھٹو قرار دیتی ہیں۔ زمینی حقائق بھی جنرل کیمبل کے نیٹو مشن کی کامیابی اور افغان فوج کی قابلیت کے دعوے کا ساتھ دیتے نظر نہیں آتے۔ کابل میں ۱۱ اور ۱۲ دسمبر کو صرف ۲۰ گھنٹے کے اندر چار بڑے حملے اس کی واضح مثال ہیں۔ اس کے علاوہ امریکی تجزیاتی کمپنی کی رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۴ء افغان فوج اور پولیس کے لیے بدترین سال رہا ہے اور افغان سیکورٹی فورسز کی ہلاکتیں ایک سال میں ۵ ہزار سے تجاوز کر گئی ہیں۔ ان ۵ ہزار میں سے ۳۲۰۰ افغان پولیس اہل کار شامل ہیں۔

امارت اسلامیہ کا اعلامیہ:

ایساف مشن کے خاتمے پر امارت اسلامیہ نے ایک تفصیلی اعلامیہ جاری کیا جس میں سے چند نکات درج ذیل ہیں۔

> ''آج افغانستان میں ایساف نے کسی واضح اور ٹھوس کامیابی کے بغیر ناکام اور مایوس کن حالت میں اپنے پرچم کو نیچا کر دیا اور ریسولوٹ کے عنوان سے نئے مشن کا آغاز کیا۔ ہم اس اقدام کو ان کی شکست اور مایوسی کی واضح مثال سمجھتے ہیں۔ حالیہ غیر متوازن جنگ میں امریکہ کے ساتھ استعماری شرکاء اور ایساف و نیٹو سمیت عالمی متکبر تنظیموں نے واضح شکست کھائی۔ ہزاروں فوجی ہلاک و زخمی ہوئے، اربوں ڈالرز خرچ ہوئے، استعماری ممالک کی عوام کے خون چوسے گئے، ان کے ممالک معاشی بدحالی کا شکار ہوئے، ان کے جنگی جنرل یکے بعد دیگرے ناکام ہوئے اور عالمی سطح پر ان کی طاقت کا رعب ختم ہوا۔ مشن کا عنوان بدل دینا ایساف، نیٹو اور امریکہ کے لیے کوئی کامیابی نہیں ہے، وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے کہ اسٹیج پر جھوٹے دعوے کریں تا کہ اپنے عوام کو راضی کر سکیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری ملت جہادی محاذوں کو مزید مستحکم رکھے گی، امریکی ہاتھوں سے بننے والی حواس باختہ فورسز کو بھی ان کے آقاؤں کی طرح یکے بعد دیگرے شکست دے گی اور یہاں ایک اسلامی نظام کے لیے راہ ہموار کرے گی۔ ان شاء اللہ''

کابل کا پولیس سربراہ مستعفی:

کابل میں مجاہدین کی پے در پے کامیاب ضربوں نے کابل کے پولیس سربراہ کو مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا۔ پولیس چیف جنرل ظاہر نے استعفی کی وجہ بیان کرنے سے انکار کیا ہے لیکن وجہ بالکل واضح تھی۔ نومبر کے آخری دو ہفتوں میں کابل کے انتہائی سیکورٹی کے علاقے میں مجاہدین نے ۹ حملے کیے۔ ان حملوں میں غیر ملکیوں اور افغان افسران کو نشانہ بنایا گیا۔ تیرہ سالہ جنگ میں کابل میں پہلی بار اتنے کم وقت میں اس قدر حملے ہوئے ہیں۔ اور تمام کارروائیوں میں صلیبی اتحادیوں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔

افغانستان میں غرقد کی کاشت:

جیوش نیشنل فنڈ نامی یہودی ادارے نے ایک عیسائی این جی او کے ساتھ مل کر افغانستان میں بڑے پیمانے پر غرقد کی کاشت شروع کر رکھی ہے۔ اس مقصد کے لیے افغانستان کے جنوب مشرقی علاقوں اور کابل کے نواح میں غرقد کاشت کیے جا رہے ہیں۔ سادہ لوح عوام کو پانچ ڈالر فی درخت کے حساب سے دیے جا رہے ہیں ہے اور انہیں ملک میں سبزہ بڑھانے اور اجرت دینے کا لالچ دے کر غرقد کی کاشت پر آمادہ کیا جا رہا ہے۔ واضح رہے کہ غرقد وہ درخت ہے جو عیسی علیہ السلام کی آمد کے بعد کفار اور مسلمانوں کے درمیان لڑی جانے والی فیصلہ کن جنگ میں یہودیوں کو پناہ دے گا۔

شوراب آپریشن، اتحادی و افغان فوج پر کاری ضرب:

خیبر جہادی آپریشن کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کے دس سرفروش فدائین

11 نومبر: صوبہ زابل .... ضلع ارغنداب .... فوجی اڈے پر میزائل حملے .... 5 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی

نے صوبہ ہلمند میں اتحادی فوج کے سب سے اہم مرکز شوراب ایئربیس (کیمپ بیسن) پر ۲۷ اور ۲۸ نومبر کے درمیانی شب کو حملہ کیا، جو چار روز تک مسلسل جاری رہنے کے بعد آخری فدائی کی شہادت کے بعد اختتام کو پہنچا۔ تقبلہم اللہ

فدائین نے خاص حکمت عملی کے تحت شوراب ایئربیس میں داخل ہو کر وہاں اہم مقامات اور دشمن کو نشانہ بنایا۔ فدائین کو چار گروپ میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ایک گروپ نے ایئربیس میں موجود فوجی گاڑیوں اور بکتر بند ٹینکوں کو نذر آتش کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ دوسرے گروپ نے خواب غفلت میں ڈوبے ہوئے صلیبیوں اور تیسرے گروپ نے افغان فوجیوں کو نشانہ بنایا، جبکہ چوتھے گروپ نے اتحادی فوج کی کمک کے راستے پر پہرہ دیا۔ دو فدائی مجاہدین نے معرکہ شروع ہونے کے چند لمحے بعد امارت سے فون پر رابطہ کرتے ہوئے کہا کہ ایک مجاہد نے ۲۰ اور دوسرے ۱۵ فوجی ٹینکوں کو نذر آتش کر دیا، باقیوں نے لکڑیوں کے بنائے گئے کمروں اور تیل کے ذخائر کو آگ لگائی۔

فدائین نے کنٹرول اینڈ کمانڈ مرکز میں موجود ذمہ دار مجاہدین کو بتایا کہ : آپریشن کے دوران ۸۰ افغان فوجی سرنڈر ہوئے جن کو تہہ خانہ میں بند کر دیا گیا، ان میں سے چار سیکورٹی اہل کاروں سے فوجی بیرکوں اور امریکی افواج کی قیام گاہوں کے متعلق معلومات حاصل کی گئیں جن کی مدد سے ایک ریسٹورینٹ میں محصور ۳۰ امریکی فوجی ایک ہی وقت گولیوں سے چھلنی کر دیے گئے۔

فدائین فوجی وردیوں میں ملبوس تھے جس کی وجہ سے اتحادی طیارے اور ہیلی کاپٹر دوست و دشمن میں فرق نہ کر سکے اور بے کار پروازیں کرتے رہے۔ اس کے علاوہ قیدی افغان فوجیوں کی مدد سے دشمن کی کمک سے اپنی مرضی کے مقامات پر حملے کرائے گئے جہاں مجاہدین نے ان کو کامیابی سے نشانہ بنایا۔ اس مبارک معرکہ میں دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصانات کا سامنا ہوا۔ سیکڑوں اتحادی و افغان فوجی ہلاک و زخمی ہونے کے علاوہ درجنوں فوجی وسائل، گاڑیاں، بکتر بند ٹینک، طیارے، ہیلی کاپٹر اور تیل کے ذخائر تباہ ہوئے۔ آخرکار یکم دسمبر ۲۰۱۴ء کو فضا سے صلیبی درندوں نے سرفروشوں پر ایسے زہرے کیمیکل مواد کا استعمال کیا، جس کا استعمال تمام عالمی اصولوں کے خلاف ہے، جس کے نتیجے میں آخری فدائی مجاہد بھی شہادت کے اعلیٰ مقام سے سرفراز ہوا۔ اللہ پاک ان فدائی مجاہدین کی قربانی قبول فرمائیں اور ان کے درجات بلند فرمائیں۔ امریکی استعماری اور کٹھ پتلی انتظامیہ کی سیکورٹی فورسز پر ہونے والا یہ سب سے طویل المدت فدائی معرکہ تھا جس میں دنیا کی تمام تر جدید ٹیکنالوجی سے لیس ہزاروں صلیبی و افغان فوجی صرف ۱۰ مجاہدین کو چار دن تک شکست نہ دے سکے اور آخرکار کیمیائی ہتھیاروں کا سہارا لیا۔

بقیہ: طالبان کو بتاؤں گا!

بابے کا موقف بڑا سیدھا سادھا تھا کہ سرکار! جب الاٹمنٹ میرے نام پہ ہوئی، جب میں نے زمین کی قیمت ادا کی جس کے کاغذی ثبوت میرے پاس ہی، جب زمین کا قبضہ اتنے لمبے عرصے سے میرے پاس ہے تو زمین کا اصل مالک میں ہوا یا پھر وہ غنڈے جن کے پاس سوائے طاقت کے کوئی ثبوت نہیں ہے؟ جناب میں نے بلوچستان اور اس ملک کی خدمت میں اپنی جوانی دی ہے، اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہمیشہ اپنا کام دیانت داری سے کیا ہے......تو اب اس کا صلہ کیا یہی ہے کہ چند غنڈے میری زمین پر ناجائز قبضہ کر لیں اور پاکستان کا کوئی محکمہ مجھے انصاف نہ دلا سکے ......اپنے لاغر وجود کے باوجود بابے کا عزم راسخ تھا اور یہ فقرے بولتے ہوئے اس کی آنکھوں میں بیک وقت بے بسی، لاچارگی اور شکاریوں کے نرغے میں آئے ہوئے سیاہ تیندوے کی سی وحشت کی چمک تھی......اچھا فرض کرو کہ یہاں ہم تمہاری مدد نہ کر سکیں تو پھر کیا کرو گے؟ میں نے پوچھا......اُس کا جواب تھا'' پھر میں طالبان کے پاس جاؤں گا، میں نے وہ علاقہ دیکھا ہوا ہے اور افغان سرحد پر کسی طالبان کمانڈر کے حضور جا فریاد کروں گا، وہ مجھے ضرور انصاف دلائیں گے...... ماضی میں ہمارے علاقے میں اسی طرح کا ایک قبضے کا مسئلہ تھا، متاثرین قریبی علاقے کے مفتی صاحب سے جا کر ملے تھے، انہوں نے اپنے مسلح محافظ بھیجے تھے اور انہوں نے دیرینہ مسئلہ ایک دن میں حل کر دیا تھا''......

میرے دل پر جیسے ایک گھونسہ لگا جس کی دھمک نے میری ذات کے اندر تک کو ہلا دیا...... یوں تو مجھے علم تھا کہ کراچی میں لوگ اپنے اس طرح کے مسائل کے حل کے لیے وزیرستان کا سفر کرتے رہے ہیں لیکن پنجاب کے ایک دور دراز دیہاتی علاقے میں اس طرح کی سوچ کا فروغ پانا پنجابی کسانوں اور باسیوں کا کبھی وطیرہ نہیں رہا......وہ ہمیشہ صدیوں سے صبر کے ساتھ امن کی خاطر سسٹم کی اطاعت کرتے رہے ہیں......

یہ ایک علیحدہ داستان ہے کہ کس طرح مشکل سے متعلقہ ڈی سی او سے فون پر رابطہ ہوا، اُسے بابے کی بپتا بیان کی، اُس نے حسبِ توقع بجائے اپنے پاس ملاقات کے لیے بلانے کے بابے کو اپنے ریفرنس سے ایڈیشنل ڈپٹی کلکٹر سے ملنے کا مشورہ دیا ......میں نے بھی بابے کو کچھ زادِ راہ، کچھ تسلی اور امید بندھائی اور واپس جا کر اپنا کیس لڑنے کا مشورہ دیا...... بابا تھکے تھکے قدموں سے چلا گیا......

اب معلوم نہیں کہ بابا واپس اپنے گھر گیا ہے یا طالبان کو بتانے گیا ہے جن کے متعلّق عوام کے ذہن کو مسلسل پراگندہ کیا جاتا ہے کہ وہ ظالم ہیں، جاہل ہیں، اجڈ اور گنوار ہیں لیکن اس حقیقت سے انکار کی جرأت پھر بھی کسی میں نہیں کہ اپنے وہ زیرتسلط علاقوں میں عوام کو ظالموں کے خلاف سستا اور فوری انصاف ضرور فراہم کرتے ہیں......وہ بھی عین موقع واردات پر......

سوال یہ ہے اگر وہ اُنہیں ساتھ لے آیا تو پھر؟

☆☆☆☆☆

11 نومبر: صوبہ قندہار ......ضلع خاکریز ......مجاہدین کا گھات لگا کر ایک فوجی گاڑی پر حملہ ......7 فوجی ہلاک اور کئی زخمی

ایوانِ صدر میں صلیب اور کلیسا!

عبدالرحمٰن مدنی

جب سے اشرف غنی کو افغانستان کی آدھی حکومت ملی ہے، تب سے اسلام کے مقدس دین کے خلاف توہین آمیز بے باکی اور ناروا گستاخیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ کبھی لنگڑے شیطان حنیف اتمر کی گستاخیوں کی صورت میں، کبھی ایک مقامی، لیکن محدود روزنامہ اخبار ''افغانستان ایکسپریس'' کی گستاخانہ تحریر کی صورت میں، کبھی مجید قرار' جیسے ایک بے حیثیت کامیڈین کے مذاق کی صورت میں اور ان سب سے بڑھ کر افغانستان کی مسلمہ تاریخ کے برعکس ایوان صدر کے اندر صلیب کے سامنے سجدوں کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ یہ سب کچھ اس ماہ میں اتنے تسلسل سے ہوا ہے کہ جیسے اس کی پہلے سے منصوبہ بندی کی گئی ہو۔ گویا یہ سب کچھ تدریجاً دین کے خلاف مسلسل اقدامات کی صورت میں آگے بڑھایا جائے گا۔ جب صدارتی امیدواروں کی انتخابی مہم کا آغاز ہوا تو یہ بات ہر جگہ سنی جارہی تھی کہ اشرف غنی کی اہلیہ عیسائی ہے۔ خود اشرف غنی بھی اپنی اہلیہ کے دین سے متاثر ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنی اہلیہ کا نام رولا غنی سے 'بی بی گل غنی' کردیا۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی پھیلانی شروع کردی کہ وہ مسلمان ہے۔ اس حوالے سے سوشل میڈیا پر اس کی کمپین چلانے والوں کا استدلال یہ تھا کہ اُس نے ایک انتخابی جلسے میں قرآن کریم کی آیات تلاوت کیں ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ مسلمان ہوگئی ہے۔ اِسے اشرف غنی کا ایک اور کمال اور کامیابی قرار دیا گیا۔ مگر جب اشرف غنی آدھی حکومت کا مالک بنا تو یہ سب کچھ واضح ہوگیا کہ وہ اب بھی رولا غنی ہی ہے۔ وہ اپنے دین پر قائم ہے۔ یہ تاریخ میں پہلی بار ہوا ہے کہ افغانستان کی ''خاتونِ اول'' ایک نصرانی اور بیرون ملک کی شہری ہے۔ افغانستان آنے سے قبل ہی اُس نے اپنی اولاد اور شوہر کو اپنے رنگ میں رنگ دیا تھا۔ ہر وقت انہیں اپنے ساتھ کلیسا لے جایا کرتی تھی۔ اگرچہ حال ہی میں رولا غنی کے بیٹوں کی زبان سے یہ بات نکل گئی کہ ''ڈیڈی ہماری ممی کے ساتھ کلیسا جاتے تھے''۔ مگر اس کا پتہ نہ چل سکا کہ کیا اشرف غنی نے بھی کبھی اُسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تھی؟!اگر ایک طرف اشرف غنی دین کے معاملے میں لاپروا معلوم ہوتا ہے تو رولا غنی بھی تعصب اور افراط کی حد تک نصرانیت سے لگاؤ رکھتی ہے۔ بہت سے مشنری (عیسائی تبلیغی) اداروں کی رکنیت بھی رکھتی ہے۔ اسی لیے اُس نے افغانستان کی ''مظلوم خواتین کے حقوق'' اور ان کے تعاون کے بہانے افغانستان میں عیسائیت کی تبلیغ شروع کی تھی۔ اشرف غنی کے بیٹے اور بیٹیوں کے حوالے سے اب تک کوئی بحث نہیں ہوئی ہے۔ مگر کہا جاتا ہے کہ اس کی ایک بیٹی ایک عیسائی ادارے کی رکن ہے۔ مغربی دنیا اور اپنے گھر کے بے باکانہ ماحول کے باعث وہ جو کپڑے پہنتی ہے، وہ کسی طور بھی افغان کلچر کی نمائندگی نہیں کرتے۔ رولا غنی نے بی بی سی سے ایک حالیہ انٹرویو میں گفتگو کرتے ہوئے انتہائی منافقت سے کام لیتے ہوئے کہا : ''ہم سب ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں، مگر ہر شخص اپنے طرز اور طریقے سے بندگی کرتا ہے''۔ اس نے اس اَمر کا اعتراف کیا کہ وہ اب بھی نصرانی ہے۔ یعنی تین خداوں کا عقیدہ رکھتی ہے۔

جب سے حالیہ صدر اشرف غنی کو آدھی حکومت ملی ہے پہلی بار ''جمہوری طریقے'' سے انتقال اقتدار ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پہلی بار تکرار اور حریفانہ مقابلے کی فضا سامنے آئی ہے۔ پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ افغانستان کے آدھے لوگ ایک شخص کو صدر قرار دیتے ہیں اور دوسرے آدھے ایک اور شخص کو صدر سمجھتے ہیں۔ مگر پہلی بار ٹیری جونز کے بچوں نے ایک افغانی اخبار میں اللہ تعالیٰ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دین وشریعت کی اہانت کی ہے۔ پہلی بار صدر کے ایک دفاعی مشیر جیسے اہم عہدے دار نے یہ جرأت کی کہ دینی مدارس اور دینی اداروں کو بند کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ پہلی بار ایک گستاخِ مذہب کو افغانستان سے امریکہ بلایا گیا، جہاں اس کی بھرپور حوصلہ افزائی کی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے انصاف پر کھلے عام تنقید کرے۔ مذکورہ شخص نے فیس بک کے سربراہ زوگ برگ کے انصاف کو اللہ تعالیٰ کے انصاف سے بہتر قرار دیا اور کہا کہ فیس بک نے عورت کو وہ حق دیا، جو اللہ نے نہیں دیا۔ اور عورت کو مرد کا نصف حصّہ دیا۔ نعوذ باللہ! پہلی بار یہ لوگ ایوان صدر میں براہِ راست صلیب کی عبادت کے لیے داخل ہوئے ہیں۔ افغانستان میں اب تک باقاعدہ طور پر ایک کلیسا بھی نہیں ہے۔ آخری کلیسا ۲۰۱۰ء مارچ کے مہینے میں گرادیا گیا تھا۔ اُس وقت سے کلیسا صرف امریکی فوجیوں کے عسکری مراکز، پی آر ٹیز اور سفارت خانوں تک محدود تھے۔ جس دن یہ واقعہ پیش آیا، تب سے صلیب کے پیروکاروں اور مشنری تنظیموں کے لیے افغان سرزمین آگ کا گولہ بن چکی ہے۔ وہ تو یہ سمجھتے تھے کہ امریکی افواج کی موجودگی سے امریکہ سمیت ساری دنیا کی مشنری تنظیمیں اس قابل ہو جائیں گی کہ کم از کم کابل کا رنگ بدل سکیں۔ اور کابل کی مسجدوں کو کلیساؤں میں بدل سکیں، لیکن افغان مسلمانوں کی اسلام سے محبت اور مضبوط عقیدہ ہے، کہ وہ اپنے اہداف میں کامیاب نہ ہوسکے۔ بلکہ سابقہ صورت حال بھی برقرار نہ رہی۔ اور وہ اکلوتا کلیسا بھی منہدم کردیا گیا، جہاں نصرانی عبادت کرنے جاتے تھے۔ اسی لیے یہ لوگ ایسے بندے کے متلاشی ہوگئے، جو ان کے لیے سب کچھ کرنے کی اہلیّت رکھتا ہو۔ (بقیہ صفحہ ۶۲ پر)

11 نومبر: صوبہ جوزجان .... ضلع فیض آباد .... مجاہدین نے دو الگ الگ حملے .... 2 ٹینک تباہ .... 7 فوجی ہلاک اور 3 زخمی

برطانیہ کی زندہ بھاگ پالیسی

خوشحال غزنوی

۲۶ اکتوبر ۲۰۱۴ء کا سورج افغانستان میں برطانوی فوج کی چوتھی شکست کی نوید لے کر طلوع ہوا۔ جب افغانستان میں امریکہ کے سب سے بڑے اتحادی برطانیہ نے اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے افغانستان کے صوبہ ہلمند میں اپنے سب سے بڑے فوجی اڈے کیمپ بیشن سے فرار ہوکر تاریخ کے اوراق میں اپنی چوتھی شکست پر مہر ثبت کی۔ برطانیہ کی یہ شکست اللہ کی نصرت، مجاہدین کی قربانیوں اور عوام کی مجاہدین کے ساتھ بھرپور حمایت کا نتیجہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کی ایک اور جھلک تھی، جو مجاہدین نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔ اس سے قبل بھی کئی ممالک افغانستان میں اپنا فوجی مشن ختم کر کے فرار ہو چکے ہیں۔ جن میں کینیڈا، فرانس، جرمنی اور اٹلی سرفہرست ہیں۔

برطانیہ نے ۲۰۰۵ء میں ہلمند کے مرکزی شہر لشکرگاہ کے شمال مغرب کے ایک صحرا میں اس کیمپ کی بنیاد رکھی۔ اس کیمپ کی تعمیر میں ایک برطانوی بم پروف بیگ بنانے والی کمپنی Harsco-Bastion کا کردار نہایت اہم ہے۔ اس کمپنی نے کیمپ کی حفاظتی دیوار کے لیے خصوصی طور پر بڑی تعداد میں بم پروف بوریاں اور فوجیوں کی رہائش کے لیے بم پروف خیمے تیار کیے تھے۔ اس کمپنی کی انہی خدمات کے پیش نظر اس کیمپ کو ''کیمپ بیشن'' کا نام دیا گیا۔ یہ کیمپ چند خیموں سے شروع ہوا۔ پہلے یہاں چند سو فوجی تعینات رہے، لیکن بعد میں اس کا حجم بڑھتے بڑھتے ۲۲ کلومیٹر تک پھیل گیا۔ اس کا رقبہ برطانوی شہر ریڈنگ کے برابر ہوگیا۔ یہاں ایک دو میل لمبا رن وے تعمیر کیا گیا، جس پر روزانہ چھ سو جہازوں کی آمدورفت کی سہولت موجود تھی۔ ایئر ٹریفک کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ہوائی اڈہ سکاٹ لینڈ کے ایڈنبرگ کے رن وے سے زیادہ مصروف ہوائی اڈہ بن گیا۔ یہ فوجی اڈہ دوسری جنگ عظیم کے بعد برطانیہ کا سمندر پار سب سے بڑا فوجی اڈہ تھا۔ اس کو تین حصّوں میں تقسیم کیا گیا تھا، جن میں کیمپ لیدر نیک، جہاں صرف امریکی فوجی رہائش پذیر تھے۔ کیمپ شوراب کہ افغان کٹھ پتلیوں کے لیے مخصوص تھا۔ جب کہ کیمپ بیشن میں صرف برطانوی فوجی تعینات تھے۔ یہاں برطانوی فوج کو ہر قسم کے جدید فوجی آلات فراہم کیے گئے تھے۔

طالبان ان کی ٹیکنالوجی کو کبھی بھی خاطر میں نہیں لائے۔ وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہوئے زنگ آلود اسلحے سے میدان کارزار میں کود پڑے۔ ایک طرف دنیا کی سپر پاور کہلانے والی فوج اور دوسری طرف اللہ کے دین پر مر مٹنے والے نہتے مجاہدین تھے۔ دنیا یہی سمجھ رہی تھی کہ امریکہ سے لڑنا اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ یہ دجالی قوتیں مجاہدین کو کچا چبا جائیں گی...... لیکن آج ہلمند میں ان کا جنّات کے غار جیسے اپنے مرکز سے فرار ان کی شرمناک شکست کی داستان سنا رہی ہے۔ تیرہ سال کی اس طویل جدوجہد میں بہت سی ماؤں کی گودیں اجڑ گئیں۔ بہت سے نوجوان عہد شباب میں ہی معذوری کا شکار ہوگئے۔ بہت سے جیلوں کی آہنی سلاخوں کے پیچھے چلے گئے، لیکن مجاہدین اپنے مشن سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ کفار کے مظالم، اپنوں کی ستم ظریفی، میڈیا کے بے ہودہ الزامات اور برے القابات کے باوجود مجاہدین ثابت قدم رہے۔

اس خطے میں کفر یہ لشکر جتنا مجاہدین کی مزاحمت کو دباتا رہا، اتنا ہی وہ ابھرتا رہا۔ یعنی مرض بڑھتا ہی گیا جوں جوں دوا کی۔ آئے دن مجاہدین کی صفیں مضبوط اور مستحکم ہوتی رہیں۔ ان پر حملے بڑھتے رہے۔ مجاہدین کے ان پے در پے حملوں کو روکنے میں ناکامی کے بعد صلیب کے پجاریوں کی مزاحمت دم توڑ گئی۔ مذاکرات کی دُہائیاں دینے لگے۔ مجاہدین اپنے یک نکاتی موقف پر ڈٹے رہے۔ صلیبی جارحیت پسندوں کے مکمل انخلا تک ہم کسی قسم کی بات چیت کے لیے تیار نہیں ہیں۔

طالبان اور دجالی قوتوں کی کشمکش جاری تھی کہ سال ۲۰۱۲ء میں امریکہ اور اس کے شیطانی حواریوں نے مسلمانوں کی دل آزاری، مسلم ممالک میں افراتفری کی صورت حال پیدا کرنے اور مسلمانوں کی غیرت وحمیت جانچنے کے لیے ایک نہایت ہی قبیح فعل کا ارتکاب کرتے ہوئے اسلام کے خلاف ایک توہین آمیز فلم بنائی۔ اس کے منظر عام پر آتے ہی مسلم ممالک میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف مظاہرے پھوٹ پڑے۔ دوسرے ممالک کی طرح افغانستان کی غیور عوام بھی سڑکوں پر نکل آئی۔ فضا مرگ بر امریکہ کے نعروں سے گونجنے لگی۔ طالبان نے امریکہ اور اس کے حواریوں کو سبق سکھانے کے لیے ایک بھرپور حکمت عملی کے تحت اس بیس پر حملے کا منصوبہ بنایا۔ اس پر حملے کے لیے مجاہدین نے پندرہ رکنی فدائی دستہ تشکیل دیا۔ چنانچہ ۱۴ ستمبر ۲۰۱۲ء کو مقامی وقت کے مطابق رات کے تقریباً دس بجے ۱۵ فدائی مجاہدین انتہائی سخت سیکورٹی حصار کو توڑ کر بیس میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ منصوبے کے تحت برطانوی فوج کے رہائشی خیموں، ہوائی جہازوں اور تیل کے بڑے بڑے ذخائر کو نشانے پر لے لیا۔ صبح کے چار بجے تک پندرہ مجاہدین ہزاروں اتحادی فوجیوں سے ان کے بیس کے اندر مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے۔ صبح کو آخری مجاہد کی شہادت پر یہ تاریخی کاروائی اختتام کو پہنچی۔

اس تباہ کن حملے کے نتیجے میں درجنوں برطانوی اور امریکی میرین کے اہل کار

10 نومبر: صوبہ ہلمند......................ضلع سنگین......................بارودی سرنگ دھماکہ......................کمانڈوز کی گاڑی تباہ......................8 اہل کار ہلاک

ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ جانی نقصانات کے علاوہ برطانوی افواج کو شدید مالی نقصانات بھی اٹھانا پڑے۔ آٹھ جدید AV_8B. Harrier jets ہارئیر جیٹ طیارے، تین ہیلی کاپٹر، تین ہینگر اور تیل کے تین بڑے ذخائر بھی مجاہدین کے راکٹ حملوں کا نشانہ بنے۔ یادر ہے کہ ان آٹھ ہارئیر جیٹ طیاروں کی کل مالیت ۲۴۰ ملین ڈالر ہے۔ برطانوی اخبار ڈیلی ٹیلی گراف نے اس حملے کے حوالے اپنے ایک رپورٹ میں لکھا: ''دوسری جنگ عظیم کے بعد برطانوی فضائیہ کو ایک ہی حملے میں پہنچنے والا یہ سب سے بڑا نقصان ہے''۔ واضح رہے! مغربی میڈیا نے بھی اپنے چھ ہارئیر جیٹ طیاروں کی تباہی اور دو طیاروں کو نقصان کو پہنچنے کے ساتھ دو امریکی میرین اہل کاروں کی ہلاکت کا اعتراف بھی کیا۔ پہلی مرتبہ مغربی میڈیا اپنے نقصانات کا کچھ نہ کچھ برملا اعتراف کرتا دکھائی دیا۔ حالانکہ اس حملے میں ان کو پہنچنے والے نقصانات اس سے کئی گنا زیادہ تھے۔ صلیبی فوجی پہلے ہی ہلمند کو ایک اَن دیکھی قید کی وجہ سے جہنّم تصور کرتے تھے۔ کیمپ بیشن ان تمام افواج کے لیے ایک پناہ گاہ کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ کیوں کہ اس کے سیکورٹی حصار کو دیکھ کر طالبان کا داخلہ بظاہر ناممکن دکھائی دیتا تھا۔ لیکن طالبان اللہ کی نصرت سے یہ سیکورٹی توڑ کر اندر داخل ہونے میں کامیاب ہوئے اور اس نام نہاد سپر پاور کا وہ حشر کیا جو ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔

برطانوی جارحیت پسند پہلے ہی بوکھلاہٹ کا شکار تھے۔ اس حملے کے بعد مزید بوکھلاہٹ کا شکار ہوئے۔ اُسی دن سے برطانیہ نے انخلا کے منصوبے پر کام شروع کر کے اپنا سامان سمیٹنا شروع کیا اور دو سال بعد پرچم اتار کر سرکاری طور پر اپنی شکست تسلیم کر کے افغانستان سے فرار ہو گیا۔ وہ جو کہتے تھے کہ ''اس صحرا سے ایشیا کے مستقبل کے فیصلے ہوں گے''...... وہ ایشیا تو درکنار، صرف افغانستان کے ایک صوبے پر اپنی حاکمیت قائم نہ رکھ سکے۔ انخلا کے بعد کفار کے رہ نماؤں کے جو بیانات میڈیا کی زینت بنے، وہ بھی مجاہدین کی فتح کی نوید سنا رہے ہیں۔ برطانیہ کے شاہی گارڈ کے ایک افسر میجر رابرٹ مینسل نے برطانوی جریدے گارڈین سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ''وہ کئی سالوں سے افغان جنگ میں شریک ہے اور اس کے بہت سے ساتھی طالبان کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں''۔ میجر رابرٹ کا کہنا تھا کہ ''کیمپ بیشن ان کے لیے ایک خوف کی علامت تھا۔ جہاں ہر وقت برطانوی فوجیوں کی چیخیں سنائی دیتی تھیں۔ ہر فوجی کے چہرے پر خوف اور ناامیدی کے آثار نمایاں ہوتے تھے''۔ گارڈین اخبار رابرٹ مینسل کی زبانی مزید لکھتا ہے کہ ''جب کیمپ میں ہم نے آخری جنریٹر بند کیا تو کیمپ پر ایک پراسرار خاموشی چھا گئی۔ یہ ایک عجیب صورت حال تھی، جس کا ہمیں سامنا تھا۔ کیوں کہ ہمیں یقین نہیں تھا کہ ہم ایک دن اس کیمپ سے زندہ سلامت واپس لوٹیں گے۔ اس وقت ہر فوجی کی یہی کوشش تھی کہ وہ سب سے پہلے اس کیمپ سے نکل جائے''۔

برطانیہ کے سابق وزیر دفاع ڈاکٹر لیام فاکس نے برطانوی اخبار ڈیلی ویسٹرن کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ''مغربی ممالک کا یہ ایک احمقانہ فیصلہ تھا کہ افغانستان میں تھامس جیفرسن کی جمہوریت قائم ہوگی۔ ہماری جنگی پالیسی بنانے والے تاریخ سے ناواقف ہیں۔ اگر وہ تاریخ کا مطالعہ کرتے تو کبھی بھی افغانستان پر حملے کا نہ سوچتے۔ یہ سچ ہے کہ ہم نے طالبان کی حکومت ختم کی، لیکن یہی طالبان چند سال بعد پہلے سے زیادہ منظم اور مضبوط قوّت کے طور ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ ان کے زیر کنٹرول علاقوں میں آئے روز اضافہ ہو رہا ہے''...... برطانوی سیکرٹری دفاع تو اس قدر گھبرایا ہوا تھا کہ اُس نے ہمیشہ کے لیے اپنی فوج افغانستان بھیجنے سے توبہ کر لی۔ برطانیہ کے معروف اخبار ڈیلی میل سے گفتگو کرتے ہوئے اس کا کہنا تھا کہ برطانیہ کسی حال میں بھی آئندہ اپنی فوج افغانستان نہیں بھیجے گا۔ فالن کا کہنا تھا کہ تیرہ سال قبل ہمیں طالبان کی جس مزاحمت کا سامنا تھا، وہ آج بھی برقرار ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ برطانوی کے انخلا کے بعد اس میں کوئی کمی آئے گی۔

دوسری طرف برطانیہ کی شکست کے بعد طالبان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اسی حوالے سے صوبہ ہلمند کے نائب جہادی مسئول ملا محمد داؤد مزمل نے الامارہ نیوز سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ''امارت اسلامی کے ایک مجاہد کی حیثیت سے برطانوی جارحیت پسندوں کے مظالم، ان کا متکبرانہ لہجہ اور ان کا اپنی ٹیکنالوجی پر غرور میں نے بڑے قریب سے دیکھے ہیں۔ برطانیہ کی شکست تمام اتحادیوں کے لیے عبرت کا مقام ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ برطانیہ کی شکست اس لیے بھی بڑی اہمیّت کی حامل ہے، کیوں کہ ان کو ایک ایسی قوت کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہونا پڑا، جو ان کے مقابلے میں بالکل تہی ہے۔ مجاہدین نے ایمانی قوت سے امریکی اور برطانوی بم پروف ٹینکوں اور بلٹ پروف گاڑیوں کے پرخچے اڑا دیے۔ گذشتہ کئی سالوں سے برطانوی اور امریکی فوجیوں پر بارودی سرنگوں کے بے شمار دھماکے کیے گئے۔ جن میں دشمن کو شدید جانی اور مالی نقصانات سے دوچار ہونا پڑا۔ حقیقت یہ ہے کہ برطانوی جارحیت پسند طالبان کے حملوں کے سامنے بھیگی بلی بن گئے تھے۔ اپنی لاشیں اٹھا اٹھا کر تھک گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے زندہ بھاگ پالیسی پر عمل کرتے ہوئے فرار میں ہی عافیت سمجھی ہے۔ برطانیہ کی شکست امریکہ اور اس کے دوسرے اتحادیوں کے لیے بڑا دھچکا ہے۔ یہ بات افغان قوم نے دنیا سے منوالی ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی کے سامنے جھکنے کے لیے تیار نہیں''۔ انہوں نے یہ ثابت کیا کہ ہمارے سر راہِ خدا میں کٹ تو سکتے ہیں، مگر جھک نہیں سکتے۔ امریکہ اس جنگ میں مزید تنہا ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے اتحادی ایک ایک کر کے ساتھ چھوڑ رہے ہیں۔ اب اس کا حشر سوویت یونین سے زیادہ عبرت ناک ہوگا۔ ان شاء اللہ

☆☆☆☆☆

10 نومبر: صوبہ پکتیکا..........گردیز شہر..........فوجی گاڑیاں سڑک کنارے نصب بموں کی زد میں آئیں..........6 فوجی ہلاک..........2 گاڑیاں بھی تباہ

ہم افغانستان میں کیونکر ہارے؟

امریکہ کے معروف میگزین ''رولنگ سٹون'' میں ستمبر ۲۰۰۸ میں ممتاز امریکی مصنف نیر روزن کے شائع ہونے والے دلچسپ اور چشم کشا سفرنامے کا ترجمہ

گاؤں میں چند مقامات پر رکنے کے بعد ہمیں ایک مکان میں لے جایا گیا جہاں نوجوان طالبان مجاہدین کی ایک ٹولی برآمد ہوئی۔ ان میں سے بعض مسلح تھے۔ ہمارا روایتی طریقے سے استقبال کیا گیا۔ ابراہیم اپنے گھر چلے گئے جب کہ شفیق میرے پاس رہ نمائی کے لیے ٹھہر گئے۔ پھر شفیق اور میں چاندنی میں طالبان کے پیچھے پیدل چلتے ہوئے ایک اور مکان میں داخل ہوئے جس کے دروازے میں سے جھک کر اندر جانا پڑا۔ مہمان خانے میں سرخ قالین بچا ہوا تھا اور چھت چوبی شہتیروں کی تھی۔ کمرے میں مدھم بلب روشن تھا۔ ایک PKM بیلٹ مشین گن اور ایک راکٹ سے چلنے والا گرنیڈ لانچر دیوار کے ساتھ ٹکے ہوئے تھے، اسی کے ساتھ کئی راکٹ موجود تھے۔ وہیں ابراہیم کے بھتیجے مولوی یوسف چلے آئے۔ جو انڈار میں ایک سینئر کمانڈر کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ وہ اے کے ۴۷ سے مسلح تھے۔ اتنے میں ایک لڑکا صراحی اور بیسن لے کر آ گیا اور اس نے ہمارے ہاتھ دھلائے۔ ہم نے سبز چائے پی، پھر شوربے اور گوشت پر مشتمل کھانا کھایا اور انگور تناول کیے۔

۳۰ سالہ ملا یوسف گزشتہ سال اس وقت کمانڈر بنے تھے جب امریکیوں نے ان کے اعلیٰ کمانڈر کو شہید کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ہر رات مختلف مکان میں سوتے ہیں تا کہ اس کا سراغ نہ لگ سکے۔ ڈیڑھ سال پہلے امریکی ہیلی کاپٹر کے حملے میں ان کی ٹانگ زخمی ہو گئی تھی اور اسی لیے اس میں لنگڑاہٹ ہے۔ وہ شمالی وزیرستان میں ایک مدرسے سے فارغ ہو کر ۲۰۰۳ء میں طالبان میں شامل ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں: ''امریکی اچھے نہیں۔ وہ گھروں میں گھس کر لوگوں کو پکڑ لے جاتے ہیں اور جیل میں ڈال دیتے ہیں۔ ۱۵ دن پہلے انہوں نے یہاں بم باری کی اور ایک مسلمان کو شہید کر دیا''......افغانستان میں امریکیوں کو اندھا دھند غلط اہداف پر بم باری سے کوئی مدد نہیں ملی۔ اس سال اگست تک اتحادی افواج نے ۱۴۴۵ افغان شہری شہید کیے۔ ۶ جولائی کو بم باری سے ایک شادی کی تقریب میں ۴۷ افراد شہید ہو گئے جن میں ۳۹ عورتیں اور بچے شامل تھے۔ یہ سانحہ 'کا کوٹا' نامی گاؤں کے قریب پیش آیا۔ ۲۲ اگست کو عزیز آباد میں فضائی بم باری سے پھر ۹۰ سے زیادہ شہری شہید کر دیے گئے اور ان میں زیادہ تر عورتیں اور بچے تھے۔

کھانے کے بعد ہم ایک گارے کے شیڈ میں گئے۔ شفیق نے اس کے لکڑی کے دروازے کھلوائے تو وہاں ایک اور سفید ٹویوٹا کرولا کھڑی تھی۔ آدمیوں نے اس میں آر پی جی لانچر، چار راکٹ اور پی کے ایم مشین گن لوڈ کی۔ پھر ہم اس میں سوار ہو کر چاندنی رات میں کچے راستوں پر سے ہوتے ہوئے ایک اور گاؤں میں پہنچے جہاں شفیق کی رہائش ہے۔ راستے بھر شفیق نے طالبان کے ترانے لگائے رکھے۔ ترانے پشتو زبان میں اور سازوں کے بغیر تھے، سازوں پر طالبان نے پابندی لگا رکھی ہے۔

شفیق کے گھر میں داخل ہو کر ہم اندھیرے میں چٹائیوں پر بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک گیس لیمپ، انگور اور سبز چائے آ گئی۔ شفیق نے بتایا کہ وہ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں روسیوں کے خلاف لڑے تھے اور پھر انہوں نے پانچ سال جیل میں بھی گزارے۔ ۱۹۹۴ء میں وہ طالبان کے ساتھ آ ملے کیونکہ وہ اسلام کے داعی تھے۔ ان کی اسامہ بن لادن سے دو بار ملاقات ہوئی۔ ایک مرتبہ طالبان کے برسر اقتدار آنے سے پہلے اور ایک بار ان کے دورِ حکومت میں۔ وہ بن لادن کی پشتو دانی سے بہت متاثر ہوئے تھے۔ وہ امیر المومنین ملا عمر سے بھی مل چکے ہیں۔ شفیق کو امید ہے کہ ملا عمر ایک بار پھر ملک کی قیادت سنبھال لیں گے......اگلے دن ہم کرولا میں PKM، RPG لانچر اور چار راکٹ لاد کر روانہ ہوئے۔ شفیق مشین گن کے ساتھ اگلی نشست پر تھے جب کہ یوسف گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے اور کلاشنکوف ان کے پہلو میں تھی۔ ایک اور طالبان مجاہد ہنڈا موٹر سائیکل پر سوار ساتھ ساتھ آ رہے تھے۔ ان کے کندھے سے بھی کلاشنکوف لٹک رہی تھی۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ طالبان کے ایکشن مجھے دکھائیں گے۔ مثلاً گشت پر نکلنا، حملے کرنا، جھگڑے نمٹانا اور غنڈوں اور پولیس کے خلاف لوگوں کو تحفظ فراہم کرنا۔

یوسف نے ایک چیک پوسٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''پولیس مجھے جانتی ہے مگر مجھے روکنے کے لیے کچھ نہیں کرتی۔ میں ہر رات گشت پر نکلتا ہوں اور وہ مجھ سے لڑنے کی جرات نہیں کرتے۔ ان کے پاس بندوقیں ہی نہیں ہیں اور وہ خوفزدہ رہتے ہیں۔ شفیق نے حال ہی میں پولیس سے دو جیپیں خریدی تھیں اور پولیس نے بعد میں وزارت داخلہ کو بتایا کہ وہ ایک حملے میں تباہ ہو گئیں تھیں۔ کابل میں ایک سینئر یو این او آفیسر نے مجھے بتایا: ''کرزئی حکومت کی ناکامی میں مرکزی کردار پولیس کا ہے۔ اس کی بدعنوانیاں لوگوں کو طالبان کی حمایت پر آمادہ کرتی ہیں۔'' پولیس امریکی ٹھیکے داروں کو لوٹنے سے بھی باز نہیں آتی۔ ایک انٹیلی جنس آفیسر کے بقول ''پولیس غیر ملکی کمپنیوں پر دھاوا بول کر ہر چیز چرا لیتی ہے: آئی پوٹ، رقوم، ہتھیار، ریڈیو'......لوگ طالبان سے محبت کرتے ہیں اور حکومت سے شدید نفرت کرتے ہیں (اور امریکیوں سے افغانیوں کی نفرت کا تو کوئی ٹھکانا ہی نہیں) طالبان کے کچھ اصول ہیں، لیکن حکومت کے وابستگان تو نری

11 نومبر: صوبہ زابل ....ضلع ارغنداب ....فوجی اڈے پر میزائل حملے ....5 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی

خون چوسنے والی جونکیں ہیں۔

خودزئی نامی گاؤں میں ہم مسجد میں ایک کمانڈر سے ملے جہاں آٹھ مرد اور دولڑ کے فرش پر بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ جب طالبان چوکیوں پر حملے نہ کررہے ہوں یا فوجی قافلوں کی گھات میں نہ ہوں تو وہ بیشتر وقت نماز پڑھنے یا وعظ سننے میں گزارتے ہیں۔قریب ہی ایک گاؤں میں ان لوگوں نے افغان فوج پر شب خون مارا تھا اور بیس افغان سپاہی ہلاک کر دیے تھے۔ کمانڈر نے فخر سے کہا: ''امریکی ادھر نہیں آتے۔ اس علاقے پر ہمارا کنٹرول ہے۔ یہاں طالبان کی حکومت ہے''۔

ایک کھلے احاطے میں طالبان گشت پر جانے کی تیاری کررہے تھے کہ اچانک ایک اتحادی فوجی ہیلی کاپٹرعین سر پرآ کر فضا میں چکر کاٹنے لگا۔ پوری جنگ میں امریکی زمینی دستوں کی کمی کا مداوا فضائی قوت کے مظاہرے سے کرتے رہے ہیں۔صوبہ غزنی میں کئی روز سفر کرتے رہیں مگر ہوسکتا ہے کہ آپ کو ایک بھی اتحادی فوجی دکھائی نہ دے۔ میں نے خوف سے مٹھیاں بھینچ لیں اور اس انتظار میں تھا کہ ہیلی کاپٹر ضرور ہم پر فائرنگ کرے گا لیکن طالبان اسے نظر انداز کرکے مجھ پر ہنسنے لگے۔ وہ ہیلی کاپٹر کے حملے کی صورت میں اس پر فائرنگ کے لیے تیار تھے، تاہم میرے وہاں سے چلے آنے کے ایک ماہ بعد انڈار میں فضائی حملے سے ساٹھ مشتبہ طالبان جاں بحق ہوگئے۔

جب ہیلی کاپٹر دور نکل گیا تو میں نے سکھ کا سانس لیا۔ ادھر طالبان موٹر سائیکلوں پر دیہی علاقوں کے گشت کے لیے نکل گئے۔ایک انٹیلی جنس آفیسر نے بتایا کہ طالبان زیادہ سے زیادہ (حکومت کے حامی) قبائل سرداروں کو ہلاک کررہے ہیں۔ جب حکومت بستیوں کو تحفظ فراہم نہیں کرسکتی تو ان سے حمایت کی توقع کیسے کرسکتی ہے۔

مسجد سے نکلتے ہوئے شفیق نے مجھے بتایا کہ طالبان اتحادیوں سے تعاون کرنے والوں کو سزا دینے کے لیے ان پر مقدمہ کیسے چلاتے ہیں۔مشتبہ افراد کے مقدمے کی سماعت قاضی کرتا ہے۔ جو مجرم ثابت ہو جائیں ان کا سر قلم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ طالبان دن کی روشنی میں گاڑیاں روک کر غیر ملکیوں کے موبائل چیک کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ قیدی بنانے کے لیے وہ کتنی موٹی اسامیاں ہیں۔ جب ہم ایک گاؤں کے پاس سے گزررہے تھے تو ایک باریش موٹر سائیکل سوار نے جو کلاشنکوف سے مسلح تھا ہمیں روک لیا۔اس کا چہرہ جزوی طور پر رومال سے ڈھکا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے شناخت کرانے کا مطالبہ کیا۔ شفیق نے اسے بتایا کہ یہ مہمان ہیں۔ مسلح شخص نے پوچھا کہ کیا میں پشتون ہوں۔ میں نے جواب دیا ''پشتون نے ایم''۔اس پر اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور یہ جا وہ جا۔

اب ہم ایک اور مسجد میں پہنچے جس میں ایک درجن افراد موجود تھے۔فرش پر ایک بڑا کندھے پر رکھ کر چلایا جانے والا میزائل پڑا تھا۔شفیق نے بتایا کہ ہم کمانڈر کا انتظار کررہے ہیں جو میرے دورے کی منظوری دے گا۔ میں سمجھتا تھا کہ میرے دورے کی منظوری طالبان وزیر دفاع دے چکا ہے۔ جب میں ایک مجاہد سے باتیں کررہا تھا تو ایک شخص موٹر سائیکل پر ہاتھ میں واکی ٹاکی پکڑے آگیا۔اس نے مجاہد کو ڈانٹا کہ اس سے باتیں نہ کرو جب تک کہ کمانڈر نہ آ جائے۔ قاضی صاحب فیصلہ کریں گے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ لفظ''قاضی'' سن کر میرے جسم میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی جیسا کہ شفیق مجھے قاضی کے انصاف کے بارے میں بتا چکا تھا۔

مجھے اس غصیلے آدمی اور دیگر اجنبیوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھنے کو کہا گیا جب کہ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب شفیق نے کہا کہ وہ مسجد میں یوسف کے ساتھ رہے گا جو کہ نماز پڑھ رہا تھا اور بعد میں وہ دونوں ہم سے آملیں گے۔ یوں لگا جیسے شفیق مجھ سے ہاتھ دھو چکا ہو۔ مجھے عراق اور لبنان دونوں جگہ ملیشیا کے ہاتھوں پکڑے جانے کا تجربہ ہوا تھا لیکن وہاں میں ان کی زبان بول سکتا تھا اور انہیں قائل کرکے مشکل سے نکل آیا تھا۔لیکن اب یہاں میں بے یارو مددگار تھا اور پشتو کے چند ٹوٹے پھوٹے لفظوں کے سوا مجھے ان لوگوں کی زبان نہ آتی تھی۔ میں نے شفیق سے کہا کہ میں اس کا مہمان ہوں اور اس کے بغیر نہیں جاؤں گا ورنہ میں ان کے رحم وکرم پر ہوں گا۔لیکن وہ لوگ رائفلیں لہراتے ہوئے چلانے لگے کہ میں ان کی گاڑی میں بیٹھ جاؤں۔

اتنے میں یوسف مسجد سے باہر آئے اور اس نے مجھے کرولا میں بیٹھنے کو کہا۔ اس نے بتایا کہ وہ مجھے تنہا نہیں چھوڑے گا۔ اس نے ایک اور کلاشنکوف بردار کو گاڑی میں بٹھا دیا جس نے میری حفاظت کرنی تھی۔ میں گھبراہٹ میں کابل میں اپنے رابطہ کاروں کو میسج بھیجے کہ میں مشکل میں ہوں اس دوران میں میرے محافظ کا موبائل بج اٹھا۔اس کی رنگ ٹون میں مشین گن فائر تھا اور ساتھ طالبان کی شہادتوں پر مبنی ترانہ تھا۔خوف سے میرا منہ خشک ہوگیا اور مجھ سے بولا نہ جاتا تھا۔کابل والا دوست جس نے سارے دورے کا اہتمام کیا تھا اس نے شفیق سے کہا کہ میں اس کی ذمہ داری ہوں اور اگر مجھے کچھ ہوا تو وہ اسی کو ذمہ دار ٹھہرائے گا۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆

بقیہ: ایوانِ صدر میں صلیب اور کلیسا!

یہ اہلیت اشرف غنی میں پائی گئی، جس کی اہلیہ نصرانی ہیں۔اور جو خود نصرانیت سے عقیدے کی حد تک متاثر ہو۔لہٰذا افغانوں کی نظر میں اسے ایک ایسا جادوگر بنا دیا، جو ایک پھونک میں افغانستان کے تمام مسائل حل کردے گا۔ اسے گل زار بنا دے گا۔لیکن اصل ہدف صدارتی محل میں صلیب کا داخلہ، کلیسا کی تعمیر اور صلیب کے حق میں صدارتی محل سے مہم کا آغاز تھا۔تاکہ وہ افغانوں سے پختہ ایمان اور جہاد کا انتقام لے سکیں۔

☆☆☆☆☆

11 نومبر: صوبہ قندہار .... ضلع خاکریز .... مجاہدین کا گھات لگا کر ایک فوجی گاڑی پر حملہ .... 7 فوجی ہلاک اور کئی زخمی

(قسط دوم)

ٹیکنالوجی کے بُت کیسے گرے!

انجینئر ابومحمد

جدید صلیبی ٹیکنالوجی کو ناقابل تسخیر سمجھنے والوں کے لیے میدان جہاد کے چشم کشا تجربات کی روداد...... یہ تحریر ہلمند کے محاذ پر صلیبی افواج کو ناکوں چنے چبوانے والے مجاہد نے قلم بند کی!

لڑادے ممولے کو شہباز سے:

محاذ پر جانے کے بعد مجاہدین کے مرکز بھی پہنچ گیا......طالبان مجاہدین منظّم ہوکر گوریلا وار شروع کر چکے تھے......میں گھر میں جس بات کی وجہ سے زیادہ پریشان رہتا تھا وہ یہی تھی کہ معلوم نہیں اب طالبان مجاہدین منظّم بھی ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ یہ سوال مجھے بے چین کیے ہوئے تھا......لیکن مرکز میں آکر دیکھا تو الحمدللہ طالبان مجاہدین اپنے اکابرین کے ساتھ منظّم ہوکر چھاپہ مار کارروائیاں شروع کر چکے تھے......صلیبی جارحیت اور کارپٹ بم باری کے کچھ ہی عرصہ بعد افغانستان کے طول وعرض میں صلیبی واتحادی افواج پر جوابی حملوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔

AK-47 کلاشنکوفوں، RPG-7 راکٹوں، پیکا مشین گنوں اور بی ایم میزائلوں جیسے روایتی اور پرانے ہتھیاروں کے ساتھ جری اور بے پرواہ طالبان سپاہ اپنی سی جدوجہد میں مصروف عمل ہو چکی تھی......فتح وشکست سے بے پرواہ ملتِ افغان اپنے ربِ کریم کے احکامات کی بجا آوری میں لگی ہوئی تھی......وہ جدید ٹیکنالوجی سے بے خوف ہوکر اپنے روایتی اسلحہ سے جارحیت کا مقابلہ نصرتِ الٰہی کی مدد سے کر رہی تھی......جب کہ ان کے مقابل دشمن جدید ترین اسلحہ، سیٹیلائٹ کیمروں، بکتر بند گاڑیوں، سکڈ وکروز میزائلوں، ڈیزی کٹر بموں، ڈرون طیاروں، فضا سے زمین کے چپہ چپہ کی نگرانی کرنے والے آلات اور عددی برتری سے آراستہ ہوکر سرزمین افغانستان میں موجود جہادی تحریک کو صفحۂ ہستی سے مٹانے نکلا تھا......جدید ٹیکنالوجی سے لیس حربی آلات ومشینری اور منظّم وتربیت یافتہ کمانڈوز کے مقابلہ میں سادہ لوح طالبان مجاہدین اور روایتی ہتھیاروں کا کیا مقابلہ؟

بے خطر عشق وجنوں:

لیکن یہ سب کچھ تو مادیت پرستوں اور وسائل وقوت پر یقین رکھنے والوں کو مرعوب کرتا ہے......جب کہ طالبان مجاہدین تو محض توکل علی اللہ کی طاقت سے سرشار فتح یا شہادت کا عزم لے کر اٹھے تھے، وہ اس سب کچھ سے کیسے مرعوب ہوسکتے تھے؟ انہوں نے تو کامیابی کا راز ڈھونڈ لیا تھا کہ فتح یا شہادت میں بہر صورت ان کی کامیابی ہے اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل ہے......وہ تو غزوۂ بدر کے معرکہ حق وباطل کو ذہنوں میں سجائے ہوئے تھے، اسی لیے بے خوف وخطر آتشِ نمرود میں پروانہ وار کود پڑے......کیونکہ اس سرزمین پر آج تک جدیدیت کا مقابلہ ایمانی جذبہ ہی سے کیا گیا تھا......

مجاہدین کے مرکز میں آئے ہوئے مجھے چند روز ہو گئے تھے، یہاں سے محاذوں کے لیے مجاہدین کی تشکیلات جاری تھیں......میں کوشش میں تھا کہ میری بھی کسی محاذ پر تشکیل ہو جائے اور میں بھی جلد از جلد میدانِ جنگ میں پہنچ کر صلیبی اتحادیوں کو جارحیت کا مزہ چکھاؤں......لیکن دو مرتبہ قندھار کے محاذ پر تشکیل ہوتے ہوتے رہ گئی......مرکز میں روزانہ جنگوں پر گھنٹوں گفتگو ہوتی رہتی تھی، میں اس گفتگو پر غور وفکر کرتے اپنی کمزوریوں اور دشمن کے حملہ کرنے کے طریقوں کا موازنہ کرتا رہتا......

وقت، حالات اور ذرائع کے لحاظ سے افغانستان پر ماضی میں سوویت یونین کے قبضے اور موجودہ دور میں امریکہ قبضے میں بہت نمایاں اور واضح فرق تھا......اُس وقت مشرقی اور مغربی قوتوں کے درمیان سرد جنگ چل رہی تھی اور خاص طور پر کمیونسٹوں کے مظالم اور ان کے استحصالی طریقہ کار کی وجہ سے پوری دنیا کے لوگ ان سے نفرت کرتے تھے......یہی وجہ تھی کہ سوویت یونین کے خلاف جہادِ افغانستان کو دنیا بھر سے مالی اور اخلاقی مدد حاصل رہی، افغانستان سے باہر بھی مجاہدین کو جہادی سرگرمیاں جاری رکھنے اور مختلف ذرائع استعمال کرنے میں دشواریاں نہ تھیں......مگر امریکی جارحیت کے وقت صورت حال بالکل مختلف اور برعکس تھی......اس وقت پوری دنیا کے معاملات یک قطبی طاقت (امریکہ) چلا رہا تھا اور اس منہ زور کی قوت کو چیلنج کرنے والا طالبان مجاہدین کے علاوہ کوئی نہ تھا......پوری دنیا کا کفر حتیٰ کہ مسلم ممالک بھی جہاد اور مجاہدینِ اسلام کے خلاف اکٹھے ہو چکے تھے......دنیا بھر میں کوئی بھی ملک ایسا نہ تھا جو ہمدردی کے دو بول ہی بول کر مجاہدینِ اسلام کی حمایت کر سکا ہو......ساری دنیا کی مالیاتی اور عسکری طاقتیں جب دنیا کی سپر پاور مانی جانے والی سب سے خوف ناک، تباہ کن اور جدید ترین عسکری طاقت امریکہ کی چھتری کے سائے تلے جمع ہوکر معمولی ہتھیاروں سے لیس پہاڑ نشین، انگریزی سے بے بہرہ، جدید فوجی تعلیم وتربیت سے نامانوس افغان مجاہدین کو پاش پاش کرنے آئیں تھیں تو اس وقت یہ مجاہدینِ اسلام کس طرح ان غاصبوں کا مقابلہ کر سکتے تھے؟ ایک طرف ساری دنیا کی شکست اور دوسری طرف مٹھی بھر مجاہدینِ اسلام کی فتح کیسے ممکن ہوسکتی تھی؟

مجاہدین اس حقیقت کو بھی جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ ساتھ اسباب اختیار کرنے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہے......میں مرکز بھی بیٹھا ان ہی سوچوں میں گم رہتا تھا کہ کس طرح اسلام کو مغلوبیت سے نکال کر غلبہ کے راستے پر گامزن کیا گیا جاسکتا ہے......میں نے حالات کو جانچا، پرکھا اور پھر اس تناظر میں سوچتا رہا کہ امریکہ وصلیبی اتحادیوں کی جدید ٹیکنالوجی سے ٹکر لینے کے لیے کون کون سے اقدامات

11 نومبر: صوبہ جوزجان......ضلع فیض آباد......مجاہدین نے دو الگ الگ حملے......2 ٹینک تباہ......7 فوجی ہلاک اور 3 زخمی

اٹھانے چاہئیں؟اس وقت AK-47 رائفل وغیرہ جیسے روایتی ہتھیاروں سے متاثر کن نتائج حاصل نہ ہورہے تھے......دشمن آسمان کی بلند فضاؤں سے گرجتا ہوا محاذوں پر بم باری کرکے لوٹ جاتا تھا اور مجاہدین ہاتھ ملتے رہ جاتے تھے......لہٰذا اس دشمن کو آمنے سامنے کی لڑائی میں مات دینے کی منصوبہ بندی کی جانے لگی......

جیسے ہی مجاہدین دشمن کے قافلے یا ٹھکانوں پر حملہ کرتے اور ابھی یہ حملہ اپنے انجام کو بھی نہ پہنچتا تھا کہ دشمن سیٹیلائٹ کے ذریعے اپنی فضائیہ سے رابطہ کرتا اور دیکھتے ہی دیکھتے فضاؤں میں ہیلی کاپٹر نمودار ہونا شروع ہوجاتے اور پھر ان کی خوف ناک شیلنگ سے مجاہدین کی شہادتیں ہوجاتیں......اس طرح دشمن کے خلاف کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہ ہونے پاتی تھی......اس کی وجہ بڑی سادہ تھی کہ مجاہدین اپنی بے سروسامانی کے ساتھ پرانے روایتی طریقوں سے دشمنوں پر حملے کرتے تھے......مگر اس کے ساتھ ساتھ طالبان مجاہدین اللہ رب العزت کے حضور سربسجود ہوکر نصرت کی دعائیں کرتے رہتے تھے اور کسی نئی ٹیکنالوجی، کسی موثر ہتھیار یا کسی ایسے طریقہ کے حصول کے لیے سر جوڑ کر بیٹھتے تھے کہ جس سے دشمن کی کمر توڑی جاسکے......

لوہے کو لوہا کاٹتا ہے:

میں چونکہ ایک مخابرچی (وائرلیس آپریٹر) تھا، اس لیے میرا ذہن مخابرہ یا اسی نوع کی الیکٹرونکس سے کام لینے پر اٹک گیا......آخر رب کریم کے فضل وکرم اور رحمت خاص سے ایک بات ذہن میں آ ہی گئی کہ ہو نہ ہو اب وائرلیس سے ریموٹ کنٹرول بم کارروائیاں ہی صلیبی واتحادی فوجوں کے خلاف سودمند رہیں گی......اسی طریقہ میں افرادی قوت بھی تھوڑی لگے گی اور دشمن کا نقصان بھی مالی و جانی ہر طرح سے خوب اور زیادہ ہوگا......

میں نے اپنے دل میں اس بات کا حتمی فیصلہ کرلیا کہ کوئی ایسی ڈیوائس تیار کی جائے جو ریموٹ کنٹرول کا کام کرے اور دشمن کا زیادہ سے زیادہ نقصان ہو مگر سمجھ میں یہ بات نہ آرہی تھی کہ کام شروع کہاں سے کیا جائے؟

ریموٹ کنٹرول چیزوں کا حصول اگر بچوں کے کھلونوں کی حد تک ہو تو آسان محسوس ہوتا ہے لیکن یہ جنگ کا میدان تھا اور ایک چھوٹی سی غلطی بہت بڑے اجتماعی نقصان کا باعث بن سکتی تھی......میرے ذہن میں ریموٹ کنٹرول کے استعمال کرنے کی بات بزرگوں کی ایک ضرب المثل سے آئی تھی......بزرگ کہا کرتے تھے کہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے......جس طرح امریکی وصلیبی اتحادی فوجی دور بیٹھے ڈرون طیاروں کو سیکڑوں میل کی دوری سے کنٹرول کرتے ہیں اور پھر ہدف کو پہچان کر اس کا نشانہ بناتے ہیں وغیرہ وغیرہ، بالکل اسی طرح ریموٹ کنٹرول سے بھی کام لیا جائے اور دور بیٹھ کر دشمنوں کو ہدف بنایا جائے......

صلیبی اتحادیوں کی آرمڈ گاڑیوں کے قافلوں پر گھات لگا کر حملہ کرنا ایسا ہی تھا جیسے کسی ہاتھی کو گھیر کر اُسے ڈنڈوں سے پیٹنا......حملہ کرنے کی صورت میں صلیبی فوجی بذریعہ الیکٹرونکس آلات امریکی بیس کیمپوں پر فوری اطلاع کردیتے اور وہاں سے بم بار طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کی آمد پر مجاہدین کے لیے خود سر چھپانے اور پسپائی اختیار کرنے میں دشواریاں بڑھ جاتی ہیں، جس کی وجہ سے اکثر صلیبیوں کے ساتھ ساتھ مجاہدین کا بھی نقصان ہوجاتا تھا......یہ میرے اکیلے کی سوچ تھی اور اکیلا آدمی کہاں تک اور کیا کچھ کرسکتا ہے؟ کافی سوچ بچار کے بعد میں نے اپنا منصوبہ امیر صاحب کے گوش گزار کردیا......وہ میرے منصوبے پر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں، ان شاء اللہ آپ کی سوچ اور فکر کو ضرور کامیابی ملے گی، آپ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کام کی ابتدا کریں......یہ کام کیسے کرنا ہے اور کتنے افراد نے کرنا ہے، ہم ہر قسم کے تعاون کے لیے حاضر ہیں......

اب مرحلہ تھا کہ الیکٹرونکس سے متعلقہ ابتدائی معلومات حاصل کی جائیں......چونکہ امیر صاحب سے اجازت اور تشکیل ہوچکی تھی لہٰذا الیکٹرونکس کے ایک استاد سے بنیادی الیکٹرونکس معلومات وعناصر کے بارے میں سیکھنے کے لیے حاضری دی......اپنے تعارف کے بعد انہیں پہلے اپنے مقاصد بتلائے پھر سیکھنا شروع کردیا......میرا عزم وارادہ جان کر استادِ محترم نہایت خوش ہوئے کہ چلو میرا بھی اس کام میں صدقہ جاریہ ہوجائے گا، لیکن میں نے اُن سے اولین وعدہ اس بات کو راز رکھنے کا لیا......کام شروع ہوگیا، ابتدائی کتابوں اور پرزہ جات کے اخراجات میں خود کررہا تھا، سامان لے کر استاد صاحب کی زیر نگرانی سکھلائی ہوتی رہتی؛ جیسے رزسٹینس، ٹرانزسٹر اور ڈائیوڈ وغیرہ......آٹھ دن تک پریکٹیکل جاری رہا اور مجھے میرے مقصد اور مطلب کے مطابق کافی حد تک سمجھ آرہی تھی کہ میں نے ان پرزہ جات سے کیسے کام لینا ہے۔

[موضوع کی حساسیت کے پیش نظر میرے ہمراہی اور معاونت کرنے والے افراد کے ناموں کے مخفف سے ہی آگے کی روداد جاری رہے گی]

ایک اکیلا دو گیارہ:

تربیت کے اُن ایام کے دوران میں ہی میری ایک پرانے ساتھی مجاہد ''K'' سے ملاقات ہوگئی......علیک سلیک کے بعد گپ شپ کی ایک طویل نشست ہوئی، دونوں پرانے ساتھی ماضی کے جھروکوں میں جھانکتے رہے اور ماضی پر سیر حاصل گفت وشنید جاری رکھتے ہوئے حالیہ واقعات پر تبادلہ خیال کرنے لگے۔ مجھے ''K'' نے پوچھا کہ آج کل کس محاذ پر کام کررہے ہو؟ میں نے پل بھر کے لیے سوچا اور خلاؤں میں گھورنے لگا کیونکہ مجھے قابل اعتماد ساتھی کی ضرورت تھی اور ''K'' میرا پرانا دوست اور نڈر مجاہد تھا......لہٰذا میں نے مناسب خیال کرتے ہوئے اُسے اپنے منصوبہ کے متعلق تفصیلی آگاہی دی اور ساتھ ہی اُسے بھی اس منصوبہ میں شمولیت کی دعوت دے ڈالی......

(بقیہ صفحہ ۶۷ پر)

جو باقی کام ہے وہ قرض تم پر

حسان یوسفی

[یہ کوئی افسانہ نہیں...... حقیقی تاریخ ہے۔ یہ واقعہ رمضان ۱۴۲۹ھ میں خطۂ خراسان کے محاذ پر پیش آیا۔ اب تو میرے وہ دونوں ساتھی یعنی حسین بھائی اور مہاجر بھائی بھی اپنی نذر پوری کر کے......شہادت کا تمغہ سینے پر سجائے...... بارگاہِ ایزدی میں حاضر ہو چکے ہیں اور آج ہم میں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد ہمیں ان کی رفاقت عطا فرمائے، آمین۔ ان مجاہدین کا عامۃ المسلمین کے لیے پیغام ہے کہ وہ حقیقت کو سمجھیں، حق کو پہچانیں، اور جانیں کہ ان اہلِ حق کی قربانیوں کا قرض ان کے کندھوں پر ہے]

نمازِ عصر کی جماعت مکمل ہوئی تو میں نے مصحفِ قرآنی اٹھایا اور کمرے سے باہر نکل کر کھلی فضا میں آ بیٹھا۔

ماہِ رمضان میں عصر سے مغرب کی ساعتیں...... اپنے فضائل و برکات کے اعتبار سے...... بہت خاص ہوا کرتی ہیں۔ اور اگر یہی ساعتیں میدانِ رباط و جہاد میں میسر آ جائیں تو سونے پر سہاگہ ہو جاتا ہے......

چنانچہ برکت کے انھی لمحات سے مستفید ہونے کے لیے میں اپنے مرکز سے باہر خوب صورت درختوں اور پتھریلے پہاڑوں کی آغوش میں آ بیٹھا اور قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دی۔

انھی دنوں مجاہدین کی کامیاب کارروائیوں کے جواب میں کفار کے حملوں میں کافی تیزی آ چکی تھی اور خصوصاً ان کے جاسوسی طیاروں کی پروازیں خطرے کی گھنٹیاں بجاتی رہتی تھیں۔

ابھی میں تلاوت کلامِ پاک میں مصروف تھا کہ میری یکسوئی میں خلل ڈالتے ہوئے...... کچھ بھنبھناہٹ سی...... مجھے کانوں میں محسوس ہوئی۔ اور کچھ ہی دیر میں یہ بھنبھناہٹ تیز ہو گئی۔ مجھے اندازہ ہو گیا کہ جاسوسی طیارہ پرواز کر رہا ہے۔ میں نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی، رب تعالیٰ کے حضور اس کے شر سے حفاظت کی دعا مانگی اور دوبارہ تلاوت میں مشغول ہو گیا۔ کچھ دیر اسی طرح آواز آتی رہی...... مگر کچھ دیر کے بعد مجھے آواز میں تکرار محسوس ہوئی۔ میں نے غور کیا تو اندازہ ہوا کہ ایک سے زائد جاسوسی طیارے ہیں...... اور تکرار مزید بڑھی تو معلوم ہوا کہ اب بیک وقت تین جاسوسی طیارے پرواز کر رہے ہیں اور بہت نیچی پرواز کر رہے ہیں۔

میرے دل میں یک لخت خطرے کی لہر دوڑ گئی...... دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی۔ میں نے مرکز کے مسئول ابراہیم بھائی کو آواز دی۔

''ابراہیم بھائی! ان طیاروں کے تیور آج کچھ اچھے نہیں لگ رہے۔ ایسا کریں کہ ساتھیوں کو جنگل میں بکھیر دیں''۔

ابراہیم بھائی نے مشورہ قبول کرتے ہوئے فوراً ساتھیوں کو جنگل میں بکھیر دیا اور مرکز کو خالی کر دیا...... تاکہ خدانخواستہ اگر طیارے مرکز کو نشانہ بنائیں تو ساتھی محفوظ رہیں......

خطِ اول پر مجاہدین کا قیام اس انداز میں تھا کہ ان کے مختلف مجموعات کو بہ کو بکھرے ہوئے تھے اور ان کے مراکز جا بہ جا پھیلے ہوئے تھے۔ ہمارے مرکز کے قریب دو دیگر مراکز بھی تھے۔ ایک مرکز کے مسئول مصباح شہیدؒ تھے اور دوسرے مرکز کے ذمہ دار عبدالہادی شہیدؒ تھے۔

جاسوسی طیاروں کی آواز سن کر اور پرواز دیکھ کر میں سوچنے لگا کہ شاید یہ ان تین مراکز میں سے کسی کو نشانہ بنانا چاہتے ہیں۔ اس دوران آدھا پونا گھنٹہ گزر گیا۔ اس گومگوں کیفیت کے ہوتے ہوئے بھی میں منتشر ذہن کے ساتھ بدستور قرآن مجید ہاتھ میں تھامے تلاوت کر رہا تھا۔ ایسے میں یکدم میزائیل آنے کی تیز آواز آئی اور ساتھ ہی زوردار دھماکہ ہوا۔ اس کی دھمک اس قدر شدید تھی کہ میں خود اپنی جگہ سے ہل گیا۔ میں فوراً اٹھا اور اپنی پوزیشن کو محفوظ بنانے کے لیے درخت کی اوٹ میں آ بیٹھا۔ دل کی دھڑکن بہت تیز ہو چکی تھی اور کچھ خوف سا بھی محسوس ہو رہا تھا۔ ابھی میں اسی کیفیت میں تھا کہ ایک اور میزئیل کی آواز آئی اور پھر زوردار دھماکہ ہوا...... جس سے زمین ایک مرتبہ پھر لرزی۔

اس دوران خوف کے باوجود میرے حواس برقرار رہے...... میں نے دیکھا کہ اپنا مرکز تو سلامت ہے، چنانچہ سمجھ گیا کہ کسی دوسرے مرکز کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ میں ابھی چاہ ہی رہا تھا کہ جلد اٹھوں اور اس سمت جاؤں جہاں دھماکہ میزائیل گرے ہیں، ابراہیم بھائی نے کہا:

''عاصم بھائی! آپ اور مہاجر بھائی جلدی جایئے اور وہاں کی خیریت معلوم کیجئے''۔

میں اٹھا اور مہاجر بھائی کو آواز دی۔ وہ آ گئے تو میں انھیں لے کر چل دیا۔ اتنے میں مجھے کسی نے آواز دی۔

''عاصم بھائی! رکیے، میں بھی آ رہا ہوں''۔

میں نے دیکھا کہ حسین بھائی بھاگتے ہوئے ہماری طرف آ رہے ہیں۔ پھر ہم

تینوں تیز قدموں کے ساتھ اس سمت بڑھنے لگے جہاں سے دھماکوں کی آواز آئی تھی۔

پانچ منٹ کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم اس پگڈنڈی میں پہنچ گئے جو عرب مجاہدین کے مرکز کو جاتا تھا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا تو ہمیں دھوئیں کے آثار بھی اسی جگہ سے اٹھتے دکھائی دیے۔

عجیب کیفیت تھی...... جوں جوں اس طرف بڑھتے جا رہے تھے، دل کی دھڑکن تیز تر ہوتی جارہی تھی۔ ذہن میں مختلف خیالات ابھرتے۔

''نجانے کون کون شہید ہوگیا؟......کیا کوئی وہاں بچا بھی......؟ نجانے آج کس کس کے ٹکڑے اٹھانے پڑیں گے؟''

پھر میں ان خیالات کو جھٹکتا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ ''یا رب! تو ہی سب سے بڑا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ یا اللہ! تمام مجاہدین کی حفاظت فرما۔ یہ حرم کے بیٹے جو اپنا سب کچھ چھوڑ کر......صرف تیری ہی رضا کی خاطر یہاں ہجرت کر کے آئے ہیں...... ان کا تیرے سوا کوئی سہارا نہیں......ان کو اپنی امان میں رکھ!'' اور ساتھ ہی آنکھیں بھیگتی جارہی تھیں۔

جاسوسی طیاروں کی آواز بدستور بہت تیز سنائی دے رہی تھی۔ اس بات کا خطرہ بھی تھا کہ وہ دوبارہ میزائل داغیں گے۔

ہم آگے بڑھے تو دیکھا کہ اس کیفیت وحالت میں بھی ایک حرم کا بیٹا، وہاں راستے میں بیٹھا......مصحفِ قرآنی ہاتھ میں لیے......اللہ تعالیٰ سے ہم کلام تھا......ہم اس کے پاس آئے تو اس نے کہا:

''ابھی آگے نہ جاؤ......جو ہونا تھا، وہ ہو چکا...... جاسوسی طیارے بالکل سر پہ ہیں......آج لگتا ہے وہ دوبارہ میزائل داغیں گے''۔

مگر ہم تینوں نے عزم کرلیا تھا کہ کچھ بھی ہو، وہاں جائیں گے۔ شاید وہاں کسی کو ہماری ضرورت ہو۔ مغرب کی نماز میں دو، تین منٹ باقی تھے۔ ہم مزید آگے چلے تو دیکھا کہ مصباح بھی بھاگتے ہوئے اس طرف جارہے ہیں۔ سامنے ان کا مرکز آگیا جس سے دھواں اٹھ رہا تھا اور اس سے ہٹ کر کچھ فاصلے پر ایک گاڑی کھڑی تھی جو جل رہی تھی......اس پر بھی ایک میزائیل داغا گیا تھا۔

مرکز اور گاڑی کے قریب جانے کی کسی کو ہمت نہیں ہو پا رہی تھی کیونکہ جاسوسی طیارے بہت نیچی پرواز کر رہے تھے، اور اس بات کا پورا امکان تھا کہ وہ مرکز اور گاڑی کے قریب جانے والے کو نشانہ بنائیں گے۔

مگر اس حالت میں مصباح بلا خوف وخطر بھاگتے ہوئے اس طرف گئے اور ساتھ ساتھ با آوازِ بلند ساتھیوں کے نام پکارتے جارہے تھے۔ گاڑی کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ اندر چار مجاہدین کی لاشیں جلی ہوئی ہیں۔

''حاجی صابر، عبداللہ، موسیٰ، ابوعلی......'' مصباح دیوانوں کی طرح اونچی آواز میں ان ساتھیوں کے نام لے رہے تھے۔ دنیا ومافیہا سے بے نیاز......عجیب وجدانی کیفیت طاری تھی۔ اتنے میں مغرب کا وقت داخل ہوگیا۔ اس عالم میں مصباح وہاں سے ہٹ کر مرکز کے سامنے وسیع صحن میں اکیلے کھڑے ہوگئے۔ دور کھڑے سب ڈر رہے ہیں کہ جاسوسی طیارے کسی بھی لمحے ان کو نشانہ بنائیں گے......مگر ہر چیز سے بے پرواہ......وہ اکیلے کھڑے ہوئے اور با آواز بلند اذان دینا شروع کر دی۔

ایسا منظر تھا کہ عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام...... ایک طرف ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہیں، غم واندوہ سے دل شکستہ ہے......دوسری طرف طیاروں کی بھنبھناہٹ ہے، خوف ودہشت کا عالم ہے......مگر اللہ کے اس بندے کو دیکھو کہ اس حالت وکیفیت میں بھی اکیلا کھڑا ہے اور اللہ رب العالمین کی کبریائی بیان کر رہا ہے۔

میں نے مہاجر بھائی سے کہا: ''روزہ افطار کرنے کا وقت ہو چکا ہے اور ساتھیوں کی لاشیں بھی اٹھانی ہیں۔ افطار کے لیے ہمارے پاس کچھ ہے بھی نہیں''۔

خیر ہم گئے اور جلدی جلدی گاڑی سے جلی ہوئی لاشیں نکالنے لگے۔ تین لاشیں سلامت نکال لیں اور چوتھی لاش کے ٹکڑے جمع کرنے لگے۔ یہ ایسا لمحہ تھا کہ دل پر پہاڑوں کا بار محسوس ہو رہا تھا...... ٹانگیں زمین میں گڑتی معلوم ہو رہی تھیں......اور اگر اسلام نہ ہوتا تو شاید زندگی گزارنا بھی دشوار ہو جاتی۔ مگر ہم نے صبر سے حاجی صابرؒ کے تمام ٹکڑے جمع کئے۔

جب اس کام سے فارغ ہوا تو مجھے بھوک محسوس ہونے لگی۔ مگر اگلے ہی لمحے اس خیال سے دل میں سکینت محسوس ہوئی کہ مجھے اپنی زندگی میں اسلاف کی طرح کا لمحہ میسر آگیا......کہ افطار کا وقت ہے اور کچھ کھانے کو میسر نہیں ہے۔ یہ سوچ کر دل بہت مطمئن ہوا اور زباں رب کی حمد بیان کرنے لگی۔ لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا ہے: **''لئن شکرتم لأزیدنکم''** (ابراھیم)...... تھوڑی ہی دیر میں ایک عرب بزرگ دو عدد سیب لے آئے اور کہنے لگے:

> ''بیٹا! روزہ افطار کرلو...... جو کچھ ہوا، وہ بے شک اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہوا۔ کچھ غم نہ کرو...... یہ تو راہِ خدا کی مقتضیات ہیں......اور یہ تو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ تو خود شہدا کو چنتے ہیں...... **''ویتخذ منکم شھداء''** (آل عمران)......اور کفار کو اس چیز کا ذریعہ بناتے ہیں۔ پس جو شہید ہو گئے، وہ کامیاب ہو گئے، اور جس کے جسم کے چیتھڑے اُڑ گئے تو وہ قیامت کے دن خوشی خوشی اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ اے میرے بندے! یہ تیرے ساتھ کیا ہوا؟ وہ خوشی اور فخر سے کہے گا کہ اے اللہ! یہ تو تیری ہی عطا کردہ جان تھی اور تیرے لیے ہی

میں نے اپنے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کروا دیے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے بہت خوش ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کی جنتوں کا مسکن عطا فرمائیں گے......اسے فرشتوں کا سلام ملے گا، **سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین** (الزمر)......انبیاء علیہم السلام کی رفاقت عطا ہوگی......حوروں کی آغوش میسر آئے گی......سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا......

یہاں تک کہ وہ خواہش کرے گا کہ کاش میری دس جانیں ہوں اور میں دس مرتبہ انھیں تیری خاطر قربان کروں اور اپنے جسم کے چیتھڑے اڑواؤں......

پس تم غم نہ کرو، یہ لاشیں دیکھ کر افسردہ نہ ہو، یہ ساتھی تو بہت خوش ہوں گے کہ انھیں اپنی منزل مل گئی......تم بھی رب سے یہی منزل مانگو۔ دنیا والے چاہے تم پر ہنسیں یا تمہیں دیوانہ کہیں، تم بالکل پرواہ نہ کرو......اور جان رکھو کہ یہی اصل کامیابی ہے''۔

ان باتوں کا سننا تھا کہ یک دم تمام بوجھ ہلکا ہوگیا، اور ہم اللہ کا شکر ادا کرنے لگے۔ میں نے وہ سیب لیے......ایک مہاجر بھائی کو دیا۔ دیکھا تو حسین بھائی نظر نہ آئے۔ میں نے انھیں آواز دی۔ وہ چلے آئے تو میں نے کہا: ''یہ لو سیب اور افطاری کرلو۔ بہت دیر ہوچکی ہے''۔

کہنے لگے: ''میں نے تو افطاری کرلی ہے''۔

میں نے کہا: ''کیا مطلب! یہاں تو کچھ کھانے کو نہیں......آپ نے کیسے افطاری کرلی؟''

کہنے لگے: ''الحمدللہ کہ اس ذات نے آج مجھے صحابہ کرامؓ کی سنت تازہ کرنے کا موقع عطا کیا۔ جس طرح صحابہؓ نے سریۂ خبط میں جب کھانے کو کچھ نہ تھا......درختوں کے پتے کھائے تھے، میں نے آج گھاس کھا کر افطاری کی ہے''۔

وہ یہ کہہ رہے تھے اور بہت خوش تھے۔ اور سننے والوں کی آنکھیں نم تھیں۔

یہ کیسے لوگ ہیں جو چودہ صدیوں پرانی تاریخ دہرا رہے ہیں۔ دنیا انھیں دہشت گرد کہہ رہی ہے، اپنے لوگ انھیں خبطی اور دیوانہ کہہ رہے ہیں مگر یہ اپنی دھن میں مگن قربانیوں کی لازوال داستان رقم کررہے ہیں، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عین نقشِ قدم پر چلتے رہے ہیں اور اللہ رب العزت کے یہاں سرخرو ٹھہر رہے ہیں۔ دنیا کچھ بھی کہے......یہ لوگ حق کو جان کر اس پر ثابت قدم ہیں۔ **لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ(الحدیث)۔**

اللّٰھم توفنا مسلما والحقنا بالصالحین۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: ٹیکنالوجی کے بُت کیسے گرے!

اس دور اندیش مجاہد ساتھی نے بلاتوقف بخوشی میرے ساتھ کام کرنے پر آمادگی ظاہر کردی اور میرے اس منصوبہ کو سنتے ہی اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی ابھر آئی اور وہ بہت مطمئن اور خوش نظر آنے لگا......اس نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا کہ اب ان شاءاللہ ہم صلیبیوں اور اتحادیوں کی خوچ درگت بنائیں گے اور دین اسلام کا پرچم بلند کرکے رہیں گے......

اس طویل ملاقات اور گپ شپ کے بعد ہم دونوں یعنی میں اور ''K'' اکٹھے مل کر استاد صاحب سے الیکٹرونکس کے متعلّق کام سیکھنے لگے......گزشتہ آٹھ دنوں کا سارا سیکھا ہوا کام میں نے ''K'' کو مکمل طور پر سمجھا دیا......ہم جنگ زدہ علاقوں کی روزانہ صورت حال سے آگاہ رہنے کی وجہ سے ہر وقت بے چین اور مضطرب رہتے تھے...... کیونکہ کامیابی کی خبر بہت کم ملتی تھی اور آئے روز غاصب امریکیوں کی بم باری سے معصوم افغان عوام کی ہلاکتوں کی اطلاعات ملتی رہتی تھیں......لہٰذا ہم دونوں نے فیصلہ کیا کہ استاد صاحب سے جلد از جلد چھٹی لی جائے اور ریموٹ کنٹرول کا کام شروع کردیا جائے...... دونوں نے استاد صاحب سے مدعا بیان کیا اور اجازت لے کر رخصت ہوئے......

ہم دونوں نے قدرے گنجان آباد اور جدید شہری سہولیات سے آراستہ علاقہ میں پڑاؤ ڈالا اور مقامی مارکیٹ سے الیکٹرونکس کے متعلّق تمام ضروری اوزار خرید لیے......سابقہ جگہ پر تو قاویہ (سولڈنگ وائر) کو گرم کرنے کے لیے گیس سلنڈر استعمال کرتے تھے لیکن اس جگہ پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچھے اوزاروں کے ساتھ ساتھ استعمال میں آنے والے تمام پرزہ جات بھی آسانی سے دستیاب ہوگئے......

ہم دونوں نے صرف ابتدائی کام سے ہی شد بد رکھے ہوئے تھے، اس لیے کسی ماہر الیکٹرونکس انجینئر کی تلاش شروع کردی......ارادہ یہ تھا کہ ابتدا میں کسی انجینئر سے کام کروائیں گے اور ساتھ ساتھ بطور مددگار کام کرتے ہوئے کام کو سمجھنے کی کوشش کریں گے......چنانچہ دور دراز کے علاقوں میں اپنے مطلوبہ انجینئر کی تلاش میں دو ماہ کا عرصہ لگ گیا......انجینئر تو بہت مل جاتے تھے لیکن مطلوبہ اہلیّت کا حامل انجینئر نہ مل پارہا تھا......کسی انجینئر کو تلاش کرنے کے بعد جب بات کرکے اُسے اپنا مطلب بتلاتے تو وہ کہتا کہ بھائی یہ تو کسی ماہر انجینئر کا کام ہے، میں نے تو صرف ڈپلومہ ہی کررکھا ہے......کوئی انجینئر کہتا کہ کام تو ہوسکتا ہے لیکن اس مد میں لاکھوں روپے خرچ آئیں گے اور حکومت سے NOC بھی لینا پڑے گا، ڈایا گرام پاس کروانا پڑے گا وغیرہ وغیرہ......الغرض ہر ملنے والا انجینئر یا تو کاغذی انجینئر ہوتا یا پھر قانونی اور مکینیکل باریکیاں بتلا کر جواب دیتا......

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے!!!

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتیں ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں(ادارہ)۔

۱۷ نومبر: جنوبی وزیرستان میں وانا بائی پاس روڈ پر ایف سی کی گاڑی کے قریب دھماکہ میں ۲ ایف سی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۸ نومبر: چارسدہ کے شب قدر بازار میں پولیس موبائل کے قریب دھماکے کے نتیجے میں ایک پولیس اہل کار کے ہلاک اور ایک کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۱ نومبر: پشاور کے علاقے متھرا بازار میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ سے سیکورٹی فورسز کی گاڑی کو نشانہ بنایا گیا، سرکاری ذرائع نے ۲ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی خبر جاری کی۔

۲۲ نومبر: خیبر ایجنسی کی وادی تیراہ میں مجاہدین سے جھڑپ میں امن کمیٹی کے ۳ اہل کاروں کی ہلاکت کی خبر سرکاری ذرائع نے جاری کی۔

۲۵ نومبر: خیبر ایجنسی کے علاقے شاہ کس میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی پر فائرنگ کے نتیجے میں ایک اہل کار کے ہلاک اور ایک کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۵ نومبر: لوئر اورکزئی ایجنسی کے علاقے کریز گاروستر سام میں روافض کے جلوس پر ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ۴ رافضیوں کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری میڈیا نے خبر جاری کی۔

۲۸ نومبر: پشاور کے علاقے حیات آباد میں ایف سی گاڑی کو بم حملے کا نشانہ بنایا گیا، سیکورٹی ذرائع نے ایک اہل کار کے ہلاک اور ایک کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۲۹ نومبر: خیبر ایجنسی کے علاقے ٹی ڈی بازار میں ایئر فورس کے ایک اہل کار زعفران کو مجاہدین کے قتل کر دیا۔

۲ دسمبر: سوات کے علاقے سیدو شریف میں مجاہدین نے بیسیوں مجاہدین کی گرفتاری اور شہادت میں اہم کردار ادا کرنے والے حکومتی آلہ کار، امن کمیٹی کے رکن گل سزن کو فائرنگ کرکے ہلاک کر دیا۔

۲ دسمبر: اورکزئی ایجنسی کے علاقے شیرین درہ میں مجاہدین کے سیکورٹی چیک پوسٹ پر حملے کے نتیجے میں سرکاری ذرائع نے ۴ فوجیوں کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی۔

۵ دسمبر: لوئر اورکزئی ایجنسی کے فوجی ہیڈ کوارٹر کلایہ پر مجاہدین کے میزائل حملے میں ایک صوبے دار کے ہلاک اور ۵ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۷ دسمبر: خیبر ایجنسی کی وادی تیراہ میں مجاہدین کے حملوں میں ۴ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک اور ۴ کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۷ دسمبر: خیبر ایجنسی کی وادی تیراہ کے علاقے نری بابا میں مجاہدین کے حملے میں امن لشکر کے ایک اہل کار کے زخمی ہونے کی خبر سرکاری طور پر جاری کی گئی۔

۷ دسمبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک اور ایک کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۸ دسمبر: بونیر کے علاقہ قلعہ بونیر میں دو پولیس اہل کاروں کو مجاہدین نے قتل کر دیا۔

۱۰ دسمبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں سیکورٹی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں ۱۲ اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۷ دسمبر: خیبر ایجنسی کی وادی تیراہ کے علاقے میدان میں چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں ۳ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک اور ۴ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۹ دسمبر: بنوں میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی کے قریب دھماکہ کے نتیجے میں ۳ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۴ دسمبر: لوئر کرم ایجنسی میں لیویز فورس کے سابق حوالدار جمال حسین کو قتل کر دیا گیا۔

پاکستانی فوج کی مدد سے صلیبی ڈرون حملے:

۲۰ نومبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں امریکی جاسوس طیاروں نے ایک گھر پر ۲ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۵ افراد شہید اور ۳ زخمی ہوگئے۔

۲۶ نومبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقے کنڈا سر میں امریکی جاسوس طیاروں نے ایک گھر اور گاڑی پر ۲ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۱۸ افراد شہید ہو گئے۔

۷ دسمبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں ایک مکان پر امریکی جاسوس طیارے کے ۲ میزائل داغے، جس کے نتیجے میں ۴ افراد شہید اور متعدد زخمی ہوگئے

احوال مجاہد

میں جہاد کا مسافر، میری راہ دکھ بھری ہے
نہیں غم مگر خزاں کا، منزل ہری بھری ہے

دینے لگے ہوا وہ جن پر کیا تھا تکیہ
میرے رہنما بتا تو کیسی یہ رہبری ہے؟

کعبہ کے پاسباں ہیں رونق صنم کدوں کی
وحدت کے داعیوں کی پہچان بت گری ہے

حکم خدا کے آگے سر خم نگاہ نیچی
پھر بھی ملا مجھے ہی الزام ِخود سری ہے

ماں باپ، بہن بھائی ،سب دوستوں کو چھوڑا
نہیں آسرا کسی کا ،مولیٰ کی یاوری ہے

ہمدردیاں جتا کر اپنوں نے درد بخشے
جھانکیں تو نفرتیں ہیں، دیکھیں تو دلبری ہے

ہر زخم تازہ دے کر احوال پوچھتے ہیں
کہتا ہوں میں بھی ہنس کر" پہلے سے بہتری ہے"

وہاں تیر ہیں سناں ہے، یہاں نشترِ زباں ہے
لیکن مجاہدوں کو اِن سب پہ برتری ہے

یہ عنایت ِعدو ہے میرا تن ہے پرزہ پرزہ
میری روح پرسکوں ہے ،میرا خون عنبری ہے

کہیں بہتا خونِ طائف، کہیں قید گھاٹیوں کی
یہ تمام درد سہنا طرز پیمبریؐ ہے

بڑے فساد کا پیش خیمہ!

”بلا شبہ جہادی تحریک جوں جوں طویل ہوتی ہے اس میں ایسے لوگ آنا شروع ہو جاتے ہیں جو مکمل طور پر جہادی سانچے میں ڈھلے ہوئے نہیں ہوتے۔ چنانچہ اصلاح و تذکیر اور محاسبے و مراقبے کی ضرورت بڑھتی جاتی ہے۔ آج ہم جس مرحلے سے گزر رہے ہیں، ہمیں مجاہدین کی طرف سے خطا اور تجاوزات کی کثرت نظر آتی ہے، اس کا سبب مجاہدین کی صفوں میں ایسے افراد یا گروہوں کی شرکت ہے جن کی صحیح اسلامی بنیادوں پر تربیت نہیں ہوئی ہے یا ان میں جہالت اور اخلاقی فساد پایا جاتا ہے۔ اہل علم انہیں فجار سے تعبیر کرتے ہیں لیکن وہ جہاد کر رہے ہیں۔ ہمیں سب سے زیادہ اس بات کا خوف اور فکر ہونی چاہیے کہ تحریکِ جہاد انحراف و فساد یا ہلاکت کا شکار نہ ہو جائے۔ ہم اللہ سبحانہ تعالیٰ سے سلامتی و عافیت کے خواست گار ہیں۔ لیکن ضروری ہے کہ ہم اس معاملے پر خصوصی توجہ دیں اور اس کی تفصیلات پر بات کریں: وہ علم جس کی جزئیات کا سیکھنا اور اسے اپنے مجاہد ساتھیوں میں پھیلانا اور اس کی فقہ، واضح بصیرت اور کامل التزام کو ان کے مابین یقینی بنانا ہمارے اوپر واجب ہے، وہ خونِ مسلم کی حرمت و عظمت کا علم اور اس معاملے کی اہمیت و عظمت کو دلوں میں اجاگر کرنا ہے۔ مسلمان نفس کا قتل اکبر الکبائر میں سے ہے اور ادلہ شرعیہ کی روشنی میں غالباً اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ کفر و شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔ کتاب و سنت میں اس بارے میں سخت ترین وعید وارد ہوئی ہے۔ جیسے اس میں مبتلا ہونے والا کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتا۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مومن اس وقت تک دین کے دائرے سے نہیں نکل سکتا جب تک حرام خون نہ بہائے“۔ (بخاری)

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تمام مجاہدین اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ کیوں کہ افغانستان کے قبائل اور اکثر علاقوں میں اسی طرح پاکستان کے قبائلی علاقہ جات میں قتل و انتقام کی ثقافت کا غلبہ ہے...... اور دشمنی اور بدلے کے نام پر قتل اور خون بہانے کا رواج عام ہے جب کہ اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے والے اہلِ دیانت اور حقیقی سچی توحید پر عمل کرنے والے لوگ کم ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہم پر لازم ہے کہ ہم نشرِ علم کے تمام وسائل کو استعمال کرتے ہوئے مجاہدین کی صفوں میں عملی طور پر اس علم (یعنی خونِ مسلم اور مسلمان کے مال و عصمت کے تقدس کا علم) کو نشر کریں۔ اسی طرح بطورِ امیر یا مسؤل ہمارے اوپر واجب ہے کہ اپنے زیرِ دست لوگوں کے ہاتھوں کو روک کر رکھیں اور ان کا محاسبہ کریں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے احکامات کا التزام کرتے ہوئے اس کی اطاعت میں مستقل مزاجی سے اپنے اوپر شریعت کو نافذ کریں اور جو کوئی اس کی مخالفت کرے اسے سزا بھی دیں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا اور اپنی اجتماعیت میں غفلت یا تساہل سے کام لیا یا ایک دوسرے کی رعائت کی یا امرا نے اپنے مامورین کے محاسبے، امر بالمعروف نہی عن المنکر اور اپنے متبعین کو اللہ کی شریعت اور اطاعت پر قائم رکھنے میں کمزوری دکھائی تو ہم یقیناً بری طرح ناکام ہو جائیں گے اور پھر ہمارا انجام ہلاکت ہی ہے (العیاذ باللہ)...... اے اللہ ہم آپ سے آپ کی ناراضی سے پناہ میں آتے ہیں۔ میں آپ کو گواہی دیتا ہوں کہ میں، میری قیادت اور میرے ساتھی ہر شریعت کی مخالفت کرنے والے فرد سے بری ہیں۔ ہم ہر اس اللہ کے ولی سے محبت رکھتے ہیں اور اس کے حمایتی اور قریب ہیں جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کا مطیع و فرماں بردار، ذاکر و شاکر اور اسی کی طرف رجوع کرنے والا ہو اور اسی طرح ہر اس شخص سے بغض اور دوری رکھتے ہیں جو اس کے متضاد ہو۔

اس سے ملتا جلتا دوسرا اہم امر جس پر ہمیں توجہ کی ضرورت ہے وہ استشہادی عملیات کی فقہ جسے فقہائے کرام قاعدہ تترس سے موسوم کرتے ہیں اس کی حدود و قیود کو واضح کرنا ہے۔ ہم اپنے ساتھیوں کے سامنے اس کی تشریح کریں بالخصوص وہ ذمہ داران جو ان کارروائیوں کی منصوبہ بندی اور تنفیذ کرتے ہیں اور وہ فدائین جو ان عملیات میں شریک ہوتے ہیں ان پر ان مسائل کا واضح ہونا بہت ضروری ہے۔ بعض اوقات ہم دیکھتے ہیں کہ فدائی مجاہد اس حوالے سے لاپرواہ اور لاعلم ہوتے ہیں اور عوام کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ بالخصوص ایسے کم سن فدائی جو علم و معرفت سے نابلد ہوتے ہیں اور ان کی کوئی دینی تربیت نہیں ہوتی اور اس سے بھی بڑھ کر وہ خطرناک ہدایات ہوتی ہیں جو انہیں عین موقع پر دی جاتی ہیں جو العیاذ باللہ دین کے مخالف ہوتی ہیں۔ جیسے مجاہدین میں سے بعض لوگ انہیں یہ پڑھا دیتے ہیں کہ بازاروں میں پھرنے والے عوام چونکہ اہلِ حق اور مجاہدین کی نصرت نہیں کرتے اور طاغوت اور مرتدین کے ساتھ رہنے پر راضی ہیں اس لیے منافق ہیں۔ چنانچہ ان میں سے جتنے بھی مارے جائیں فدائی پر اس کا کوئی وبال نہیں ہوگا اور نہ ہی ان کے خون کے بارے میں اس سے کوئی پوچھ ہوگی۔ بلاشبہ یہ مطلقاً ایک عظیم خطا، واضح گمراہی ہے اور ایک بڑے فساد کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ بے شک وہ مسلمان ممالک جہاں مرتد حکومتیں قائم ہیں وہاں کی عام آبادی، سڑکوں اور بازاروں میں پھرنے والی عوام بالاصل اور مجموعی طور پر مسلمان ہیں۔ پھر ان میں صالحین اور دیگر آپس میں ملے ہوئے ہیں، ان میں کچھ ایسے ہیں جو مرتد کافر ہیں اور ان کا خون حلال ہے۔ لیکن مسلمان ممالک میں بسنے والے عوام مجموعی طور پر مسلمان ہیں جو کتاب و سنت اور مسلمانوں کے مشہور مذاہبِ اربعہ کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں اور یہ مسئلہ متعدد کتب اور ابحاث سے ثابت ہے۔ جو کوئی اس کے خلاف کہتا ہے تو وہ یقیناً غلو اور گمراہی کا شکار ہے اور اہلِ علم کی متفقہ رائے کا مخالف ہے۔ مسلمان عوام کے فسق و فجور، کمی و تقصیر یا جہاد کی نصرت سے پیچھے بیٹھ جانے کے باوجود اگر کوئی اوپر بیان کردہ وجوہات کی بنیاد پر جان بوجھ کر ان پر قتل کا حکم لگاتا ہے اور اس زعم میں ہے کہ ان کے خون کے بارے میں اس سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی تو وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہے اور علم و فقہ کی حدود سے خارج ہے۔ ایسا شخص حرام کا مرتکب ہے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ناراضی، غضب اور پکڑ کو دعوت دے رہا ہے۔ وہ اس بات کا حق دار ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کو ناکام کر کے دشمن کو اس پر مسلط فرما دے“۔

شیخ عطیۃ اللہ اللیبی رحمہ اللہ